

مجموعہ کلام شیخ اعظم

اظہارِ عقیدت

بانی جامع اشرف حضور شیخ اعظم

مولانا مفتی الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف (الہند)

(جمیعۃ الاشرف جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ کلام شیخ اعظم

اظہار عقیدت

بانی جامع اشرف شیخ اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں

"جمعیۃ الاشرف" جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: اظہار عقیدت (مجموعہ کلام شیخ اعظم)

مصنف: بانی جامع اشرف شیخ اعظم مولاناالحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں

تعداد: ۳ہزار بار اول

ناشر: جمعیۃ الاشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

مطبع: سمناں آفسیٹ پریس، نزد اوڈین سنیما، کینٹ روڈ، لکھنؤ

سن اشاعت: اپریل ۲۰۰۲ء

ملنے کے پتے

جمعیۃ الاشرف جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

مکتبہ فیضان اشرف خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں درگاہ کچھوچھہ شریف
ضلع امبیڈکر نگر یوپی،

شیخ اعظم کا ایک مختصر تعارف

مولانا رضاء الحق اشرفی راج محلی

نام:سید اظہار اشرف ☆ ۱۳۵۵ھ میں آپ کے پر دادا محبوب ربانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف کے گئے تھے اور آپ کے ہمراہ حضرت مولانا یونس اشرفی نعیمی بھی تھے تو جس وقت حضرت اشرفی میاں مدینہ منورہ میں مقیم تھے ایک دن آپ نے اچانک مولانا یونس اشرفی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:"یونس! کچھوچھہ میں میرے پوتے کی ولادت ہوئی ہے"۔اس پر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ متفکر ہوئے کہ ابھی تو کوئی خط آیا اور نہ تار۔ آخر یہ خبر آپ کو کیسے معلوم ہوئی! ابھی مولانا صاحب کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ آپ نے مسکرا کر فرمایا"فقیروں کو تار یا خط کی ضرورت نہیں ہوتی"۔

پھر آپ نے سرکار کے روضے میں حاضری دی اور مواجہہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر دعائیں کیں اور اظہار اشرف نام رکھ کر سرکار کی بارگاہ میں درخواست پیش کی کہ میرے پوتے کے ذریعے دین متین کی خوب خوب خدمت ہو اور ان سے "اشرف" (مخدوم اشرف) کے نام کا خوب اظہار ہو۔

لقب : شیخ اعظم، مخدوم العلماء ☆ آپ مخدوم سید اشرف جہانگیر

سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۸ھ) سے روحانی نسبت رکھنے کی وجہ سے اشرفی کہلاتے ہیں اور مخدوم الآفاق سید عبدالرزاق نورالعین جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) سجادہ نشین آستانہ مخدوم سمنانی سے نسبی قرابت کی بنیاد پر جیلانی کہلاتے ہیں اور حضرت نورالعین خلف اکبر احسن الوجوہ واکبر الوقوہ سید شاہ حسن سجادہ نشین کی اولاود میں سجادہ نشین ہونے کی حیثیت سے "سرکارکلاں" کے لقب سے بھی ملقب ہوتے ہیں۔

تاریخ و مقام ولادت ☆ ۶ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۵ء
بمقام کچھوچھہ شریف

والد ماجد ☆ مخدوم المشائخ پروردۂ چہار محبوباں مولانا الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی ۹ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء)

والدہ ماجدہ ☆ پرتو رابعہ ثانیہ سیدہ سنجیدہ رحمۃ اللہ علیہا بنت عارف باللہ سید شاہ مصطفیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ

جد امجد ☆ عالم ربانی، واعظ لاثانی، عارف حقانی، مولانا الحاج سید شاہ احمد اشرف ولیعہد سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی ۱۵ شب ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ)

ابتدائی تعلیم ☆ جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ میں ہوئی۔اس مدرسے کو

اعلیٰحضرت اشرفی میاں نے قائم فرمایاتھا جو مخدوم المشائخ سرکارکلاں کے دور تک چلتارہا۔

تحصیل علوم سے فراغت ☆مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں رہ کر آپ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل فرمائی۔

اساتذہ ☆آپ کے اساتذہ میں عمدۃ الفقہاء مفتی حبیب اللہ اشرفی نعیمی، مولانا یونس اشرفی نعیمی، امام معقولات مولانا سلیمان اشرفی بھاگلپوری، مولانا حافظ عبدالرؤف مبارکپوری، حافظ ملت مولانا عبدالعزیز اشرفی مرادابادی، مولانا مظفر حسن ظفرادیبی مبارکپوری خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

تدریسی خدمات ☆تحصیل علوم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۰ء تک ایک سال جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں بغیر تنخواہ کے فی سبیل اللہ تدریسی خدمات انجام دیں جس میں متوسطات تک طلبہ کو درس دیا مگر والد ماجد کے حکم سے جلد ہی تدریسی خدمت سے سبکدوشی اختیار کرنی پڑی۔

بیعت وارادت وخلافت ☆آپ کے والد ماجد نے آپ کو سلسلہ قادریہ چشتیہ میں پہلے بیعت فرمایا پھر سلسلۂ قادریہ منوریہ اور دیگر سلاسل کی اجازت وخلافت دے کر اپنا ولی عہد اور جانشین بنایا۔

سجادہ نشینی ☆آپ کے والد ماجد کے وصال کے بعد ۲۱/ شعبان ۱۴۱۷ھ

مطابق ۲ر جنوری ۱۹۹۷ء کو فاتحہ چہلم کے موقع پر جملہ علماء و مشائخ خاندان اشرفیہ اور ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے مریدین و متوسلین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کی موجودگی میں آپ کی رسم سجادگی عمل میں آئی۔ اس موقع پر تمام علماء و مشائخ نے محضر نامہ بابت سجادہ نشینی سرکار کلاں میں دستخط کئے اور سب نے بالاتفاق آپ کو سجادہ نشیں سرکار کلاں تسلیم کیا۔

دینی و علمی خدمات ☆ محبوب ربانی اعلیٰحضرت اشرفی میاں کی دعاؤں کی برکت اور مخدوم المشائخ سرکار کلاں کی روحانی تربیت اور توجہ نے آپ کو ایسا کمال اور مقام عطا کیا کہ خاندان اشرفیہ کے درمیان آپکی ذات کو نمایاں حیثیت حاصل ہوگئی اور اپنی دینی و علمی خدمات کی بنیاد پر ملک و بیرون ملک میں ہر طرف چھاگئے ولی عہدی کے دور سے لے کر اب تک جو دینی، روحانی اور علمی خدمات آپ نے انجام دی ہیں ذیل میں اس کا ایک سرسری جائزہ پیش کر رہا ہوں۔

دین و سنیت کی اشاعت ☆ بہار، بنگال، یوپی، مہاراشٹر، گجرات، پنجاب اور ملک کے مختلف صوبوں میں آپ کے تبلیغی دوروں سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ غلط عقائد سے تائب ہوکر سنیت میں داخل ہوئے ہیں بلکہ بہار کے بعض علاقوں میں سنیت کی اشاعت

آپ کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے جس پر خاص طور سے پورنیہ کشن گنج و مضافات کے برادران اہلسنت گواہ ہیں۔

اسی طرح بیرون ملک، بنگلہ دیش، پاکستان، سری لنکا، ہالینڈ میں بھی آپ سے بیعت وارادت اور عقیدت رکھنے والوں کی ایک بھاری تعداد موجود ہے اور ان ممالک میں آپ کے تبلیغی واصلاحی دورے ہوتے ہیں......۲۰۰۰ء میں آپ کے دورۂ بنگلہ دیش کے دوران ڈھاکہ، سید پور، راج شاہی، چاٹگانگ، میمن سنگھ، برہمن بڑیا اور دیگر مضافات میں آپ کے تبلیغی دوروں سے سیکڑوں کی تعداد میں وہابی عقائد سے متأثر لوگوں کی اصلاح ہوئی اور اہلسنت کے عقائد سے روشناس ہو کر سب سنی صحیح العقیدہ بن گئے۔ خاص طور سے برہمن بڑیا کا علاقہ جس پر وہابیوں کا مکمل تسلط تھا۔ آپ کی تبلیغ کے اثر سے وہاں وہابیت مغلوب ہوئی اور سنیت کا بول بالا ہوا۔ جبکہ اس سے پہلے وہاں کوئی سنی اجلاس نہیں ہوا تھا لیکن آپ کی موجودگی میں وہاں شاندار اجلاس ہوا اور آپ کے روحانی بیانات سے متأثر ہو کر وہاں کا امیر جماعت وہابیہ جو تیس سال سے تبلیغی جماعت میں کام کر رہا تھا وہابیت سے تائب ہو کر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا۔

خانقاہ اشرفیہ کی تعمیر و توسیع......................☆خانقاہ اشرفیہ کی تعمیر کا آغاز اعلیحضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہوا پھر آپ کے بعد مخدوم المشائخ سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تعمیری کام کو آگے بڑھایااور آپ کی سرپرستی میں شیخ اعظم نے اس کی توسیع فرمائی اور اب بھی توسیع و تعمیر کا سلسہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنی کاوشوں سے خانقاہ کو روایتی انداز سے ہٹا کر علمی رنگ میں رنگ دیا ہے جو خانقاہوں کا ہمیشہ سے طرۂ امتیاز رہا ہے۔ حال ہی میں ایک دانشور نے جب خانقاہ کی زیارت کی تو اپنا تاثر یوں ظاہر کیا...... "احاطۂ خانقاہ میں جو غیر معمولی علمی و دینی سرگرمیاں جاری ساری ہیں اس نے اسلاف کی یاد دلادی"۔

(پروفیسر اختر الواسع)
ڈائریکٹر ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف
اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

ہر سال خانقاہ شریف میں روحانی روایات کو قائم رکھتے ہوئے ۲۶/۲۷/۲۸ محرم الحرام کو تارک سلطنت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس منایا جاتا

ہے جس میں بحیثیت سجادہ نشین آستانۂ اشرف السمنانی آپ تمام مراسمِ عرس ادا فرماتے ہیں اور زائرین عرس مبارک کو بزرگان دین کے آثار و تبرکات کی زیارت بھی کراتے ہیں۔ اس موقع پر ختم بخاری شریف کا پروگرام بھی ہوتا ہے اور آپ فارغ التحصیل طلبہ کو بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیتے ہیں جس میں عام زائرین کے علاوہ علماء و مشائخ کی ایک جماعت بھی موجود رہتی ہے۔

جامع اشرف کی تاسیس ☆ ۱۹۷۸ء میں خانقاہ شریف کے اندر جامع اشرف نام سے ایک عظیم دینی ادارہ آپ نے قائم فرمایا جس کا سنگ بنیاد آپ کے والد ماجد مخدوم المشائخ مولانا الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے رکھا گیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک یہ ادارہ دینی و علمی خدمات انجام دینے میں مصروف ہے اب تک یہاں سے سیکڑوں علماء حفاظ و قراء فارغ ہو چکے ہیں جو ملک کے مختلف حصوں میں تبلیغ دین میں مصروف ہیں جامع اشرف ہی خاندان اشرفیہ کا واحد علمی نشان ہے جو پورے خانوادۂ اشرفیہ کے لئے قابل فخر ہے۔ یہاں باصلاحیت اور مخلص اساتذہ کی ایک فعّال ٹیم موجود ہے جو طلبہ کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے ساتھ ان کے اندر تحریری صلاحیت اور

اشاعتی ذوق بھی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے لئے الگ اشاعتی شعبہ بھی قائم کر لیا گیا ہے جس کے تحت ہر سال متعدد دینی رسالے اور کتابیں شائع ہوتے ہیں اور دن بدن اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ شیخ اعظم ہی کے حکم سے ۱۹۹۹ء میں جامع اشرف کی طرف سے سہ ماہی مجلّہ بنام "غوث العالم" کا اجرا ہوا جو بحمد اللہ اب تک آپ کی سرپرستی میں بحسن وخوبی پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔

مختار اشرف لائبریری ☆ مخدوم المشائخ سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش اور ان کے حکم سے خانقاہ شریف کے اندر جامع اشرف سے متصل ہی آپ نے مولانا احمد اشرف ہال" کے نام سے ایک نہایت خوبصورت اور عظیم الشان سہ منزلہ عمارت کی تعمیر کروائی۔ اس کی تینوں منزلوں میں بڑے بڑے تین ہال ہیں۔ ۱۹۹۵ء میں دوسری منزل کے ہال میں اپنے والد ماجد کے نام سے "مختار اشرف لائبریری" کی بنیاد ڈالی اور آپ کی کاوشوں سے ۴ سال کی مختصر مدت میں اس میں پندرہ ہزار سے زائد کتابیں جمع کر لی گئیں۔ شیخ اعظم اس لائبریری کو اسلامیات پر ایشیا کی سب سے عظیم لائبریری بنانے کا منصوبہ لے کر اٹھے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے اس منصوبے کو تکمیل تک پہنچائے۔ آمین

اس لائبریری کا ابھی ابتدائی دور ہے لیکن اس کا نظم و نسق اور اس میں مطلوبہ سہولیات کی موجودگی کو جو بھی اہل علم اور دانشور دیکھتا ہے بے حد متأثر ہوتا ہے اوراس کے اچھے مستقبل کی توقع ظاہر کرتا ہے۔

ذیل میں کچھ اہل علم کے تأثرات ملاحظہ فرمائیں......

(۱)حضرت علامہ سید حامد اشرفی جیلانی دامت برکاتہ☆

"عزیزی سید شاہ اظہار اشرف سلمہٗ نے خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں جو نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں وہ قابل ستائش و شکر ہیں، احمد اشرف ہال کی تعمیر اپنے وقت کی سب سے اہم تعمیر ہے جس کے مختلف شعبہ جات میں سب سے اہم شعبہ مختار اشرف لائبریری ہے"۔

(۲) پروفیسر سید امین اشرف سابق ریڈر انگلش مسلم یونیورسٹی علی گڑھ☆

میرا تعلق چونکہ ایک یونیورسٹی سے رہا ہے اس لئے میں بلا خوف تردید سکتا ہوں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو کسی بھی یونیورسٹی میں اسلامی علوم و فنون پر ریسرچ کرنے والوں کے لئے ایسی بیش بہا کتابیں (جو مختار اشرف لائبریری میں ہیں) نہیں ملیں گی۔

(۳) پروفیسر عبد الحامد، شعبۂ اردو الٰہ آباد یونیورسٹی☆

"راقم نے مختار اشرف لائبریری سے استفادہ کیا بلا شبہ غیر

معمولی اور انتہائی اہم کتب کا ذخیرہ ہے"۔

(۴) مولانا عبدالحکیم شرف قادری لاہور پاکستان ☆

"جامعہ اشرف کی عظیم لائبریری کی زیارت سے اتنی مسرت حاصل ہوئی جسے بیان نہیں کیا جاسکتا"۔

بلاشبہ شیخ اعظم کے کارناموں میں سرف یہی ایک کارنامہ ان کو زندۂ جاوید رکھنے کے لئے کافی ہے۔اس سے جہاں ان کی علم دوستی کا انداز ہوتا ہے وہیں ان کی بے نفسی اور جذبہ اخلاص کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

شیخ اعظم اپنی اکثر مجلسوں میں فرمایا کرتے ہیں کہ ......

"لائبریری قائم کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں اس کے لئے ایک قسم کا جنون چاہیئے اور تحریر ہی آدمی کو زندہ رکھتی ہے اور اس کے لئے لائبریری ضروری ہے"۔

آپ تصنیف و تالیف واشاعت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب بھی طلبہ جامع اشرف کوئی کتاب شائع کرتے ہیں تو آپ خوشی کا اظہار فرماتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔اور اساتذۂ جامع اشرف کو بھی تصنیف تالیف کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ مختار اشرف لائبریری کی

توسیع و تکمیل کو آپ نے اپنی زندگی کا مقصد اصلی بنالیا ہے۔
اس میں تمام اہل خیر کا مشترکہ تعاون ہو تو انشاءاللہ یہ کام بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔

اشرف حسین میوزیم☆لائبریری سے متصل جانب مغرب ایک بڑے ہال میں یہ میوزیم آپ نے بزرگان خاندان اشرفیہ کے آثار وملبوسات اور دیگر تبرکات کو محفوظ رکھنے کے لئے قائم کیا ہے۔اس وقت کچھ بزرگوں کے تبرکات اس میں رکھے ہوئے ہیں۔مزید کوشش جاری ہے۔جس کے پاس سے اس قسم کے آثار و تبرکات میں سے کچھ حاصل ہوتا ہے اس کو اس کے نام کے ساتھ ایک کارڈ میں تفصیل لکھ کر میوزیم میں رکھ دیا جاتا ہے۔آستانۂ مخدوم پاک میں آنے والے زائرین خاص طور سے اس میوزیم میں رکھے ہوئے آثار و تبرکات کی زیارت سے بھی مشرف ہوتے ہیں۔

نورالعین پارک☆لائبریری کے سامنے یہ خوبصورت پارک جس میں زائرین و طلبۂ جامع اشرف کے وضو کے لئے حوض بھی ہے۔اپنے حسن کے ساتھ لائبریری کے خارجی حسن کو دوبالا کرتا ہے اس کی تعمیر بھی آپ کے عمدہ ذوق کی علامت ہے۔

مسجد اعلیٰحضرت اشرفی☆ مسجد نبوی کے ہو بہو نقشے پر بنی ہوئی یہ مسجد اپنی خوبصورتی میں بے مثال ہے خانقاہ شریف میں ٹھہرنے والے

زائرین اور جامع اشرف کے طلبہ واساتذہ اور آبادی کے بھی
بہت سے نمازی اس میں پانچوں وقت نماز ادا کرتے ہیں اس
مسجد کے نقشے کا انتخاب بھی شیخ اعظم کے حسین ذوق ہی کا نتیجہ ہے۔

اخلاق ومحاسن ☆ آپ طبعاً سادگی پسند اور صاف گو واقع ہوئے ہیں، تصنع،
ریاکاری، کبر، تملق وچاپلوسی جیسے گندے اوصاف سے سخت
نفرت رکھتے ہیں اور ان سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ ملت کی
تعمیر واصلاحِ امت کے لئے جہد مسلسل اور عمل پیہم آپ کا
خاصہ ہے۔ آپ کی گوناگوں خوبیوں اور علمی ودینی کارناموں کی
تفصیل بیان کرنے کے لئے یہ مختصر مضمون ناکافی ہے۔

اخیر میں میں بلاخوف تردید یہ کہہ کر گذر جانا چاہتا ہوں کہ آپ
کے علمی ودینی کارناموں کو نظر انداز کر کے خاندان اشرفیہ کی علمی
ودینی خدمات کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی۔ دعا ہے کہ مولیٰ
تعالیٰ قوم وملت کے اس عظیم محسن کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور
ان سے زیادہ سے زیادہ دین وسنیت کی خدمت لے ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

فقیر گدائے اشرفی
رضاء الحق اشرفی راج محلی
شیخ الحدیث جامع اشرف وایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ غوث العالم درگاہ کچھوچھہ شریف
چہار شنبہ ۲۹/ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ ۱۳/ فروری ۲۰۰۲ء

M

جمعیۃ الاشرف کی مطبوعات

☆کتاب الابدال — مولانا ارشد جمال اشرفی

☆مقام غوثیت — مولانا ارشد جمال اشرفی

☆عمامہ اور ٹوپی کی شرعی حیثیت — مولانا ارشد جمال اشرفی

☆دھماکہ اور چنگھاڑ کا ایک شرعی جائزہ — مولانا ارشد جمال اشرفی

☆سرکار کلاں کی بارگاہ میں شیخ الاسلام کا خراج عقیدت
شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

☆سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل — مولانا رضاء الحق اشرفی

☆آدابِ صحبت وزیارتِ مشائخ — مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی
ترتیب وتحشیہ: مولانا رضاء الحق اشرفی

☆حجۃ الذاکرین مع رسالہ قبریہ — مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی
ترجمہ: مولانا رضاء الحق اشرفی

☆اظہار عقیدت (مجموعہ کلام شیخ اعظم)
شیخ اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی

ملنے کا پتہ

آفس جمعیۃ الاشرف جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

اظہار عقیدت پر ایک نظر

ڈاکٹر سید امین اشرف

سابق انگلش ریڈر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اظہار عقیدت ....مرشد کامل ، شیخ اعظم، حضرت مولانا سید اظہار اشرف سجادہ نشین آستانۂ اشرفیہ سرکار کلاں کا شعری مجموعہ ہے جو نعت و منقبت ، سلام و رباعیات اور معروف و مشہور اشعار کی تضمین پر مشتمل ہے۔اس میں چند غزلیں اور ہندی گیت بھی شامل ہیں۔ سوال یہ ہے کہ شعر گفتن چہ ضرور۔اس اعتراض کا جواب راقم الحروف کی نگاہ میں ہشت پہل ہے۔بنیادی جواب یہ ہے کہ شیخ کو شاعری کا مذاق ورثے میں ملا ہے۔یہ خصوصیت genetic ہے۔یہ شعری روایت حضرت کے مورث اعلیٰ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی سے ہوتی ہوئی شیخ اعظم تک پہونچی ہے۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی خود ایک صاحب دیوان شاعر تھے۔ تاریخ و سیر کی کتابوں میں اس دیوان کا حوالہ ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ برٹش لائبریری میں موجود ہو۔ جستہ جستہ اشعار مختلف مضامین میں راقم الحروف کی نظر سے گذرے ہیں جن کے بنیادی موضوعات اخلاق و موعظت ہیں۔ شیخ اعظم کے پردادا شاہ علی حسین اشرفی میاں کی شاعری اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ حضرت کا دیوان ''تحائف اشرفی'' آج بھی مقبول عوام اور محبوبِ خواص ہے۔دوسرے عشق الٰہی اور محبت نبی کی سرشاری میں بعض ایسی نفسی، عرفانی اور جذبی کیفیات ہوتی ہیں جن کی نزاکت کے اظہار کے لئے نثر نہیں بلکہ شعر ہی

موزوں میڈیم ہے۔ نثر تو اسرار و معارف کی تفہیم و توضیح اور رشد و ہدایت کی تبلیغ و ترویج کے لئے موزوں ہے۔ جیسے فتوح الغیوب از غوث پاک، تحفۃ القادریہ از شاہ ابوالمعالی، اسرار طریقت از شاہ محمد غوث، شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب اخبار الاخیار اور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات لطائف اشرفی۔ نثر کے لئے شرح وبسط درکار ہے اور شعر کے لئے اختصار۔ تیسرے اردو زبان کی ترویج واشاعت میں بازاروں میلوں ٹھیلوں اور اصل سے اردو میں تراجم کے علاوہ خانقاہوں کا بڑا رول رہا ہے۔ کثرتِ عبادت وریاضت اور مجاہدہ ومکاشفہ کا اصل مقصد تزکیۂ نفس رہا ہے اور خانقاہی علماء وصوفیا نے توحید الٰہی کی تعلیم اور انسانیت کے محسن اعظم سرکار دوعالم ﷺ کے اخلاق کریمانہ اور اوصاف حمیدہ کے ذکر کو اپنا اولین مشن سمجھا ہے۔ ان عرفاء وصلحا کے ارشادات واقوال جستہ جستہ نثر میں ملتے ہیں اور شعر میں بھی۔ عوام تک اپنے تصورات وخیالات اور مشاہدات کے ابلاغ کے لئے نثر کی خشکی سے زیادہ شعر اس کے لئے مناسب ہے کہ شعر کی طلسمی فضا، تازہ کاری اور دلکشی زوداثر ہوتی ہے اور عوام کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔

شیخ اعظم بھی خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں سے وابستہ ہیں اور رشد و ہدایت کے منصب جلیلہ پر فائز۔ ہندی شاعری میں مدھر سنگیت کی دُھن ہو، فارسی کی پُر شکوہ شاعری کا عجمی جمال ہو یا اردو شاعری کی گل کاریاں، سب کا ماخذ وحدانیت کی تعلیم اور اطاعت ومدح رسول۔ چوتھی بات یہ ہے کہ طبع موزوں شعر تو کہلوا سکتی ہے مگر شعر میں حلاوت ولطافت بغیر وہبی صلاحیت ممکن نہیں۔ شیخ اعظم کے

تخیّلات وجذبات کی جولانگاہ صرف نعتیہ شاعری نہیں بلکہ مختلف اصناف سخن ہیں جو ان کی فطری شاعرانہ اور تخلیقی صلاحیت کا بیّن ثبوت ہیں۔

راقم الحروف کو اس کلام میں ایک کمی کھٹکتی ہے اور وہ ہے خالص تصوف کی چاشنی کا فقدان۔ کلام کی مجموعی لے صوفیانہ نہیں ہے۔ اس حیرت زائی میں اضافہ اس امر سے مزید ہوتا ہے کہ شیخ ایقان وعرفان کی تجلّی سے بہرہ ور اور منازل سلوک سے آشنا ہیں۔

طرز اظہار میں تنوع ضرور ہے اور اس کی تفہیم وتشریح میں رنگارنگی ہے گروتی سے لے کر جگر تک اکثر شعراء کے کلام میں وحدت الوجود یا وحدت الشہود کے فلسفہ کی جھلک نظر آجاتی ہے اور "تصوف برائے شعر گفتن" کی مصداق ہے۔ غالب اور فانی کی شاعری میں تصوف کے مسائل پر غور وتامل ملتا ہے۔ ان کا انداز نظری، فکری اور علمی [acadmic] ہے۔ خواجہ میر درد تنہا صوفی شاعر ہیں جن کی شاعری میں تصوف کی لے تیز ہے اور وہ بذات خود مختلف احوال ومقامات سے گذرے ہیں، شیخ اعظم کی انفرادیت یہ ہے کہ انھوں نے صوفی یا تصوف کے اعلیٰ خصائص کا اظہار شاعری میں نہ کرکے اپنی شخصیت میں جذب کرلیا ہے۔ مثلاً آلائش دنیوی سے بے رغبتی، تسلیم ورضا، صبر وشکر، تشکر وتحمل، قناعت، فروتنی وخاکساری، الم شناسی اور دردمندی، خلق خدا سے محبت اور ان کی حاجت روائی۔ جب سالک تمام احوال محمودہ سے متصف ہوجاتا ہے تو وہ اپنی تعریف وتوصیف اور قدر ومنزلت سے نہ لطف اندوز ہوتا ہے نہ ہی اپنے علم وفضل کی نمائش کے لئے ایسے

امکانات کے لئے راہ ہموار کرتا ہے جو تصوف کے لئے زہر ہلاہل ہے۔ صوفی کو اپنی شخصیت کی طرح اپنی شاعری میں بھی اظہار کی تصنع آمیزی سے سروکار نہیں ہوتا مبادا احساس کبر پیدا ہو جو سلوک و معرفت کے منافی ہے۔ شیخ اعظم نے تصوف کے نکات، اسرار و رموز اور معانی و مفاہیم کو علامتی، استفہامی یا استعاراتی انداز میں پیش نہ کر کے اپنے باطنی کمالات کو ظاہر بیں نگاہوں سے پوشیدہ رکھا ہے جو روحانی زندگی کی اعلیٰ قدر اور کمال تقویٰ کی مثال ہے۔ باوجود اس کے بقول اکبر الہٰ بادی ؎

زمانے کی نظر تو کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہے
کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر

صوفیا کے نزدیک زندگی کی غرض و غایت معرفت الٰہی اور حقیقت محمدی تک رسائی ہے۔ کائنات کا سارا اجالا اسم محمد ﷺ سے ہے۔ اشیائے کائنات نور محمدی کی ممنون ہیں یا اس کی تلاش میں ہیں۔ جب تک اس نور سے عشق یعنی عشق مصطفیٰ نہ ہو انسان خالق کائنات کو پہچان ہی نہیں سکتا کیونکہ نور مصطفیٰ ہی وجہ تخلیق کائنات ہے اور یہی جلوۂ حق نما۔ سرور کائنات ﷺ نے خود فرمایا ہے جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھ لیا۔ دوسرے صوفیائے کرام کی طرح شیخ اعظم کا بھی یہ نظریہ ہے کہ عشق ایک آگ ہے۔ یہ آگ محبوب کے ماسوا کو جلا دیتی ہے۔ اسی لئے شیخ اعظم کی رَگ رَگ میں عشق محمدی رچا ہوا ہے اور اس آگ کی تپش، تاب و توانائی شیخ اعظم کا سامان حیات اور مقصد زندگی ہے انھیں عشق صرف ایک ذات سے ہے اور وہ ہے ذات مصطفیٰ، حبیب خدا، مظہر نور الٰہی، مالک دوجہاں، خاتم مرسلاں

اور نازش کاملاں۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ کی شاعری کے تار و پود میں عقل وادراک کی فلسفیانہ کار فرمائی سے زیادہ پیارے نبی کی محبت میں جذبہ واحساس کی تھرتھراہٹ صاف سنائی دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس شاعری میں سلوک کے منازل ترک، فقر، زہد، ورع، رجا، سکر، صحو، فنااور بقاکاذکر اشارتاً بھی نہیں ملتااور مرکز عقیدت صرف ذات مصطفیٰ ہے یا وہ جملہ اشخاص واشیا جن کی ذات مصطفیٰ سے ادنیٰ سی بھی نسبت ہو۔ جیسے مکہ، مدینہ، کعبہ، صفا، مروہ، مزدلفہ عرفات، غار حرا، غار ثور، صحابہ کرام، ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار، روضہ انور، مسجد نبوی، شب معراج، شب اسریٰ وغیرہ مگر یہ بات ضمناً کہی جاسکتی ہے کہ اپنی صوفیانہ شخصیت کو نہاں خانوں میں رکھنے کی شعوری کشش کے باوجود شیخ کے قلم معجز رقم سے ایسے اشعار نکل ہی آتے ہیں جو شیخ کی صوفیانہ شخصیت کی غمازی کرتے ہیں۔ چند اشعار دیکھئے:

اک تڑپ تھی مرے سرکار کبھی آئیں گے
خانۂ دل کو مقدر سے وہ مہمان ملا (تجلّی)

تجلیوں سے فروزاں ہے کائنات سبھی
انہیں کا جلوہ ہے ہر سو جدھر میں جاتا ہوں (وحدت الوجود)

فرصت نہیں جو خود کو دیکھوں
میں جس کا ہوں اسی کو دیکھتا ہوں (حیرت و محویت)

حاصل کلام شیخ اعظم کی شاعری کے لئے وجہ کشش تصوف کے اسرار و رموز کی فلسفیانہ تشریح و تعبیر نہیں بلکہ عشق محمدی ہے۔ شعری مجموعہ جملہ اولیاء اللہ سے

عقید تمندانہ اور والہانہ شیفتگی سے اسی لئے مملو ہے کہ اولیاءاللہ کا سینہ تاجدار مدینہ کی محبت کا خزینہ ہے چنانچہ شیخ اعظم کی شاعری کے محرکات ہیں عشق رسول اور محبت اولیاء۔

عربی شعراء نے بہ کمال عقیدت شہنشاہ دارین، محبوب رب المشرقین والمغربین کی مدح سرائی کے نذرانے پیش کئے ہیں۔ حضرت کعب بن مالک انصاری حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری، کعب بن زہیر اور حضرت حسان بن ثابت دربار نبوت کے مہتم بالشان شعراء ہیں، فارسی شعراء نے بھی اس صنف میں اپنے کمال کے جوہر دکھائے ہیں جس میں انوری، خاقانی، سعدی، خسرو، قدسی، صہبائی، طالب آملی اور بیدل خاص اہمیت رکھتے ہیں ہندوستان میں دکنی زبان میں شاعری کرنے والے شعراء سے لے کر دور متقدمین، متوسطین اور دور جدید کے شعراء نے بھی رسول اکرم کے محامد و محاسن کے بیان میں اپنے قلم کی گل کاریاں دکھائی ہیں۔ اس ضمن میں سودا، میر حسن، محسن کاکوری، بیدم وارثی، آسی غازیپوری اور اقبال سہیل امتیازی شان رکھتے ہیں۔ علامہ اقبال کی شاعری کا تو مرکزی خیال ہی عشق رسول ہے اسی طرح شیخ اعظم کے لئے جملہ سامان حیات ہی نبی کا تصور بے پایاں ہے۔ انفرادی زندگی میں یہ تصور شخصی و روحانی ارتقاع عطا کرتا اور اجتماعی زندگی میں اسلامی معاشرت کی بنیادوں کو صلاح و فلاح سے سرفراز کرتا ہے۔ حسن پرستی اسی وقت اپنے کمال پر ہوتی ہے جب قلب عاشق کے سامنے صرف اور صرف جمال حبیب کبریا کا تصور ہو۔ پھر اس جذبے کے سامنے کسی اور شے سے تعلق لایعنی ولاحاصل

نظر آتا ہے۔ قلب عاشق کے گداز نے ذیل کے اشعار کو کس قدر دلدوز، دلگداز اور دلربا بنادیا ہے:

مرے شوق جنوں کی آخری منزل ترا در ہے
تصور کر کے جیتے ہیں حبیبی یارسول اللہ!
مری زندگی کا مقصد ترے عشق کا ہے حاصل
کسی اور سے محبت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

مومن کی زندگی میں ساری حرارت محبت نبی سے ہے۔ موت اس لئے پیاری ہے کہ رسول کا دیدار ہوگا۔ محبت تو انسان کا فطری جذبہ ہے مگر شیخ اعظم اس درجہ فنافی الرسول ہیں کہ محبت رسول میں جان دے دینا ہی حقیقی محبت سمجھتے ہیں۔ جو رسول کے لئے جیتا اور رسول کے لئے مرتا ہے اس پر انوار الٰہی کی بارش ہوتی ہے۔ سطوت و عظمت، عزت و جلالت اور شوکت و حشمت اس کا قدم چومتے ہیں۔ متغزلانہ رچاؤ کے ساتھ اس خیال کی ترسیل میں شاعر نے نہایت فنکارانہ چابکدستی کا مظاہرہ کیا ہے:

سطوت و عظمت و اقبال قدم چومیں گے
جذبہ حب نبی رکھ کے جو مرنا سیکھو
موت تو اس لئے لگتی ہے بھلی ہم کو بہت
بعد مرنے کو تو دیدار تمھارا ہوگا

کائنات کی طرفگی، رنگارنگی اور درخشانی، جملہ نظام حیات کی زرفشانی،

محبت نبی کی رہینِ منت ہے۔زمین سے فلک، سما سے سمک تک ایک ایک ایٹم کی حرکت انرجی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔یہ تاب و توانائی عشق مصطفیٰ کی دین ہے۔کلی میں اسی کی بو ہے، پھول میں اسی کی خوشبو، تاروں میں اسی کی چمک، آفتاب و ماہتاب میں اسی کی ضیا، باد نسیم میں اسی کی طراوت اور برگ و شجر میں اسی کی نغمگی ہے۔ اشیائے کائنات کی طرح شیخ اعظم کا دل ودماغ بھی اسی عشق کی ضو فشانی سے روشن ہے۔ شیخ اعظم کا دل ودماغ بھی اسی عشق مصطفیٰ کا فیضان ہے۔جب نبی کا ذکر قلب عارف میں ہوتا ہے تو ممد حیات بن جاتا ہے اور جب بالجہر ہوتا ہے تو انبساط روحانی کا وسیلہ۔ گلستان سعدی کے یہ اولین کلمات شیخ اعظم کی زندگی پر صادق آتے ہیں" ہر نفس کہ فرو می رود ممد حیات است وچوں بروں می آید مفرح ذات"۔محبتِ مصطفیٰ مومن کا جزو ایمان ہے۔اس سے ایمان کو جلا ملتی ہے۔رسول اکرم سے عشق منصب عشق کو توقیر عطا کرتا ہے۔ تہی مایہ وہ نہیں ہے جو دنیاوی مال و متاع سے محروم ہے۔ تہی مایہ وہ ہے جس کا دل پیارے نبی کی محبت سے تہی ہے۔اس نکتے کی جانب اقبالؔ نے اس طرح اشارا کیا ہے:

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات

شیخ نے نہایت سادگی اور صدق جذبات سے اسی حقیقت کی جانب اشارا کیا ہے۔ان اشعار کی تہہ میں جو تڑپ، درد، دلسوزی اور آرزومندی ہے وہ ہماری توجہ اس امر کی جانب مبذول کراتی ہے کہ ان اشعار کا خالق یقیناً اشرف الانبیا، حبیب

کبریا، زینت دو جہاں، مالک کون ومکاں کا والا و شیدائی ہے اور اس کے دل وجان کا
ایک ایک گوشہ اسی دولت لازوال سے لبریز ہے:

کتنے بے مثل ہیں ایمان کی دولت والے
جذبۂ عشق ہی ایمان کو گرماتا ہے
نکھر جاتی ہے بے تابی وفور عشق کامل سے
عطا ہو ہم غریبوں کو یہ دولت یارسول اللہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں''۔ مذکورہ بالا شعر میں عشق کامل سے مراد ہی عشق مصطفیٰ ہے۔ یہ دولت عارف کے دل کو غنی کرتی ہے۔ وہ دنیا کی ساری دولت کو پائے حقارت سے ٹھکراتا ہے۔ جس کو یہ دولت مل جاتی ہے پھر وہ اور کسی شے کا محتاج نہیں رہتا۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

وطن سے محبت فطری ہے اور اسلام کی تعلیم بھی۔ دیگر اسباب وعلل سے قطع نظر شہر مدینہ اس لئے بھی عزیز ہے کہ وہ خواب گاہِ مصطفیٰ ہے اور شیخ کی نگاہ میں اصل حب الوطنی آقائے نامدار تاجدار مدینہ کی محبت میں تمنائے سر فروشی میں پنہاں ہے:

کیونکر نہ مدینے کے تقدس پہ ہو قربان

مومن کی یہی اصل میں حب الوطنی ہے

کیا خوبصورت شعر ہے

جنت بھی ہے قربان وہ طیبہ کی گلی ہے

سب گلیوں کی ہے جان وہ طیبہ کی گلی ہے

مدینہ کو یہ افتخار حاصل ہے کہ روئے زمین پر وہ سارے مقامات وبلدیات ومضافات کا شہنشاہ ہے۔ مدینہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ طارق بن زیاد، فاتح اسلام نے کشتیاں اس لئے جلوادی تھیں کہ سپاہیان اسلام کے لئے اسپین سے واپسی کا امکان ہی نہ رہے۔ مدینہ میں حاضری کی آرزو شیخ کے دل میں پرورش پارہی ہے مگر اس طرح کہ واپسی کا امکان ہی ختم ہو جائے اور موت آئے تو در پاک نبی پر آئے۔ برجستگی، روانی، بے ساختگی اور شیرینی میں ڈھلے ہوئے ان اشعار میں قلب عارف کی دھڑکن دیکھئے:

بلالوائے مرے سرکار اب طیبہ کی گلیوں میں

مدینے کو ترستے ہیں حبیبی یارسول اللہ

جوار رحمۃ للعلمین جن کو میسر ہو

وہی جنت میں رہتے ہیں حبیبی یارسول اللہ

غبار راہ طیبہ کاش پلکوں کو میسر ہو

خمار عشق کی ہو جائے عادت یارسول اللہ

سبز گنبد کے مکیں فریاد ہے فریاد ہے
دل تڑپتا ہے مرا طیبہ کو جانے کے لئے

ہو کرم تاجدار مدینہ اپنے محتاج کو بھی سنبھالو
جن بہاروں پہ جنت ہے قرباں وہ دیار مدینہ دکھا دو

در مصطفیٰ پہ جاتے تو کچھ اور بات ہوتی
وہاں جا کے پھر نہ آتے تو کچھ اور بات ہوتی

تڑپ رہا ہے دل مضطرب مدینے کو
در رسول ہی کافی ہے میرے جینے کو

تاریخ و سیر کی کتابوں میں اور اصحاب رسول کے اقوال و بیانات سے یہ حقیقت واضح ہے کہ چشم فلک نے سرکار مدینہ جیسا چہرا روئے زمین پر نہ دیکھا۔ آپ حسن و جمال کا پیکر لازوال ہیں۔ نعت گو شعرا میں تقریباً بیشتر نے آپ کے اوصاف و محاسن کے ساتھ آپ کے بے مثال حسن کی تعریف بیان کی ہے۔یوں تو سرکار دوعالم کی تعریف احاطۂ بیان سے باہر ہے، مگر شیخ اعظم کے مجموعۂ کلام سے راقم الحروف نے صرف دو شعر منتخب کئے ہیں کہ ان اشعار کے کوزے میں شیخ نے سمندر بھر دیا ہے۔ سرکار کی صورت اگر قرآنی آیات کی تفسیر ہے تو سرکار کی سیرت قرآنِ ناطق۔

یا حبیبی مدنی ہاشمی و مطلبی
ہے درخشاں تری عظمت کا چراغ نسبی

والضحیٰ چہرا ہے اور زلف ہے واللیل تری
اور سیرت تری قرآں میں ہے بے مثل ڈھلی

جس طرح بعض اوقات ایک ہلکی سی لکیر کسی تصویر کے نقوش اور خدوخال کو واضح اور نمایاں کردیتی ہے اور پوری تصویر متحرک نظر آتی ہے اسی طرح والضحیٰ والشمس کی قرآنی آیات سرکار کے روئے انور پر انوار الٰہی کا انعکاس ہیں۔

فصحائے ہند و عرب و ایران نے آپ کے روئے جہاں تاب کی طرح آپ کی بے مثل شخصیت اور اخلاق کریمانہ پر بھی تعریف و تحسین کے موتی برسائے ہیں اس سے زیادہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سرکار مدینہ کی اکملیت و افضلیت و محبوبیت مسلم ہے۔ سرکار کی شان ارفع کے بیان میں شیخ کے اسلوب کی پاکیزگی، لہجے کی شائستگی اور طرز ادا کی طرفگی ملاحظہ فرمائیے:

سارے نبیوں میں چمکتا ہے اُجالا تیرا
مل گئی اس کو بلندی جو ہے منگتا تیرا
جس کو اللہ نے محبوب بنایا اپنا
مثل پیدا نہ ہوا اے شہ بطحا تیرا
یوں تو نبیوں کو ملی دولت عرفان مگر
شان محبوب کو ان سب میں جدا رکھا ہے

ذات وصفات مصطفیٰ کے لاجواب محاسن کے ساتھ حضور کی بشریت کی نوعیت ملاحظہ فرمایئے۔ جس کا جاننے والا صرف خدائے عزوجل ہے :

نہ مثال تیرے کمال کی نہ مثال تیرے جمال کی
تری ذات خود ہی مثال ہے نہ ہوا ہے ایسا کوئی بشر

ذات مصطفیٰ باعثِ ایجاد کائنات ہے۔ یہی ذات قدسی صفات خدا کے برگزیدہ بندوں کے روحانی کمالات کی محرک ہے۔ علم ومعرفت، شجاعت وحکمت، صبر واطاعت، انس ومحبت، زہد وعصمت سب عطائے رسول ہے اسی طرح صدق ابوبکر، عدل وشجاعت عمر، معرفت علی اور شرم وحیائے عثمان بھی۔ ان کمالات کے حصول کے لئے شرط ہے "درد وداغ وسوز وساز وآرزو" مگر یہ طلب اور جستجو بھی بغیر فیضان رسول ممکن نہیں۔

جس کو جو کچھ بھی ملا صدقے میں تیرے ہی ملا
فیض صدیق و عمر، حیدر و عثمان ملا

خالق کائنات نے زمین کے سارے خزانوں کی کنجیاں سرور کائنات کے ہاتھ میں دیدیں اور فرمایا کہ آپ اپنے کو مشقت میں نہ ڈالیں اور اپنی حیات مبارکہ کو عیش وآرام سے بسر کریں۔ حضور نے عرض کیا باری تعالیٰ! میں ان کا طالب نہیں ہوں۔ میری تو یہ خواہش ہے کہ ایک روز شکم سیر رہوں تو دو روز فاقہ کروں۔ ملاحظہ کیجئے کہ ایک ایسی ہستی جس کے تصرف میں سارا عالم ہے جس کے سر پر ساری کائنات کا تاج ہے۔ دولت وثروت جس کے غلام ہیں۔ وہ ایک فاقہ کش بوریا

نشین ہے۔ خود آنحضرت نے فرمایا ہے: "الفقر فخری"۔ اس حقیقت کی ترجمانی کے لئے شیخ کے اسلوب کی سلاست و سادگی دیکھئے۔

در سے مرے آقا کے ملتا ہے زمانے کو
مالک ہیں خدائی کے اور فقر ہے شاہانہ

پیارے نبی کی محبت میں شیخ اعظم پر وارفتگی کا عالم طاری ہے۔ عشق ہے تو صدمات جھیلتے ہیں مگر یہ آلام و صدمات نہایت فرحت بخش ہیں جن کے سامنے بڑی سے بڑی دنیاوی خوشی اور کامرانی ہیچ ہے۔ شیخ اعظم نے تاجدار مدینہ کے درد کو سینے سے لگا رکھا ہے کیونکہ یہ درد خود ہی اپنا مداوا ہے۔ یہ توفیقِ عشق صرف عارف باللہ اور خدا کے برگزیدہ بندوں کے نصیب میں ہے۔ اس درد کی فضل گستری ہر خاص و عام پر نہیں ہوتی۔

اے دل کسے نصیب یہ توفیق اضطراب
ملتی ہے زندگی میں یہ راحت کبھی کبھی

(ناصر کاظمی)

شیخ اعظم کے اشعار دیکھئے:

ناکام ہوں ، مجبور ہوں ، پرواہ نہیں ہے
ہر غم تری الفت میں ہے شاداں مرے آقا
زخم جگر ناسور ہوا ہے کس کو بتاؤں اپنی حالت
عشق تمھارا ہو گیا مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ میں حاضری کی آرزو ہو یا روضۂ رسول کی زیارت کا شوق، عشق نبی کے صدمات ہوں یا مدد واستعانت کے لئے التجا، ان اشعار کی لے حزنیہ ہے۔ یہ قلبِ عارف کی گم شدگی، خود رفتگی اور بے قراری کے غماز ہیں مگر ان اشعار کی تہہ میں سرخوشی کی زیریں لہریں سحر انگیزی کی حد تک صدمات محبت کو طربناک بنادیتی ہیں اور حسّاس قاری ان اشعار کی دلربائی سے زیادہ بڑی حد تک ان اشعار کے خالق کی دلربا شخصیت کی طرف رفتہ رفتہ متوجہ ہونے لگتا ہے جس کے محسوسات وجذبات کو بانکپن بخشتا ہے گردش لیل ونہار کے مطلوب، ابن مریم کی بشارت کے ظہور، سید الانبیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق نے:

وہ تو وہ ہے تمھیں ہو جائے گی الفت مجھ سے
اک نظر تم مرا محبوب نظر تو دیکھو (فیضؔ)

کلام میں فضائل وکمالات نبوی کا ذکر جا بجا ہے "کلیم" کی ذومعنویت اس شعر میں دیکھئے جس میں معجزات نبوی کی جانب اشارہ ہے۔

کلیم دیکھیں یہ ہے شان مصطفیٰ کا کمال
کہ جس نے کردیا منبر کو اور حجر کو کلیم

مگر معراج نبوی پر شیخ کے اشعار اپنا جواب آپ ہیں۔ اکثر نعت گو شعرا نے معراج نبوی کے بیان میں نہایت بلاغت اظہار سے کام لیا ہے، مثلاً اقبالؔ کا یہ شعر:

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

شیخ اعظم فرماتے ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ، نوری نوری فضا، بزم لطف و عطا
منزل ارتقا پر ہے کتنا کرم ان کے زیر قدم

دونوں جسمانی معراج کے قائل ہیں۔ دونوں اسے کمال بشریت سمجھتے ہیں۔ دونوں عاشقان رسول ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اقبال کے لہجے میں بلند آہنگی ہے۔ شیخ کے شعر میں پُر سکون ٹھہراؤ ہے۔ اقبال کے شعر میں بشریت تسخیر گردوں کر رہی ہے۔ شیخ کے شعر میں بشریت مکان و لامکاں کی منزلیں طے کرتے ہوئے اس نقطۂ عروج سے آگے جا رہی ہے جس کا ادراک فہم انسانی سے باہر ہے۔ جسے رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اقبال کے نزدیک یہ بشریت کا کمال ہے۔ شیخ کے نزدیک یہ بشریت رسول کا کرم ہے۔ شیخ نے واقعۂ معراج کی شاعرانہ تصویر کشی پیش کر دی ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ، نوری نوری فضا، لطف و عطا، منزل ارتقا وہ الفاظ و تراکیب ہیں جس سے چند لفظوں میں واقعۂ معراج کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔ اقبال واقعۂ معراج کو ایک دانشور مفکر کی حیثیت سے دیکھ رہے ہیں۔ شیخ اعظم ایک عارف کی نظر سے اقبال کی معرکۃ الآرا رُباعی ہے :

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذرہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اقبال جب اپنے فرد عمل کو اللہ کے سامنے پیش کرنے کا تصور کرتے ہیں تو خدا سے ان کی یہ التجا ہے کہ حساب کتاب ناگزیر ہے تو اللہ خود دیکھ لے، کثرت عصیاں کی وجہ سے اقبال اس درجہ خائف اور شرمندہ ہیں کہ اللہ سے ان کی درخواست ہے کہ وہ انھیں نگاہ مصطفیٰ سے پوشیدہ رکھے۔ شیخ کے اشعار میں "عجب کیا" امید وبیم کے درمیان کی چیز ہے۔ وہ مصطفیٰ ہی کے دامن میں چھپنا چاہتے ہیں تاکہ نگاہِ نازِ مصطفیٰ شیخ پر پڑے اور ان کا بیڑا پار ہو جائے۔ کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں:

کچھ حسن عمل پاس نہیں پھر بھی یقیں ہے
بخشش کا وہ مژدہ جو سنائیں تو عجب کیا
گذری ہے مری زندگی افکار والم میں
دامان کرم میں وہ چھپائیں تو عجب کیا

حضور کی ولادت سے قبل عرب کی اخلاقی اور معاشرتی حالت ناقابل بیان حد تک ابتر تھی۔ بت پرستی کی لعنت عام تھی۔ عوام مظاہر فطرت کی پرستش کرتے تھے۔ افعال واعمال کی خباثت اور زبوں کاری نے پورے نظام کا شیرازہ درہم برہم کر دیا تھا، حضور کی ولادت سراپا خیر وبرکت تھی۔

یہ کرم تھا میرے حضور کا کہ مٹایا ظلم کا راستہ
جہاں شرک وکفر کا راج تھا کیا اس زمیں کو بلند تر

سرور کائنات کا ارشاد ہے کہ: " اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی " خدا عطا کرتا

ہے میں بانٹتا ہوں ۔اس موضوع پر نعت گو شعرا نے اظہار خیال کیا ہے اور خصوصیت کے ساتھ امام احمد رضا خاں نے بار بار سرکار کی اس شان کریمانہ پر الفاظ و محاورات کے دریا بہائے ہیں۔ راقم الحروف اس ضمن میں شیخ اعظم کے صرف دو شعر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔اول الذکر بلاغتِ بیان اور دوسرا رعنائی خیال کی خوبصورت مثال ہے ۔

قاسمِ دوجہاں نازشِ مرسلاں، آپ کی شانِ عظمت کی کیا بات ہے
سارے عالم کی تقدیر صدقہ ترا منبع فیض رحمت کی کیا بات ہے

زمانہ پل رہا ہے آج تک سرکار کے در سے
یہ وہ در ہے کبھی جس در کی مہمانی نہیں جاتی

ان دو شعروں کے مطالعہ کے بعد قاری کو خود بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ "کیا بات ہے"۔

موضوعی اعتبار سے شہنشاہ کون و مکاں، قاسم دوجہاں، خاتم مُرسلاں، سید الانبیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات مبارکہ کا ایسا کوئی گوشہ نہیں ہے جس پر شیخ اعظم نے عقیدت کے پھول نہ برسائے ہوں مگر فنّی اعتبار سے بیشتر اشعار نعتیہ شاعری کا دلکش نمونہ ہیں۔ موزوں الفاظ، نادر تراکیب، صوتی زیر و بم اور مصرعوں کی خوش آہنگی کا یہ عالم ہے کہ کائنات کی ہر شے زیر قدم مصطفیٰ نازاں ہے اور زیر مطالعہ نعت کی پوری فضا محبتِ نبی میں جھوم رہی ہے، چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

باغ حسن کرم، شان عرب و عجم، ان کے زیر قدم
رحمت دوجہاں ، گلستان ارم ، ان کے زیر قدم

لالہ زار چمن، نرگس و نسترن، سب گلوں کی پھبن
نکہت ونور کا جلوۂ صبح دم ، ان کے زیر قدم

کیا جبینِ ملک ، کیا عروج فلک ، کہکشاں کی چمک
شمع نور ولایت کا زور حشم ، ان کے زیر قدم

شیخ کی قادر الکلامی کی شاہد ایک اور نعت ہے جس کی ردیف الگ الگ ہے۔ اس سنگلاخ زمین کو شیخ نے اپنے زور طبع سے پانی کر دیا ہے چند اشعار دیکھئے:

ذکر نبی میں مست ہیں ارض وسما الگ الگ
پائی ہے در سے آپ کے سب نے چمک الگ الگ

سارے چمن کا حُسن ہو یا ہو بہار گلستاں
صدقے میں ان کے مل گئی سب کو مہک الگ الگ

نعت نبی نے دے دیا قلب وجگر کو روشنی
جن کے طفیل نور کی پھیلی دمک الگ الگ

خواجہ غریب نواز سے منقول ہے کہ روز حشر عاشقان الٰہی سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ، عاشقان الٰہی کا جواب ہو گا کہ: اے باری تعالیٰ! ہمارا مطلوب حقیقی تو تیری ذات احدیت ہے۔ تو مل گیا تو سب کچھ مل گیا۔ بہشت ان کو عطا ہو جنھوں نے بہشت کے حصول کی خاطر تیری عبادت کی اور تجھ

کو مانا، خواجہ خواجگان نے فرمایا: کہ جو لوگ اپنی مرضی رضائے الٰہی کے سپرد کر چکے ہیں وہ بہشت اور اس کی نعمتوں سے بے نیاز ہیں۔ ان کا مطلوب حقیقی تو صرف باری تعالیٰ ہے۔ شیخ کی عبادات کا مقصد سجدوں کی تڑپ ہے نہ کہ حرصِ بہشت۔ روضۂ اقدس پر حاضری مصطفیٰ کی غلامی ہے نہ کہ آرزوئے شفاعت۔ دامن مصطفیٰ سے وابستگی عشق محمدی اور جمال گنبد خضریٰ کا دیدار شیخ کی زندگی کا نصب العین ہے۔ ترساں و لرزاں، اُفتاں خیزاں دیوانہ وار شیخ سوئے مدینہ جارہے ہیں۔ رخت سفر ہے عالم کی نظر، عارف کا سینہ، دیوانے کا جگر اور عاشق کا دل سدا مترنّم بحر میں ردیف کی تکرار روحانی مسرت انگیزی کو دوبالا کر رہی ہے۔

بہار گنبد خضریٰ سدا رخشندہ رخشندہ
کہ جس کے حسن کی نوری ضیا پائندہ پائندہ
مدینہ جلوہ گاہ ناز جس میں میرے آقا ہیں
کرم سے ہو گی یہ ساری فضا فرخندہ فرخندہ
چلے تھے جانب بطحا تو یہ حالت ہماری تھی
قدم لغزیدہ لغزیدہ ، نگہ دُزدیدہ دُزدیدہ
بغیر ان کے وسیلے کے خدا سے کچھ نہ پاؤ گے
کرو حبّ نبی میں خود کو تم گرویدہ گرویدہ

نعت گو شعرا نے سرکار مدینہ کی عطا و رحمت کے حصول کے لئے گوناگوں انداز اختیار کئے ہیں۔ شیخ اعظم نے بھی مختلف اسالیب میں اسی تمنائے لطف و کرم کو

پیش کیا ہے۔ان تمام نعت گو شعرا نے جن کی ادبی حیثیت مسلم ہے "صلی اللہ علیہ وسلم" اور "یارسول اللہ" جیسے کوثر و تسنیم میں دُھلے ہوئے کلمات کو ردائف کی شکل میں استعمال کر کے زور قلم صرف کیا ہے۔ شیخ نے بھی ان ردیفوں کے استعمال سے چمنِ نعت میں پھول کھلائے ہیں۔انسانی فہم وذکا،سرکار کے محامد و محاسن اور کمالات و فضائل بیان کرنے سے قاصر ہے۔شگفتہ بحر میں سرکار دوعالم کے بیشتر خصائص کو شیخ نے یکجا کر دیا ہے۔نعت کا ایک ایک لفظ اسرار و معانی کا دفتر ہے تراکیب کی تراش خراش اور الفاظ کی سج دھج ڈھلے ہوئے نگینے کی طرح آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہے۔

حسن سراپا نور مجسم ، صلی اللہ علیہ وسلم
شافع محشر رحمت عالم ، صلی اللہ علیہ وسلم
نکہتِ گل ہے تیرا تصدق فیض رساں ہے تیرا دامن
تیرا کرم ہے سب سے اکرم ، صلی اللہ علیہ وسلم
ارفع واعلیٰ ذات ہے تیری رحمت یزداں ساتھ ہے تیرے
نبیوں میں ہے تو ہی مکرم، صلی اللہ علیہ وسلم
نور ہدایت سب نبیوں نے عالم میں پھیلائے ہیں
پھر بھی تمھیں ہو ہادی اعظم ، صلی اللہ علیہ وسلم

"یارسول اللہ" کی معنویت یہ ہے کہ شہنشاہ دوجہاں ،انیس بیکساں، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ حاضر وناظر ہیں۔ آقائے مدینہ کی غلامی قیصر و کسریٰ کی شہنشاہی سے افضل ہے۔دولت وثروت سے تہی دامن شیخ کے پاس صرف ایک

عطائے ربانی ہے اور وہ ہے تاجدار مدینہ کی محبت۔ شیخ اسی عشق نبی سے غنی ہیں، زیر مطالعہ نعت شیخ کی شاعرانہ مہارت اور فنی چابکدستی کا ایک اور ثبوت ہے۔ جذبہ و خیال کی آمیزش سے پوری نعت ایک نئے خیال معنی کی ترجمانی کر رہی ہے۔ اور آرزومندی سے پُر قلب شیخ کی طرح ہر لفظ کا دل دھڑک رہا ہے۔ اس نعت کے ہر ہر لفظ پر شاعر کی شخصیت کا انعکاس نظر آتا ہے اور شاعر ان اشعار کی جیتی جاگتی متحرک تفسیر و تعبیر ہے۔ گدا جو در رحمت سے بھیک مانگ رہا ہے سرکار کی نگاہ کرم کا ملتجی ہے، جس کا دل وفور شوق سے بے تاب ہے، جو غبار راہ طیبہ کو سرمۂ نگاہ سمجھتا ہے اور جو محبت رسول میں فنافی الرسول ہے۔ اشعار دیکھئے:

ترا دربار ہے دربار رحمت یا رسول اللہ
غلامی سے تری پائی ہے عزّت یارسول اللہ
نکھر جاتی ہے بے تابی وفور عشق کامل سے
عطا ہو ہم غریبوں کو یہ دولت یارسول اللہ
شہنشاہ زمانہ کی ملی ہے بھیک چوکھٹ سے
نہیں ہے کوئی بھی محرومِ نعمت یا رسول
اللہغبار راہ طیبہ کاش پلکوں کو میسر ہو
خمار عشق کی ہو جائے عادت یارسول اللہ
تمھارے عشق میں مر کر ملی ہے زندگی اس کو
سدا قائم رہے تجھ سے یہ اُلفت یارسول اللہ

گنہگاران امت پر کرم ہو اور نوازش ہو

بھلا کیوں فکر محشر میں ہو امت یا رسول اللہ

"یارسول اللہ"، "حبیبی یارسول اللہ"، "صلی اللہ علیہ وسلم"، "عجب کیا"، "کیا کہنا"، "ان کے زیر قدم" وغیرہ بڑی ردیفیں ہیں۔ استادانہ مشاقی کی مثال تو یہ ہے کہ شاعر نے اپنی ایک نعت میں نہایت مختصر ردیف "تو" کا استعمال کیا ہے اور اس طرح کہ جذبہ وخیال کی نزاکت، نزاکتِ استعمال سے ہم آہنگ ہے۔ کلاسیکل شاعری میں مہارت تامہ کے مظاہرے کے لئے ہو تو ہو راقم الحروف کی نظر سے نعتیہ شاعری میں اس کا استعمال فقید المثال ہے۔ اس ردیف پر طبع آزمائی میں دقت یہ ہے کہ کسی بھی شعر کے سیاق وسباق میں اَن مِل اور بے جوڑ نہ معلوم ہو، جس طرح بڑی ردیفیں شاعر کے قابو میں ہیں اسی طرح یہ مختصر ترین ردیف بھی مہمیز کرلی گئی ہے اور "تو" مخمل میں ٹاٹ کا پیوند نظر نہیں آتا بلکہ درجہ اعتدال تک الفاظ ومحاورات سے جڑا ہوا ہے۔ چند شعر دیکھئے!

مظہر ذات کبریا جلوہ اگر دکھائیں تو

حال دل خراب کو کعبۂ دل بنائیں تو

میری خطائیں کچھ نہیں تیری عطا کے سامنے

میری حیات آپ سے آپ اگر بچائیں تو

کب ہو نصیب میں مرے خاک مدینہ کا سفر

دیر نہیں ہے حاضری آقا اگر بلائیں تو

استادانہ مشاقی، زور علمیت کے مظاہرے اور ایک دوسرے پر سقبت لے جانے کی کوشش میں ہمارے شاعروں نے طویل بحروں میں طبع آزمائی کی ہے۔ جیسے انشآء، ذوقؔ، شادؔ عظیم آبادیؔ وغیرہ۔ طویل بحر میں قدم قدم پر ٹھوکر کھانے کے اندیشے ہوتے ہیں مگر طبع موزوں کے لئے طویل بحریں پانی کے بہاؤ کی طرح ہیں۔ سیلاب کا پانی اگر کسی جگہ جمع ہو جاتا ہے تو اپنے بہاؤ کے لئے کوئی دوسرا راستہ نکال لیتا ہے۔ یہی حال طبع رواں کا ہے کہ رکتے نہیں رکتا۔ پیارے نبی کی محبت میں صوفی پر بعض اوقات وجد کا عالم طاری ہوتا ہے اور تادیر رہتا ہے۔ شیخ کی شاعری میں یہی طویل بحروں کا جواز ہے۔ نعتیہ شاعری کی چند طویل بحروں کی نغمگی، موسیقیت اور ترنم ریزی دیکھئے جو عارفانہ وجد کی مثال ہے:

دوعالم کے سرکار چشم کرم ہو ، نہیں ہے زمانے میں کوئی ٹھکانہ
تمھیں آسرا ہو تمھیں زندگی ہو، تمھیں سے ہمیں زندگی ہے بنانا

کوئے نبی کی شان انوکھی رحمت باراں کیا کہنا
خاک مدینہ کے ذروں کا حسن بہاراں کیا کہنا

جشن میلاد ہے عاشقان نبی ، تیرے گھر اب سجانے کے دن آگئے
سارے عالم پہ اُن کا کرم چھا گیا اب تو خوشیاں منانے کے دن آگئے

میرا نبی سب نبیوں سے اعلیٰ ذکر نبی کی بات نہ پوچھو
حسن تجلی سیرت قرآں زلف نبی کی بات نہ پوچھو

جب کیفیت وجد کی ساعت کشادہ ہوتی ہے تو بحر از خود لمبی ہو جاتی ہے اور

جب یہ کیفیت سمٹتی ہے تو بحر مختصر ہو جاتی ہے اور جب کیفیت وجد میں شدت تاثیر ہوتی ہے تو صوفی کے عارفانہ وجد کی مانند صوفی کا کلام بھی متغز لانہ سر مستی سے لبریز ہو جاتا ہے۔ چند اشعار سے یہ بات واضح ہو جائے گی:

تو فخر دو عالم ہے عالم ترا دیوانہ
فی الاصل وہی دل ہے جو ہے ترا کاشانہ

ذکر نبی بھی کتنا اچھا اچھا لگتا ہے
ان کی یاد میں مرنا؛ جینا جیسا لگتا ہے

یا نبی آپ کا جس وقت اشارا ہو گا
پھر یقیناً ہمیں طیبہ کا نظارا ہو گا

سارے نبیوں میں چمکتا ہے اجالا تیرا
مل گئی اس کو بلندی جو ہے منگتا تیرا

جنت بھی ہے قربان وہ طیبہ کی گلی ہے
سب گلیوں کی ہے جان وہ طیبہ کی گلی ہے

سارا عالم ترے جلووں کا تمنائی ہے
ہو گیا جس پہ کرم وہ ترا شیدائی ہے

ذہنی کرب و ہیجان کا حاصل ہو یا خارجی اثرات و عوامل کا شاعر پر وقتاً فوقتاً مختلف کیفیات طاری ہوتی رہتی ہیں۔ جیسے احساسِ نشاط والم، امید، حیرت، یاس، خوف، ندامت وغیرہ"۔

اظہار عقیدت کے اشعار میں تموج ہے طغیانی نہیں۔ آواز کا سریلا پن ہے کر ختگی نہیں۔ بایں ہمہ بعض نفسی کیفیات کی وجہ سے آواز کا طنطنہ اور طمطراق وجلال مجموعی شاعری کے لہجے سے مختلف ہے اور یہ فطری نتیجہ ہے شاعر کے عالمانہ وقار کا۔ جیسے:

عظیم ایسے کہ سیرت کی ہر ادا ہے عظیم
ملی ہے جس کو غلامی تو وہ ہوا ہے عظیم
تیری ہر یاد ہے معراج محبت کی دلیل
مل گیا جس کو بھی تو اس کو ملا رب جلیل
نعت لکھنا شہ والا کی نہیں ہے آساں
جن کی تعریف میں خالق نے اُتارا قرآں
وہ خوش نصیب ہے جو دیکھ لے دیار حبیب
اسی سے کھلتے ہیں سرکار کے طفیل نصیب
دین و دنیا میں ہوا کرتی ہے اس کی عزت
جس کو حاصل ہے غلامیٔ نبی سے نسبت

اولیاء اللہ ان برگزیدہ بندگان خدا میں ہیں جنھوں نے توحید پرستی کی تعلیم دی۔ ملک ہند میں ان کے ورود مسعود کا بنیادی سبب کفر و شرک کی ضلالت کو مٹانا تھا عام طور پر اولیاء اللہ کی ہستیوں کی معنویت کو کشف و کرامات تک محدود کر لیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے ارشادات و اقوال پر عمل پیرا ہونا ایک

پائدار اور مستحکم معاشرے کی ضمانت ہے۔ان تعلیمات کی چند خصوصیات ہیں: محبت رواداری، ہمدردی، دردمندی، استغنا، سادگی، جود وسخا، حلم وعفو، حقوق ہمسایہ کا خیال، حاجت روائی، صبر و قناعت، تسلیم ورضا، کمال صوری و معنوی، قوت روحانی اور مشاہدۂ ربانی، عشق صادق تو جمیع اولیاء اللہ کی ذاتی اور انفرادی خوبی ہے۔بغیر محبت رسول، معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوسکتی۔محبت رسول، خداشناسی کی دلیل ہے اور یہی حقیقت شیخ اعظم کے لئے باعث کشش اور اولیاء اللہ کی شان میں منقبتوں کی محرّک ہے۔شیخ کے ممدوحین میں ہیں مولائے کائنات حضرت علی، سیدنا غوث پاک محی الدین عبدالقادر جیلانی، خواجہ غریب نواز، بابا فرید گنج شکر، حضرت علاؤالدین صابر کلیری، حضرت محبوب الٰہی سیدنا شیخ علاؤالحق پنڈوی، حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی، تارک السلطنت حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی، حضرت شاہ جلال، سید شاہ عظمت اللہ حسینی، محبوب ربانی، شیخ المشائخ حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں اور صدرالافاضل حضرت مولانا نعیم الدین وغیرہ۔

رب العٰلمین نے سرور کائنات کے ذریعہ خرقۂ درویشی حضرت علی کو عطا فرمایا۔ آپ کی ذات بابرکات سارے سلاسل کا نقطۂ آغاز ہے۔سرور کائنات نے حضرت علی کو بیعت کیا تھا، معرفت الٰہی کے ادراک کا شعور یہیں سے شروع ہوتا ہے۔اس حقیقت کی ترجمانی ذیل کے اشعار سے ہورہی ہے:

تم ہو مشکل کشا یا علی یا علی ، نائب مصطفیٰ یا علی یا علی

ہے ترے فیض کا سلسلہ چار سو، اشرفی صابری چشتی و قادری

لاڈلے جن کے ہوں میرے غوث الوریٰ جن کے پیارے ہوں عالم کے خواجہ پیا

اس بہار ولایت کا کیا پوچھنا اس گلستاں کی ہر اک کلی ہے ولی

مظہر شان بدر الدجیٰ آپ ہیں زینت محفل اولیا آپ ہیں

آپ کے در کی جس کو غلامی ملی مٹ گئی اس کے دل کی ہر اک تیر گی

المدد المدد یا علی المدد ، فاتح بدر و خیبر ، احد المدد

ہر طرف شان رحمت کا اظہار ہے آج ہے فیض رحمت کی جلوہ گری

آپ کی شان مرتبت ہے ''مشکل کشا''، ''نائب مصطفیٰ''، ''مظہر شان بدرالدجیٰ'' اور'' فاتح بدر خیبر'' ان تراکیب سے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شخصیت کی جلوہ گری صاف نمایاں ہے۔''یا علی'' کی تکرار شان ولایت کی بھرپور تصدیق ہے۔

''محبوبیت خواجہ'' کے لئے ''پیا'' کے ایک لفظ نے کلام کی متانت میں رَس گھول دیا۔ مدد واستعانت کے لئے ولیوں سے التجا کرنا برحق ہے اور یہی محل ہے ''المدد، المدد'' کا۔ یہ اس امر کا اشارہ ہے کہ پیکر شریعت وطریقت، معدن ہیبت و جلالت، مخزن رموز واسرار ربانی، خزینہ فیض روحانی، علی مرتضی ہمارے حاجت روا ہیں۔

اختصار میں جامعیت سے بھرپور، صداقت بیان سے پُر، اور معنویت سے مملو، حضرت علی کی شان میں ایک اور منقبت، منقبتی شاعری کا شاہکار ہے اور سادگیِ بیان میں شعریت کی آمیزش کی وجہ سے دل میں اتر جانے والے یہ اشعار سہل ممتنع کی بنا پر دینی اور مذہبی ضرب المثل کا درجہ رکھتے ہیں:

ولیوں کے تاجدار ہیں مشکل کشا علی

امت کے غمگسار ہیں مشکل کشا علی

آسان نام پاک سے ہوتی ہیں مشکلیں

اس درجہ ذی وقار ہیں مشکل کشا علی

"مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلیٰ" سید عالم کی ہے عطا

بے مثل شاہکار ہیں مشکل کشا علی

حب علی ہی اصل میں حب رسول ہے

رحمت کے رازدار ہیں مشکل کشا علی

اظہاؔر خستہ بھی ہے ترے در کا اک غلام

ہم سب کے پاسدار ہیں مشکل کشا علی

قطب ربانی، شہباز لامکانی، غوث پاک، حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی کو جملہ اولیاءاللہ پر فضیلت حاصل ہے۔ آپ آسمان ولایت کے خورشید جہاں تاب تھے۔ ہزارہا اولیاء اللہ، علماء، عرفا اور شعرا نے سرکار غوثیت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ غوث پاک سے لاتعداد کرامتوں کا ظہور ہوا ہے۔ آپ کے وجود نے اسلام کی مردہ رگوں میں جان ڈال دی۔ آپ کی وسعت علم تحیر خیز تھی۔ اس پس منظر میں غوث پاک کی شان میں اشعار ملاحظہ کیجئے:

غوث اعظم شاہ جیلاں چشم وچراغ مولیٰ علی

تجھ سے ہے روشن نور ولایت مظہر شان نور نبی

تیرے قدم کی برکت بیشک پھیلی ہوئی ہے عالم میں

آجائے جو زیر قدم پھر قسمت کا ہو جائے دھنی

اس کے نصیب کا کہنا کیا ہے ہو جائے جو تیرا غلام

اس نسبت سے لاج ہے قائم پایا ہے ولیوں کا ولی

مرے غوث کو جس نے دل سے پکارا کرم ہو گیا آپ کا اک اشارہ

وہ محروم ہو جائے ایسا نہ ہو گا در غوث پر جس نے سر کو جھکایا

ہو محتاج پر کچھ کرم غوث اعظم

ہمارا بھی رکھ لو بھرم غوث اعظم

تری ذات ہے مخزن فیض عالم

ترا لطف ہے دم بہ دم غوث اعظم

سلطان الہند خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں جب سلطان سید اشرف جہانگیر نے حاضری دی تو روایت ہے کہ وہ بے اختیار پکار اٹھے کہ بارگاہ غریب نواز میں ایک تہی دست حاضر ہے۔ وہ گوہر مقصود کا طلب گار ہے۔ چنانچہ سید اشرف جہانگیر سمنانی لامتناہی فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔ شیخ اعظم بھی اپنے جد اعلیٰ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ خانوادۂ اشرفیہ میں شیخ اعظم کی مثال بدرِ منیر کی ہے جو اجمیر کے سورج سے کسب نور کرتا ہے۔ چشم پر نم اور دل بریاں کی سوغات لے کر ایک فقیر بے نوا اور درویش بے ریا در خواجہ پر حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔ لہجہ ایک بھکاری کا ہے۔ یہ چند اشعار عقیدت میں پختگی،

طلب میں خلوص اور قلب میں رقت انگیزی کے غماز ہیں۔ایک مصیبت کے مارے اور آلام روزگار کے ستائے درد بھری آواز میں ایک سائل کا لہجہ ہے:

کردو کرم مرے آقا خواجہ آن پھنسا ہوں مصیبت میں
اپنا جو تھا اپنا نہیں ہے غم کو بدل دو راحت میں
خواجہ خواجگاں، رہبر کاملاں، فخر ہندوستاں، ذات والا تری
ناز ہے سب غلاموں کو بے شک ترے ساری چوکھٹ میں چوکھٹ ہے اعلیٰ تری
پی کے سب مست ہیں خواجہ ترے میخانے سے
زندگی مل گئی ساقی ترے آ جانے سے

آخر الذکر شعر استعارہ ہے خواجہ خواجگاں کے ہندوستان میں ورود مسعود کا۔ "زندگی ملنا"، لاکھوں افراد کا دامنِ اسلام سے وابستہ ہونا ہے۔ ساغر ایمان وایقان کی پاکیزہ اور تقدس آمیز مستی سے بطن شعر میں عرفان و آگہی کا چشمہ پھوٹ رہا ہے۔ الفاظ کا دروبست اور بندش کی چستی منقبت "کلیر شریف" اور بحضور سیدنا شیخ علاؤ الحق پنڈوی میں دیکھئے:

آتا ہے در پہ آپ کے اظہار اشرفی
کر لیجئے قبول غلاموں کی حاضری
منگتا تمھارے در کا بھی کتنا ہے لاجواب
جس کی ادائے خاص پہ قرباں ہے سروری

ہے منتہائے منزل عشاق کا یہ در

جس سے ملا ہے عشق کا پیغام سرمدی

بستان معرفت کی حقیقت علاؤالحق

ہیں تاجدار راہ طریقت علاؤالحق

پھیلا دیا ہے چشت کا فیضان چار سو

چمکا ہے خوب مہر ولایت علاؤالحق

میرے حضور اشرف سمناں کا واسطہ

در سے عطا ہو مجھ کو بھی نصرت علاؤالحق

تاج العرفاء، غوث العالم، محبوب یزدانی، مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر کی شان میں کئی منقبتیں ہیں۔ یہ منقبتیں ماحول کی عکاس اور خارجی عوامل کے منفی اثرات کی دستاویز ہیں۔ ''تحائف اشرفی'' میں بھی ایک منقبت مخدوم اشرف جہانگیر کی شان میں ہے۔ شیخ اعظم اور حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں کی منقبت میں قدر مشترک ہے۔ شکایت زمانہ، اپنوں سے گلہ، ٹوٹتے ہوئے رشتوں اور بکھرتی ہوئی تہذیبی قدروں کا ماتم، آواز کی خستگی، شکستگی اور دل گرفتگی کے باوجود لہجے میں شادابی اور اپنائیت اور التجا میں بے تکلفی ہے۔ اشعار کی رنگارنگی دیکھئے:

ہوں غلام شاہ سمناں کیوں ہو اب رنج و ملال

اک نظر فرمایئے ہوں غم سے میں کتنا نڈھال

حالات سے پریشاں ہوں اور بے قرار ہوں

بس اک نگاہ لطف کا امیدوار ہوں

میرے مخدوم اشرف کرم کیجئے نام لیوا تمھارا کدھر جائے گا

آسرے پر تمھارے گذارے ہیں دن نام لیوا تمھارا کہاں پائے گا

شاہ سمناں کے دربار ذیشان کی خصوصیت یہ ہے کہ کوئی سائل اس در سے بے نیل و مرام واپس نہیں جاتا۔ غوث العالم کے تعلق سے شیخ اعظم کی شناخت یہ ہے کہ یہ عظمت اولیا کے قدر شناس ہیں، دربار ذی شان کے سوالی اور فرزند بھی۔ یہ ساعت ایجاب و قبول ہے۔ باب قبولیت وا ہے۔ شیخ پر روحانی تصرفات و انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ دینے والا اپنوں کو توخوب دیتا ہے:

کھلا ہے اشرف سمناں کا آج میخانہ

شراب عشق کامل جائے ہم کو پیمانہ

تمھارے عشق و محبت کا ہو نشہ جس کو

تمام عمر رہے گا وہ تیرا دیوانہ

جھکی ہے کتنی بلندی تمھاری چوکھٹ پر

عروج حسن عطا ہے تمھارا شاہانہ

یا

اشرف اشرف نام بھی کتنا پیارا لگتا ہے

سارا جلوہ ان کے کرم کا ایسا لگتا ہے

گلشن زہرا کے پھولوں میں کتنا سہانا پھول
خوشبو سے اس کی ہر دیوانہ مہکا لگتا ہے
کتنا ہے خوش بخت جہاں میں ہو گیا جو تیرا
اب تو اسی نسبت سے روشن تارا لگتا ہے
دین و دنیا تیرے کرم پر سب کچھ ہے موقوف
چاہنے والا بیشک ایسا ہی تیرا لگتا ہے

منقبت قصیدہ نگاری کے ذیل میں آتی ہے۔ شاعر کو سروکار ممدوح کے فضائل و کمالات سے ہوتا ہے۔ اس لئے زبان لامحالہ پر شکوہ ہوتی ہے۔ الفاظ میں تجمل اور بیان میں جزالت۔ غزل کی مروجہ بحر میں ہونے کی وجہ سے شاہ سمناں کے حضور میں مندرجہ بالا منقبتوں میں نرمی، گھلاوٹ اور دلآسائی ہے۔ اس پر مستزاد دربار سمناں میں شاعر کا کمالِ نیاز مندی، سلطان زمانہ کی شوکت، ہیبت و جلالت کے سامنے ایک فقیر بے نوا کی آواز خود بخود نرم اور مدھم پڑ جاتی ہے۔ شاہ بو علی قلندر کی شان میں منقبت کی دلکشی کا بھی یہی راز ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

گوشۂ دل میں ترے نور کا جلوہ دیکھا
مخزن جود و سخا پر ترا قبضہ دیکھا
مانگنے والوں کی ہوتی ہیں مرادیں پوری
بو علی شاہ قلندر کا یہ رتبہ دیکھا

لے کے امید کرم آیا ہوں در پر آقا
یوں تو فیضان عطا تیرا ہمیشہ دیکھا
چشم پر شوق کے ہر تار نظر سے جھک کر
نکہت ونور میں ڈوبا ہوا روضہ دیکھا

منقبت نگاری الفاظ وتراکیب کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ یہ بعض اوقات دوراز کار تشبیہات و تمثیلات، وافر جذبات اور دیو مالائی خیالات کی نادرہ کاری کا نگار خانہ ہوتی ہے۔ مگر پیکر حسن وجمال، معدن علم وعرفان، محبوب سبحانی، قطب ربانی، تاج السالکین، نور عارفین، حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں کی شان میں نذرانۂ عقیدت اس غیر معمولی ہستی کے شایان شان نہیں۔ یہ مقام ایسا ہے جہاں انسان جذباتی ہو جاتا ہے اور باپ دادا کی تعریف میں مبالغہ آمیز کلمات بھی روا ہیں۔ تاہم بعض اشعار کی خوبصورتی سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا:

جانشین شاہ سمناں اعلیٰحضرت اشرفی
اشرفی کے ہیں نگہباں اعلیٰحضرت اشرفی
جن کے دم سے فیض اشرف ہر طرف چھاتا رہا
نائب مخدوم ذیشاں اعلیٰحضرت اشرفی
تھے گروہ عارفاں میں اک امام العارفیں
پرتو محبوب یزداں اعلیٰحضرت اشرفی

نسل نور العین کا تھا وہ درخشاں آفتاب
تھی کرامت جس پہ رقصاں اعلیٰحضرت اشرفی
جس کی صورت دیکھ کر سارا زمانہ کہہ اٹھا
ہم شبیہ غوث جیلاں اعلیٰحضرت اشرفی

اودھ کے علاقے میں ہندی زبان عوام سے رابطے کی زبان ہے۔ دوسرے اودھی میں نسبتاً مٹھاس بھی زیادہ ہے اور اپنی ماہیت میں اثر آفریں ہے۔ تیسرے اپنی ہمہ گیر اپیل کی وجہ سے عوام کے جذبات میں تحریک و تموج پیدا کرتی ہے۔ اسی لئے اپنے مشن کی ترویج واشاعت کے لئے صوفیائے کرام نے ہر ممکن کوشش کی طرح اودھی زبان کو بھی تبلیغ دین کا وسیلہ بنایا۔ سائنس اور ٹکنالوجی کے اس ترقی یافتہ دور میں اولیاء اللہ کے مزارات پر ہر مذہب وملت کے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ افراد کا ایک ہجوم بے کراں نظر آتا ہے۔ اس کا بنیادی سبب اولیاء اللہ سے عقیدت مندی ہے۔ اور اس عقدت مندی کا سبب ہے مسلم اور غیر مسلم زائرین کی تہی دامنی کا گوہر مراد سے بھر جانا، ورنہ ظاہر ہے کہ بجز وابستگان سلسلہ اور خادمان درگاہ ایک متنفس کی بھی شکل نظر نہ آتی۔ اپنے اسلاف کی طرح شیخ اعظم نے بھی اودھی ہندی میں شاعری کی ہے جو عوام کے جذبات اور احساسات کی عکاسی ہے۔ انگریزی رومانی شاعر شیلی نے لکھا کہ ”ہمارے شیریں ترین نغمے وہ ہیں جن میں پر درد خیالات کا اظہار ہو“ خواجہ غریب نواز کے حضور میں شاعر کی فریاد ”ٹھمری“ میں ڈھل گئی ہے۔ نغمگی کا عنصر اور تاثیر سے بھرپور چاشنی ان اشعار میں دیکھئے:

خواجہ پیا لیو موری کھبریا کونہ میت ہمار رے

تورے کرم پہ ہے موری نجریا ٹھاڑ ہوں تمرے دوار رے

ایسی بپتا آن پڑی ہے حق بھی کہنا جرم ہوا

کتنے چتُر سے پالا پڑا ہے ڈوبت ہوں منجدھار رے

چاروں اور ہے جلم کی برکھا جیون مورا اکتناد کھی ہے

کیسے کٹے اب ہمری عمریا کس کو لگاؤں گہار رے

ڈوبتی نیا پار لگادو شان تمھاری دیالو ہے

ایسی نیّا جس کا نہیں ہے کوئی کھیون ہار رے

شامل مجموعہ ٹھیٹھ اودھی میں کئی دلآویز اور جادو جگانے والے گیت ہیں۔ لیکن بعض ایسی بھی منقبتیں ہیں جو ہندی اردو کا آمیزہ ہیں اس امر کی وضاحت کے لئے خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پر مشتمل چند عارفانہ اشعار کی جھلک دیکھئے:

نوبت باجے خواجہ پیا کی جھوم رہے ہیں چشتی

ایسا منظر جس نے دیکھا چھاگئی اس پر مستی

چشت نگر کے راج دلارے آقا ہمارے خواجہ

تھام لیا ہے ایسے سخی کو فیض ہے بستی بستی

تیرے کرم کا داسی ہوں خواجہ صدقہ عثماں دے دو

تیرے جیسا کوئی نوازے ایسی نہیں ہے ہستی

جان و تن اظہار کا آقا تجھ پر قرباں قرباں
کتنا تھا کمزور جہاں میں دے دی تو نے شکتی

ان اشعار کا خالق محض شاعر نہیں۔ صاحب حال بھی ہے۔ بارگاہ غریب نواز میں اس پر وجد کا عالم طاری ہے۔ وجد ایک اضطرابی کیفیت کا نام ہے جس کی نمود غلبۂ باطن کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ رقص ہے نہ پاؤں کی جھنکار۔ حالت وجد میں الم و نشاط کا امتزاج جان کو گھلاتا ہے اور روحانی فرحت بھی عطا کرتا ہے۔ مذکورہ بالا گیت میں الم و اضطراب کا سبب محبت خواجہ اور روحانی فرحت کا سبب امید کرم ہے۔ اردو میں پیش کی گئی منقبتوں کی بہ نسبت، ہندی گیتوں کا لہجہ رجائی ہے۔

اشعار پر تضمین اور درود سلام کے کیف پرور نذرانوں سے شیخ کی شاعرانہ صلاحیت کی طرفگی اور اخلاقی [creativitty] کا اندازہ ہوتا ہے۔ رباعی کہنا کارگہ شیشہ گری ہے چار مصرعوں پر مشتمل اس صنف شاعری میں ایک مصرع دوسرے مصرعے سے پیوست ہوتا ہے اور آخری مصرع شروع کے تین مصرعوں کا لب لباب ہوتا ہے۔ مولانا حالی، میر انیس تلک چند محروم، امجد حیدر آبادی اور جوش ملیح آبادی اردو کے اہم رباعی نگار شعراء ہیں۔ شیخ کی رباعیاں ادبی صناعی شاعرانہ ہنر مندی اور فنی کاریگری کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔

کسی نے لکھا ہے کہ جو قصیدہ نہیں کہتا وہ آدھا شاعر ہے۔ جواباً یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جس میں غزل کہنے کی صلاحیت نہیں وہ بھی نصف شاعر ہے۔ حق یہ ہے کہ ان دونوں بیانات میں شدت پسندی ہے۔ شاعری کا اصل معیار غزل گوئی

ہے۔ جس میں غزل کی ریزہ خیالی عیب نہیں بلکہ اس امر کا ثبوت ہے کہ اس میں عشق و محبت کے مضامین کے علاوہ سماجی، معاشرتی، اخلاقی، سیاسی اور مابعد الطبیعاتی مسائل کی بھی سمائی ہو سکتی ہے۔ غزل گوئی ایک تہذیبی قدر ہے۔ شاید اسی وجہ سے رشید احمد صدیقی نے لکھا ہے کہ "غزل ہماری شاعری کی آبرو ہے"۔

باحیثیت انسان بدل بدل کر لباس فاخرہ استعمال کرے مگر اصل شکل وصورت تو ایک ہی ہوتی ہے۔ شیخ اعظم نے دیگر اصناف شاعری کی طرح صنف غزل میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ مگر اسلوب کی پاکیزگی اور موضوع کا تقدس غزل میں بھی جاری وساری ہے۔ یعنی عقیدت اولیاء اور محبت مصطفیٰ۔ غزل کا انداز بیان چونکہ ایمائی ہوتا ہے اس لئے اس موضوع کا [treatnent] بھی علامتی ہے۔ مثلاً "چراغ"، "رخ جاناں"، "دل و جگر"، "چشم عنایت"، "مزاج محبت"، "آہ و فغاں، "در کی گدائی"، آتشِ شوق وغیرہ ان اشعار کا ماحصل [essence] یہ ہے کہ تمام ریاضیات و عبادات کا محرک عشق ہے اور انتہائے شوق ہے عشق میں ثابت قدمی۔ یہ نکتہ ایک عارفانہ تمثیل سے واضح ہو جائے گا۔

ایک شخص نے منصور حلاج سے پوچھا کہ عشق میں مرتبہ کمال کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ جب عاشق پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹیں تب بھی وہ ثابت قدم رہے اور کسی بھی طرح پائے استقامت میں لغزش نہ ہو اور وہ صرف رضائے محبوب کا جویاں رہے اور اس عشق میں سر تاپا اس درجہ مستغرق رہے کہ اس پر جو کچھ بھی گذرے اس سے بے خبر رہے۔ یہی کمالیتِ عشق ہے۔ اب ان اشعار کا مطالعہ کیجئے:

گذرے اس سے بے خبر رہے۔یہی کمالیتِ عشق ہے۔اب ان اشعار کا مطالعہ کیجیے:

دل ہے وہ دل کہ ہو جس دل میں محبت کا چراغ
ایسے دل والوں سے روشن ہوا عظمت کا چراغ

ہے یہی دراصل معراج محبت کی دلیل
ہر ستم سہ کر کبھی آہ و فغاں کرتا نہیں

آتش شوق بڑھے گی ہمیں معلوم نہ تھا
زندگی ایسی ملے گی ہمیں معلوم نہ تھا

دل و جگر تری الفت میں رہ گئے قائم
تمھاری چشم عنایت کا ہے عجب عالم

ترے در کی گدائی چاہتا ہوں
تمھیں سے میں تمھیں کو مانگتا ہوں

یہ قنوطی یا انفعالی شاعری نہیں ہے بلکہ غم والم سے نبرد آزما ہونے اور اس سے لذت کشی کی مظہر۔اس کی حزنیہ لے میرؔ و فانیؔ کی دریوزہ گری بھی نہیں ہے۔یہ روحانی کیفیات پر شاعر کا تخلیقی ردّ عمل ہے۔شاعر کا دل فطری طور پر بے قرار ہے۔اس پر سفاک وقت نے گہرے گھاؤ بھی لگائے ہیں مگر حزم واحتیاط کا یہ عالم ہے کہ وہ اُف تک نہیں کرتا۔وہ ”گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل“ کا شکار نہیں ہے بلکہ نہات فیصلہ کن انداز میں کامل احتیاط کا مبلغ۔غم کو ہنس ہنس کر گذارنا شیوۂ عارفانہ ہے ملاحظہ

کیجئے:

حال دل کہنا کسی سے ہے مگر توہینِ دل
آدمی کو چاہئے رکھے وہ کامل احتیاط

شاعر سماج کا ایک فرد ہے، عارف ہو یا عامی وہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شاعر کو اپنے ارد گرد رشتوں اور اخلاقی قدروں کے زوال کا دکھ ہے اور اس بھری پری دنیا میں دم توڑتے ہوئے تعلقات کا گلہ۔ وہ اپنے محسوسات و مشاہدات کو براہ راست بیان کر رہا ہے:

پھیلا ہوا ہے آج زمانے میں انتشار
حق بھی کہوں تو اس کو سنانے میں انتشار

یہ انتشار، ابتری اور زبوں حالی اور کہیں نہ کہیں کسی کمی کا احساس شاعر کی آفاقی بصیرت کا جزو لاینفک بن گئے ہیں۔ اس کی گونج کسی نہ کسی انداز میں ہر جگہ سنائی دیتی ہے۔ ایسی غزلیں جن کی ردیفیں انتشار، احتیاط اور چراغ جیسے الفاظ ہیں عام طور سے اسکول و کالج کے طلباء و طالبات بیت بازی کے لئے استعمال کرتے ہیں، مگر راقم الحروف کے خیال میں ان ردیفوں کا استعمال کر کے شاعر نے اپنی مشاقی اور استادی کا لوہا منوالیا ہے۔ قارئین میں اس شعری نزاکت کا شعور وہی رکھتے ہیں جو خود شعر کہتے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ غزلیں تخلیقی ہوشمندی آہستہ آہستہ سلگتی ہوئی فکر و ذات کے کرب اور ترسیل و ابلاغ کی قوت کا علامیہ ہیں۔

مجموعے میں ایسے اشعار بھی ہیں جن پر نعت مصطفیٰ کا رنگ حاوی ہے۔ مگر

یہ پیامی شاعری کے ذیل میں آتے ہیں۔ حالی، آزاد، اقبال اور اکبر کی شاعری مقصدی اور پیامی ہے۔ حالی اور آزاد معاشرے کی اصلاح چاہتے تھے۔ اکبر کی شاعری طنزیہ اور ظریفانہ ہے مگر اس کی روح پیامی ہے۔ اقبال اپنی شاعری کے ذریعہ زندگی میں انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں۔ اقبال کی پوری شاعری کا محور مرکزِ عشقِ رسول ہے اور شیخ اعظم کی پیامی شاعری کا مقصد ہے ایمان و عقیدہ کی درستگی اور پختگی۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ رسول اکرم کا ہر عمل ہمارے سارے عالم کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ یہی انسانی فلاح و نجات کا راستہ ہے۔ انسانی سرشت میں خیر و شر اور تعمیر و تخریب کی قوتیں ہمیشہ برسرپیکار رہی ہیں۔ قرآن پاک نے اس طرف صاف اشارہ کیا ہے کہ اللہ نے نفس میں فسق و فجور اور تقویٰ دونوں کی صلاحتیں رکھ دی ہیں اور اسے دونوں راستے دکھائے گئے ہیں۔ صالح اور صحت مند قدروں کا عرفان اور تعمیر پسندی بغیر محبت مصطفیٰ پیدا ہو سکتی ہے نہ سرکار کے دکھائے ہوئے راستے پر گامزن ہوئے بغیر انفرادی و اجتماعی زندگی سنور سکتی ہے:

عشق سرکار دو عالم میں جو جینا سیکھو
پھر تو حالات زمانہ سے نپٹنا سیکھو

جو بات کرنی ہے بس ان کے در کی بات کرو
انہیں کے جلوؤں میں کھو کر نظر کی بات کرو

در سے ناقص بھی ہو گئے کامل
کارخانہ حضور کا دیکھو

وہ پناگاہِ خیر امت ہیں
شامیانہ حضور کا دیکھو

کلام کے وافر حصے کا مطالعہ کرنے کے بعد شیخ اعظم کی شاعری کی بعض خصوصیات ابھر کر سامنے آتی ہیں۔رشید احمد صدیقی نے لکھا ہے کہ:"ہر زمانے کا بڑا ادیب مذہب کار نہیں ہے اور اونچے درجے کی شاعری خود بخود تصوف آمیز معلوم ہونے لگتی ہے"۔

ٹی،ایس،ایلینٹ نے بھی کچھ اس سے ملتے جلتے خیال کا اظہار کیا ہے۔شیخ اعظم بڑے شاعر نہیں،خوش گو شاعر نہیں،شیخ کے لئے شاعری مقصود بالذات نہیں، بلکہ ان کی شاعری کا مقصد سرور کائنات کی مدّاحی ہے۔شاعری شیخ کے محسوسات وجذبات ومشاہدات کے اظہار کا ایک بہانہ ہے۔دانتے ،ملٹن اور مابعد الطبیعاتی شعرا"ڈن اور مارون" کی شاعری تصوف آمیز[mystic] ہے۔ حافظ،سعدی اور خسرو کی شاعری صوفیانہ[sufistic] ہے۔ غالب صوفی شاعر نہیں مگر جس ژرف نگاہی اور دروں بینی سے انھوں نے مسائل حیات وکائنات پر مختلف زاویے سے غور وتامّل کیا ہے اس کی وجہ سے ان کی شاعری خود بخود تصوف آمیز ہو گئی ہے۔"اظہار عقیدت کا خالق عرفان حقیقت کا تمنّائی اور مشاہدۂ جمال مصطفیٰ کا آرزومند ہے۔عارف کا دل وہ گوشہ ہے جہاں ساری کائنات کی سچائی ہے اور حجاب در حجاب اس نادیدہ جہاں کی بھی جو طالب حقیقی کی تخلیق کردہ اور آفریدہ ہے جس کے سامنے ہر ظاہر وباطن پر صرف حقیقت محمدی کی جلوہ گری ہے۔ محبت

مصطفیٰ ہی عرفان الٰہی کی دلیل ہے اور اس کی نظر میں شیخ اعظم کی شاعری تصوف آمیز۔

غزل کی سی آزادی نعت یا درود وسلام میں شجر ممنوعہ ہے نعت وسلام ومنقبت کا مطالعہ اس امر کا شاہد ہے کہ شیخ نے عبودیت و محبوبیت اور الوہیت ور سالت کا فرق ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ تصور محبوب ور سالت میں احدیت ہے نہ عام بشریت ؎

ہزار بار بشویم دہن ز مشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

شیخ کی نعتیہ شاعری افراط و تفریط کے عیب اور تخیل کی بے راہ روی سے پاک ہے۔ محبت رسول سے سرشار کلام میں شعر وشریعت میں تصادم نہیں۔

سرور کائنات اور اولیاء اللہ کے لئے الگ الگ وہی الفاظ والقاب و کلمات استعمال کئے گئے ہیں جو قرآن احادیث کی رو سے جائز ہیں۔ مثلا: رسالت کے لئے:

مظہر نور الٰہی، حبیب خدا، مالک دوجہاں، خاتم مرسلاں، باعث خلق کون مکاں، قاسم دوجہاں ،دلیل رب جلیل ،رسول برحق ،مختار کل ،مقصود جہاں ،رحمت عالم، نور مبیں ،طیب وطاہر ،جلوۂ حق نما، امام الہدیٰ، بدر الدجیٰ، شمس الضحیٰ، خیر الوریٰ، ساقئ آب کوثر، مالک بحر و بر، مرکز ایماں، تاجدار حرم، مخزن جود و کرم، شافع محشر ،نور ہدایت ،ہادی اعظم ،تمنّائے خلیل ،شفیع الامم ،سرور دیں ،راحت عاشقاں، صدر بزم رسالت وغیرہ،

اولیاء اللہ کے لئے:

ذات عکس جمال حبیب خدا، مظہر شان علی، نیر برج ولایت، معدن فیض و کرامت، منبع فیض و عطا، عطائے رسول، مظہر ذات مصطفیٰ، دولت عرفاں، پر تو نور ہدایت، تاجدار راہ طریقت، رونق کاملاں، پناہ گاہ عالم۔

تشبیہات واستعارات، اور صنعتِ لفظی سے عاری شیخ کے کلام کی نمایاں خصوصیت الفاظ کی سادگی اور رعنائی خیال ہے۔ مذہبی پاکیزگی اور طہارت ہے۔ بعض اشعار میں الہام کی حلاوت ہے۔ غزلوں میں تراکیب کی بھرمار سے بیل بوٹے نہیں سجائے ہیں۔ چند تراکیب درج ذیل ہیں:

جلوۂ رنگیں، دل پژمردہ، چشم پر نم، دل غم زدہ، ادائے دلنواز، مریض عشق، باغ ارم، خانۂ ویراں، جذبۂ عشق، تیر مژگاں، تصویر جاناں، راہ الفت، شراب عشق، تار قلب و جگر، تابش تجلّی، لطف پیہم وغیرہ۔

ہندی گیتوں کی خصوصیت طرز ادا کی دلکشی ہے، ہندی کے وہی الفاظ و محاورات ان اشعار میں پائے جاتے ہیں جو ہماری یادداشت، ہمارے حافظے اور ہماری تہذیب کا حصہ بن گئے ہیں، مثلاً بھکیا (بھیک) بھکاری، بھاگ، پیا، بل بل جانا، پریت، جگت کرپا، مہراج لاج، کھبریا، دوار، بپتا، چتر، برکھا، گہار، دیالو، کھیون ہار، ادھیکار، داسی، شکتی، نیناں، سہاگن، درشن، جیرا، ساجن، گسیّاں، دیپک، انگنا، انگ، انگ، آشا، جیون، جوگن، سنسار، سندر، جگت، بندھن، کارن، ارپن وغیرہ۔

غالب کا انداز بیان [dual] ہے یعنی ان کی شاعری کا لہجہ دو طرح کا ہے۔ ایک وہ جس میں غالب مشکل پسندی کا شکار ہیں دوسرا وہ جو سادہ اور سلیس ہے۔

مولانا احمد رضا خاں کی علمی اور تلمیحات و مصطلحات سے مزین نعتیہ شاعری کے علاوہ ان کی وہ آواز بھی ہے جس میں وہ سادہ اور سہل پسند نظر آتے ہیں جیسے:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

شیخ اعظم کے لہجے کا تیور بھی مذکورہ بالا شاعروں کے صاف، سادہ اور شفاف لہجے سے ملتا جلتا ہے مگر راقم الحروف کی نگاہ میں ان دونوں سے زیادہ قریب شیخ "وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا" کے شاعر حالی سے زیادہ قریب ہیں مگر شیخ کسی بھی شاعر کی صدائے بازگشت نہیں۔ یہ ان کی اپنی آواز ہے شاعری پر تصنع اور علمیت کے مظاہرہ سے تو قاری ذرا دیر کے لئے سناٹے میں آجاتا ہے مگر سادگی دل میں اتر جانے والی چیز ہے۔

ضروری نہیں کہ زندگی اور شاعری میں مماثلت پائی جائے مگر یہ امر باعث حیرت ہے کہ شیخ کی نمایاں خوبی سادگی اور شرافت ہے۔ یہی سادگی اور شفافیت ان کی شاعری کی بھی شناخت ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ شیخ نے اپنے خون جگر کی آبیاری سے اس سادہ زمین کو شگفتہ، دلگداز اور لالہ زار بنادیا ہے۔ راقم الحروف کے موقف کی وضاحت کے لئے سادگی اور لطافت سے مملو یہ اشعار دیکھئے:

آج کرنا ہے طوافِ درِ جاناں ہم کو
خوش نصیبی سے ملا ہے شہ سمناں ہم کو

پی کے سب مست ہیں خواجہ ترے میخانے سے
زندگی مل گئی ساقی ترے آجانے سے

سارے اعمال کی ہیں جان رسول عربی
یاد سرکار کو سینے سے لگا رکھا ہے

یاد نبی کا لمحہ عشق و محبت والا ہے
طوق غلامی جس کو ملا ہو پھر تو وہ عزت والا ہے

نکھر جاتی ہے بے تابی وفورِ شوق کامل سے
عطا ہو ہم غریبوں کو یہ دولت یارسول اللہ

تری رفعتوں کی خوبی پہ فدا ہے ایک عالم
یہ وہ در ہے جس پہ جھکتی ہے جبین پادشاہی

مانگنے والوں کی ہوتی ہیں مرادیں پوری
بو علی شاہ قلندر کا یہ رتبہ دیکھا

بسا کے دیکھا ہے سینے میں آرزوئے رسول
غم حیات کو لازم ہے جستجوئے رسول

خود دکھاتے ہیں جلوۂ رنگیں
اس پہ کہتے ہیں بے قرار نہ ہو

ذکر نبی بھی کتنا اچھا اچھا لگتا ہے
یاد میں مرنا ان کی جینا جیسا لگتا ہے

ایسی خوشبو کہاں ہے پھولوں میں

جو ہے سرکار کے پسینے میں

عشاق سے پوچھو وہ گلی کیسی گلی ہے

ہے مرکزِ ایمان وہ طیبہ کی گلی ہے

زمانہ پل رہا ہے آج تک سرکار کے در سے

یہ وہ در ہے کبھی جس در کی مہمانی نہیں جاتی

نہ ہو گا یہ کبھی غیروں کے در پر ہاتھ پھیلاؤں

تمھارا ہوں تمھارا ہوں تمھارا یا رسول اللہ

حشر کی پرواہ کیوں ہو عاصیِ امت کو اب

رحمۃ للعٰلمین ہوں گے بچانے کے لئے

تڑپ رہا ہے دلِ مضطرب مدینے کو

درِ رسول ہی کافی ہے میرے جینے کو

شیخ کی غزلیہ شاعری میں شمشیر آبدار کا جوہر ہے اور برگ گل کی نرمی بھی۔ الفاظ کے سجیلے پن اور خیالات کی گلکاری نے ہندی گیتوں میں رس گھول دیا ہے۔ نعتیہ شاعری اور منقبت نگاری روحانی تصرفات کا معیاری نمونہ ہیں۔ اظہار عقیدت شعر و سخن کا ایک خوبصورت گلدستہ ہے اور برکات و حسنات کا خزانہ بھی۔

ڈاکٹر سید امین اشرف

سابق انگلش ریڈر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ....۱۹/ جولائی ۱۹۹۹ء

نعت پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حمد باری تعالیٰ

ترے حمد کی نہیں انتہا ، تری شان جل جلالہٗ
ترا ذکر دافع ہر بلا ، تری شان جل جلالہٗ

تو کریم ہے، تو خبیر ہے، تو رحیم ہے، تو قدیر ہے
تری رحمتوں کا ہے آسرا ، تری شان جل جلالہٗ

نہ ترے کرم کی مثال ہے، نہ نظیر ہے، نہ شریک ہے
کوئی تیری جیسی عطا نہیں ، تری شان جل جلالہٗ

تو ہی رب ہے سارے جہان کا ، تری شان بندہ نواز ہے
تو ہی بخش دے مری ہر خطا ، تری شان جل جلالہٗ

ہے ہدایتوں کا یہ سلسلہ ، جو رسول تم نے ہمیں دیا
تبھی سب کو تیرا پتہ چلا ، تری شان جل جلالہٗ

جو ترے رسول کا ہو گیا ، وہی بالیقیں تجھے پا گیا
ترا قرب اصل ہے مدعا ، تری شان جل جلالہٗ

ہیں گناہ گرچہ بہت بڑے پہ ترے کرم سے نہیں بڑے
ہو قبول میری ہر اک دعا تری شان جل جلالہٗ

کرم خدا کا ہے جس نے ہمیں دیا ہے رسول

اُسی کو حمد ہے کرتا ہے جو دُعا مقبول

قوی، حفیظ، سمیع و بصیر شان اُس کی

وہ ذات جس سے ہوں مسرور زندگی کے ملول

الٰہی! بخش دے میری خطا بحق حبیب

عطا ہو صدقۂ مولیٰ علی و آل بتول

الٰہی! اپنے کرم سے نہ کر ہمیں محروم

اگرچہ بندۂ ناچیز سے ہوئی ہے بھول

تمنا ہے یہی اظہار کی مرے معبود

نہ چھوٹے ہاتھ سے شرع محمدی کے اصول

بڑی مشکل میں ہیں ہم غم کے مارے یارسول اللہ
کرم فرمایئے رب کے دلارے یارسول اللہ

ترے در کا بھکاری اور طوفانِ حوادث میں
کرم سے پھیر دو گردش کے دھارے یارسول اللہ

تمہیں ہو مونس غم، شافع محشر، مرے رہبر
کہاں جائیں یہ دیوانے تمہارے یارسول اللہ

حسن کا واسطہ ہے لاج رکھ لو ہم غلاموں کی
یہ مستانے تمہارے ہیں تمہارے یارسول اللہ

زمانہ ہے مخالف آج کل اے رحمت عالم
تمہیں پژمردہ دل کے ہو سہارے یارسول اللہ

بھنور میں میری کشتی ہے مگر کچھ غم نہیں آقا
تری امید پہ سب دن گذارے یارسول اللہ

گھٹائیں جھوم کر اٹھتی ہیں رحمت کی نوازش کی
مصیبت میں کوئی جب بھی پکارے یارسول اللہ

ترا اظہار اظہار مراتب کر نہیں سکتا
خدا کے جب ہو تم محبوب و پیارے یارسول اللہ!

دل تو آمادہ نہیں رخصت طیبہ کے لیے
اس کو رکھ لیجئے سرکار ہمیشہ کے لئے

مسجد و منبر و محرابِ نبی کا منظر
بھول سکتا ہی نہیں کوئی بھی لمحہ کے لئے

جلوۂ حسن رسالت سے منور دل کر
جلوۂ حق ہے یہی دیدۂ بینا کے لئے

حاضری اور سلامی سے میسر تھا سکوں
کون سی شکل ہو اب دل کے سکینہ کے لئے

گنبد خضری نے ایماں کی حرارت بخشی
اس کا اک جلوہ ہے کافی دل مردہ کے لئے

قرب معبود کی لذت سے شناسا ہو اگر
دل میں پیدا کرو الفت شہ بطحا کے لئے

زندگی مل گئی اظہاؔر کو نسبت کے طفیل
بس غلامی تری کافی ہوئی بندہ کے لئے

عظمت سید عالم کو جو پہچان گیا
با یقیں دنیا سے وہ صاحب ایمان گیا

جس پہ ہو جائے کرم اور نوازش انکی
بس وہی قدموں میں سرکار کے قربان گیا

جس کی چاہا مرے آقا نے بدل دی قسمت
پھر تو درویشی میں رہ کر بھی وہ سلطان گیا

جس طرف رحمت عالم کے گذر جائیں قدم
سب حجر بول اٹھیں دیکھو وہ ذیشان گیا

جس نے دیکھا ہے جمال رخ تابان رسول
پھر کسی اور کی جانب نہ کبھی دھیان گیا

عالم نزع میں اظہار کے ہونٹوں پہ تھی نعت
لوگ کہتے رہے وہ خادمِ حسان گیا

ہر طرف چھایا ہے سرکار مدینہ کا کرم
جس سے قائم ہے ولی کی ہر ولایت کا بھرم

کہہ رہی ہے گلشن ہستی کی ہر تازہ بہار
زندگی خندہ ہوئی سرکار کے زیر قدم

حکمرانی کرۂ ارض و فلک پر ہے تری
کر دیا تجھ کو خدا نے ہر خدائی کا حکم

دیکھ کر دربار اقدس کہہ اٹھا پر شوق دل
ہے غبار راہ طیبہ جلوۂ باغ ارم

بالیقیں ہے کن کی کنجی تیرے دست ناز میں
آپ ہیں مختار کل اور مالک جود و حشم

فقر تیرا بے مثال اور شان و شوکت لاجواب
تیری سطوت پہ ہوئے ہیں سرنگوں سارے صنم

جو غلامانِ جنابِ سید ابرار ہیں
ٹھوکروں میں اُن کی دنیا کے ہیں دینار و درم

ہو عطا اظہارؔ کو صدقہ شہِ سمنان کا
لے کے پھر شوقِ زیارت جائے وہ سوئے حرم

یا حبیبی مدنی ہاشمی و مطلبی
ہے درخشاں تری عظمت کا چراغ نسبی

والضحیٰ چہرہ ہے اور زلف ہے واللیل تری
اور سیرت تری قرآں میں ہے بے مثل ڈھلی

تجھ سے تابندہ ہے ہر نور کی نورانی ضیاء
چار سو ہے ترے فیضان کی یہ جلوہ گری

دیکھ کر حسن و جمال شہ بطحا کا کمال
سارا عالم ہے ثنا خوانِ رسول عربی

سید کون و مکاں، نازش گلزار جناں
تیرے جیسا نہیں شہکارِ کمال و خوبی

سارے عالم کے دل و جاں پہ ہے قبضہ تیرا
باد شاہی میں تری آگئی مخلوق سبھی

جب قدم رکھ دیا سردار نبی نے اپنا
ہو گیا غوث کوئی اور کوئی ولیوں کا ولی

اب غلاموں کو بھلا موت کا صدمہ کیوں ہو
بن گئی موت بھی بس تیری زیارت سے بھلی

ہوں خطاوار مگر پھر بھی ہے اظہارِ کرم
میرے آقا کی نوازش کا ہے انداز جلی

یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

تجھ سے ہے دریائے رحمت کی بنا　　مل گئی تجھ سے بقا بعد فنا
جھک گئی سارے زمانے کی انا　　ہر زباں کو بس یہی کہتے سنا
یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

غم کے ماروں پر کرم فرمایئے　　جلوۂ نور خدا دکھلا یئے
مثل تیرا ہے کہاں بتلایئے　　تیرا دیوانہ یہی کہتا پھرے
یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

سب خطاواروں پہ ہے تیرا کرم　　جس سے قائم ہے غلاموں کا بھرم
کس قدر ہے فیض فیضان اتم　　چاہنے سے تیرے ہونگے دور غم
یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

تو ہے مقصودِ جہانِ زندگی　　ہے اطاعت تیری اصل بندگی
حشر میں کیوں اسکو ہو شرمندگی　　جب کرم کی مل گئی تابندگی
یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

تاجدارِ انبیاء شاہِ عرب　　ذات والا آپ کی محبوب رب
سارا عالم در سے کرتا ہے طلب　　تیری رحمت سے ملا ہے سب کو سب

یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

دہر میں کوئی نہیں تیری مثال   تجھ کو بخشا ہے خدا نے ہر جمال
اوج پر نبیوں سے ہے تیرا کمال   ہے رضا تیری رضائے ذوالجلال

یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

شافع روز جزا خیرالوریٰ   آپ ہیں بدرالدجیٰ صدرالعلیٰ
زلف ہے واللیل چہرہ والضحیٰ   ہو کرم یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ

یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

نکہتِ گل کی پھبن صدقہ ترا   آپ ہیں مختار کل اے سرورا
کیا سناؤں زندگی کا ماجرا   فکر و غم سے ہے پریشاں دل مرا

یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

مظہرِ ذاتِ جمالِ کبریا   ہیں ترے مدحت سرا میں انبیا
تیری خاکِ پا کا صدقہ اولیاء   ہو کرم اظہار پر بہر خدا

یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

کوئے نبی کی شان انوکھی رحمت باراں کیا کہنا
خاک مدینہ کے ذروں کا حسن بہاراں کیا کہنا

چم چم چمکے سارا زمانہ ایک فقط بس انکی بدولت
ذات نبی کی ساری ادا میں جلوۂ یزداں کیا کہنا

چاروں طرف فیضان کرم کی چھائی ہیں پر فیض گھٹائیں
ان کی نوازش کے صدقے میں رفعت جیلاں کیا کہنا

چشم کرم نے ایسا سنوارا بن گیا دَر ہم سب کا سہارا
مظہر شان رحمت عالم ہند کے سلطاں کیا کہنا

سید عالم کی نسبت سے ایسی ملی ہے شان ولایت
عظمت و شوکت اور سخاوت اشرف سمناں کیا کہنا

دور ہوئی تاریکی دل کی شمع محبت جب ہوئی روشن
شمس و قمر کا عشق میں تیرے ہو نا رقصاں کیا کہنا

سیدِ کل مختارِ جہاں کا کتنا بڑا اظہارِ کرم ہے
ذکر سے جسکا دل ہو منور ایسا ثنا خواں کیا کہنا

دل پریشان ہے کیا کروں؟ کیا کروں؟ یا حبیب خدا ہو کرم کی نظر
تو ہے مالک مرا تو ہے داتا مرا چھوڑ کر تیرے در کو میں جاؤں کدھر

مل گیا ہے زمانے کو در سے سکوں ایسی چوکھٹ کی عظمت کا کیا پوچھنا
سارے عالم کا بیشک تو ممدوح ہے ہیں ثناخواں تمھارے سبھی بحر و بر

جس پہ فرمائیں آقا نگاہ کرم وہ زمانے میں ہو جائے گا محترم
اِس ادائے نوازش کا ثانی کہاں جو نہ تھا کچھ اسے کر دیا خوب تر

باغ ہستی نے پائی ہے تجھ سے پھبن اور مہکا ہے عالم کا سارا چمن
ہر اجالے نے پایا ہے صدقہ ترا اور روشن ہیں تجھ سے یہ شام و سحر

بحر ظلمت سے آقا بچا لیجئے قلب ویراں کو آباد کر دیجئے
اب غلاموں کی شاہا خبر لیجئے غم میں رہ کر پھرے کب تلک در بدر

یا نبی محترم یا شفیع امم تیری نسبت سے قائم ہے بے شک بھرم
جس نے پی لی شراب محبت تری پھر نہ ہو گی زمانے پہ اس کی نظر

مل گئی ہے بلندی اسے بالیقیں جو بھی سرکار کے آیا زیر قدم
فیض پائے نبی کا یہ اظہار ہے بن گئے جس سے ذرے بھی رشک قمر

یاد طیبہ دل میں رکھ کر جس طرف جاتا ہوں میں
جلوۂ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ پا تا ہوں میں

دنگ ہے سارا زمانہ تیری نسبت کے طفیل
جب غلام مصطفٰے اپنے کو بتلاتا ہوں میں

اولیاء، اصحاب، اغواث و قطب جن و ملک
ناز ہے سب کو یہی کہ انکا کہلاتا ہوں میں

قلب مردہ کو یقیناً مل گئی ہے زندگی
جب کبھی نعت شہِ خیرالوریٰ گا تا ہوں میں

اپنے افکار و الم کی داستاں کس سے کہوں
تیری امید کرم پر دل کو بہلاتا ہوں میں

بیکسوں کو چادر رحمت نے بخشا ہے سرور
یہ وہ انعام کرم ہے جس میں کھو جاتا ہوں میں

پُر خطا اظہار کی رکھ لیجئے آقا بھرم
جب کہ ٹکڑا تیرے در کا آج تک پاتا ہوں میں

نہ ہوا اور نہ ہوگا ترے جیسا کوئی
ذات بالا ہے تری شان میں ارفع ہے تو ہی

....

راحت قلب و جگر باعث تخلیق جہاں
بالیقیں ہے ترا ممنونِ کرم سارا جہاں
کر رہا ہے ترے اوصاف کا قرآں بیاں
تجھ سے روشن ہے کمالات نبی کی خوبی
نہ ہوا اور نہ ہوگا ترے جیسا کوئی

....

غنچہ و گل کی پھبن تیرے چمن کا آنگن
کھل اٹھے حسن بہاراں میں سبھی سرو سمن
نکہت و نور بھی چوکھٹ پہ ہے مدہوش و مگن
کس قدر شوکت و حشمت کا ہے انداز جلی
نہ ہوا اور نہ ہوگا ترے جیسا کوئی

مرحبا سیدی مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تجھ سے تابندہ ہیں یہ شمس و قمر روئے زمیں
کل جہاں در پہ ترے اپنی جھکاتے ہیں جبیں
فرش پہ رہ کے بھی منصب ہے ترا عرش نشیں
تیری نعلین پہ قرباں ہیں جبریل امیں
مرحبا سیدی مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مردہ قوموں کو ملا نام سے تیرے وہ وقار
بحر ظلمات میں گھوڑوں کی لگائی ہے قطار
مل گیا تیری غلامی سے شجاعت کا شعار
تیرے اوصاف حمیدہ پہ ملائک ہیں پہ نثار
مرحبا سیدی مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

روضہ پاک پہ رحمت کے برسنے کا سماں
جس سے سرشار ہوا کرتا ہے ہر پیروجواں
جس کی آنکھوں میں ترے عشق کا دریا ہے رواں
پھر تو نظروں میں ہے یہ سارا جہاں مثل دھواں

مرحبا سیدی مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اس نئے دور میں پرچار ہے بے راہ چلو
دل پژمردہ میں پھر روح بلالی بھردو
اپنے اظہار کا اظہار تمنا سن لو
دم آخر اسے بس اپنا نظارہ دے دو

مرحبا سیدی مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یا حبیب خدا اشرف الانبیاء ہوں خطاوار بے حد کرم کیجئے
اپنے اعمال پر کچھ نہیں ہے یقیں آسرا آپ کا ہے بلا لیجئے

مالک دوجہاں خاتم مرسلاں نازش کاملاں آپ کی شان ہے
باعث خلقِ کون و مکاں آپ ہیں آپ کے در سے کتنے سنور تے گئے

چہرہ ہے والضحیٰ زلف واللیل ہے ذات آقا کی آیات قرآن ہے
مظہرِ ذات حق کتنا پرنور ہے نور ہی نور عالم میں پھیلا دیئے

کوئی اپنا نہیں غم کے مارے ہیں ہم ہو نگاہ کرم یا شفیع امم
قاسمِ دو جہاں آپ کی ذات ہے اپنے محتاج کا بھی بھلا کیجئے

ہیں خدا کی قسم جان ایمان وہ جان کی جان اور روح قرآن وہ
ہیں وہ بے مثل ان کا ہے ثانی کہاں جن کی تعریف میں تیس پارے ہوئے

انبیاء اولیاء جن کے خطبے پڑھیں اور جبینِ ملک بھی قدم پر جھکیں
اور صدیق وفاروق وعثماں، علی بس غلامی سے آقا کے تارے ہوئے

ہوں غلامِ غلامان مولیٰ علی سلسلہ ہے غلامی کا میری یہی
آرزو ہے دلی تیرے اظہار کی اپنے در کی غلامی عطا کیجئے

ملی جو تجھے نبوت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہو گی
وہ عطائے شانِ رفعت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہو گی

مری زندگی کا مقصد ترے عشق ہی میں مرنا
کسی اور سے محبت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہو گی

جو ضیائے نور طیبہ سے کیا ہے قلب روشن
اسے جو ملی ہے عزت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہو گی

مرے غوث و قطب و خواجہ کو ہے بس تجھی سے نسبت
ہوئی مجھ کو جو عقیدت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہو گی

بہار گنبدِ خضریٰ سدا رخشندہ رخشندہ
کہ جس کے نور کی نوری ضیا پائندہ پائندہ
میں مجرم ہوں نہیں کوئی بھی میرا یارسول اللہ
تیری سرکار میں آیا ہوں میں شرمندہ شرمندہ
دل پر شوق کی ہے آرزو جاؤں مدینہ کو
بلا لو پھر مرے آقا ہے دل افسردہ افسردہ
تھی جن کی عین فطرت ظلم واستبداد کی حامل
غلام مصطفیٰ بن کر ہوئے سنجیدہ سنجیدہ
بغیر ان کے وسیلے کے خدا سے کچھ نہ پاؤ گے
کرو حبّ نبی میں خود کو تم گرویدہ گرویدہ
چلا تھا جانب بطحا تو یہ حالت ہماری تھی
قدم لغزیدہ لغزیدہ نگہ دزدیدہ دزدیدہ
منور کرلیا عشق نبی سے جس نے سینے کو
تو اس کی زندگی بے شک ہوئی تابندہ تابندہ
سگ کوئے نبی اظہار پر بھی اک نظر کردو
گناہوں کی خجالت سے وہ ہے نم دیدہ نم دیدہ

سراپا نور و نکہت ہے بہار گنبد خضریٰ
دو عالم کی بہاریں ہیں نثار گنبد خضریٰ

جہاں خم ہوں ملائک کی جبیں کیا شان ہے اسکی
بڑھایا فضل باری نے وقار گنبد خضریٰ

ملے گا جس کو بھی اذن کرم سرکار بطحا سے
وہ دیکھے گا یقیناً فیض بار گنبد خضریٰ

مٹا سکتے نہیں یہ اہل باطل چشم مومن سے
سرور گنبد خضری خمار گنبد خضریٰ

ہے جو کعبہ کا کعبہ حسن میں یکتا و لاثانی
نگار خانہ قدرت نگار گنبد خضریٰ

چلو اظہاؔر تم بھی سر کے بل قلب حزیں لے کر
سہارا بے سہاروں کا جوار گنبد خضریٰ

بسر ہو یاد نبی میں جس کی تو زندگی زندگی وہی ہے
تمہارے نقش قدم پہ چلنا خلاصۂ بندگی یہی ہے

نہیں ہیں اعمال میرے ایسے کہ نذر سرکار کر سکوں میں
میں شان رحمت کے صدقے جاؤں مرا بھروسہ فقط وہی ہے

ہے والضحیٰ جس کا نوری چہرہ بیاں کرے جس کی شان قرآں
بھکاری جس کا ہو سارا عالم سخی تو بیشک وہی سخی ہے

رکاوٹیں آچکی ہیں کتنی مگر نہیں کچھ شکستہ پائی
"یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے"

دلیل رب جلیل وہ ہیں حبیب وہ ہیں خلیل وہ ہیں
شفیع وہ ہیں عظیم وہ ہیں انہیں سے سب کی بنی ہوئی ہے

رسول برحق کی ہے وہ عظمت بیاں کرے جس کا وصف قدرت
نبی و ولی جن سے پائیں رفعت پھر انکے جلوؤں میں کیا کمی ہے

کوئی بھی اظہار کر سکے کیا جو شان عالی حضور کی ہے
تمہارے در کے غلام ہو کر جہان میں ان کی سروری ہے

تو فخر دو عالم ہے عالم ترا دیوانہ
فی الاصل وہی دل ہے جو ہے ترا کاشانہ

در سے مرے آقا کے ملتا ہے زمانے کو
مالک ہیں خدائی کے انداز فقیرانہ

ہم تشنہ لبوں کو بھی اک جام عطا کر دو
پاتے ہیں ترے در سے سب فیض کریمانہ

اُس نور مجسم کی پرنور تجلی تھی
قربان صحابہ ہیں جس طرح کہ پروانہ

ہے جوش محبت سے عشاق کا یہ عالم
جو نام مبارک پر سر دیتے ہیں نذرانہ

وہ مے کہ جسے پی کر کہتے ہیں سبھی زاہد
آباد رہے ساقی بس آپ کا میخانہ

سمجھا نہ کبھی ناداں یہ عشق نبی کیا ہے
بس عشق سے ملتا ہے انداز شریفانہ

ہے قربِ الٰہی کا بس راز تری قربت
جو دل ترا ہو جائے وہ دل ہے خداخانہ

منگتوں میں ہے اک منگتا اظہار ترے در کا
پرنور ضیاؤں سے آباد ہو ویرانہ

محتاج کو سرکار بلائیں تو عجب کیا
سوئی ہوئی تقدیر جگائیں تو عجب کیا

سچ ہے کہ گنہگار وخطا وار بہت ہوں
پھر بھی مرے سرکار نوازیں تو عجب کیا

کچھ حسن عمل پاس نہیں پھر بھی یہ یقیں ہے
بخشش کا جو مژدہ وہ سنائیں تو عجب کیا

گذری ہے مری زندگی افکار والم میں
دامان کرم میں وہ چھپائیں تو عجب کیا

مشتاق نگاہوں کی وہ تسکین کی خاطر
خود آکے اگر جلوہ دکھائیں تو عجب کیا

سرکار مدینہ کی غلامی کے اثر سے
ٹھوکر سے اگر مردے جلائیں تو عجب کیا

جب گرمی محشر سے کوئی بچ نہ سکے گا
وہ عاصی امت کو بچائیں تو عجب کیا

منجھدار میں ہوں پھر بھی مری آس بندھی ہے
کشتی کو مری پار لگائیں تو عجب کیا

پلتا ہے زمانہ شہ والا کے کرم سے
اظہار کو بھی گروہ نبھائیں تو عجب کیا

یا نبی آپ کا جس وقت اشارا ہو گا
پھر یقیناً ہمیں طیبہ کا نظارا ہو گا

موت تو اس لئے لگتی ہے بھلی ہم کو بہت
بعد مرنے کے تو دیدار تمہارا ہو گا

ان کا کہلاتے ہوئے پھر بھی سہوں رنج و الم
کب یہ سرکار مدینہ کو گوارا ہو گا

میں ہوں محتاج کرم تجھ سے ہے فیضان کرم
اب کہاں تیرے سوا میرا گذارا ہو گا

جب مقدر سے مدینے میں پہنچنا ہو گا
پھر تو عظمت پہ بلندی کا ستارا ہو گا

میں غلام ابن غلام ابن غلام سمناں
یہی رشتہ مری بخشش کا سہارا ہو گا

ایک اظہاؔر ہی کیا اس کی ٹلی ہے مشکل
جس نے سرکار مدینہ کو پکارا ہو گا

میرا نبی سب نبیوں سے اعلیٰ ذکر نبی کی بات نہ پوچھو
حسن تجلی، سیرت قرآں، زلف نبی کی رات نہ پوچھو

نور مجسم ، طٰہٰ و یٰس ، ختم رسل ، مقصودِ جہاں ہو
رونق ہے بس ان کے قدم سے چمکے ہوئے ذرات نہ پوچھو

ہر منگتے کا تو ہے داتا سارا عالم پاتا ہے صدقہ
ہر سو کرم بس تیرا کرم ہے رحمت کی برسات نہ پوچھو

مرَض نے شدت ایسی پکڑی مایوسی نے ہمت توڑی
بھیگی پلکوں کی چادر میں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو

بگڑے ہوئے حالات پہ دنیا ہنستی رہی اور روتا رہا میں
ان کے کرم نے ایسا بدلا بدلے ہوئے حالات نہ پوچھو

اس کو کیا ہو خوف حوادث طوق غلامی جسکو ملا ہو
اِس بندھن کے صدقے جاؤں کیف کے اب لمحات نہ پوچھو

میں کیا اور کیا میری حقیقت جو کچھ ہے بس ان کی عنایت
چشم کرم نے کتنا نوازا کتنے دئے درجات نہ پوچھو

سرور دیں یا شاہ مدینہ ہم پہ کرم یا رحمت عالم
منگتوں کو بس تیرے کرم سے کتنی ملی سوغات نہ پوچھو

یورپ کی دھرتی پہ رہ کر پھر بھی نہ چھوٹے ان کادامن
یہ توکرم بس خاص کرم ہے ایسے کرم کی بات نہ پوچھو

حق کہنا اور حق پہ رہنا کچھ اپنوں کو راس نہ آیا
ظلم وستم کی چھاؤں میں رہ کر کتنے سہے صدمات نہ پوچھو

خالق جن کا مدح سرا ہو جن وملک دیں جن کو سلامی
نعت نبی سے کتنی بڑھی اظہار کی اب اوقات نہ پوچھو

در مصطفیٰ پہ جاتے تو کچھ اور بات ہوتی
وہاں جاکے پھر نہ آتے تو کچھ اور بات ہوتی

کہاں وہ دیار طیبہ ہیں کہاں وہ پیاری گلیاں
جو پہنچ کے دل جھکاتے تو کچھ اور بات ہوتی

جو ہیں اور غم میں غلطاں بڑے ناسمجھ ہیں وہ بھی
اگر ان کے غم میں رہتے تو کچھ اور بات ہوتی

ہے ترے کرم کا صدقہ شب وروز پل رہا ہوں
ترے در پہ ہم جو پاتے تو کچھ او ربات ہوتی

دل غمزدہ کی بپتا پہ کرم ہے ان کا بے شک
پہ وہ سامنے جو ہوتے تو کچھ اور بات ہوتی

ہے نصیب تیرا ایسا؟ کہ وہ جلوہ فرما ہوں گے!
ذرا سامنے مچلتے تو کچھ اور بات باتی

تو رحمت عالم نور مبیں ہے سارا عالم زیر نگیں سب نبیوں میں تو ہی حسیں

صلی اللہ سبحان اللہ یا حبیبی مرحبا

مرحبا یا مرحبا یا حبیبی مرحبا

پیدا نہ ہوا تم جیسا کبھی ہر حال میں جس پر اترے وحی ہے ارفع و اعلیٰ ذات تری

صلی اللہ سبحان اللہ یا حبیبی مرحبا

مرحبا یا مرحبا یا حبیبی مرحبا

ہے مدح سرا تیرا معبود تو خلق جہاں کا ہے مقصود سب جن و ملک پڑھتے ہیں درود

صلی اللہ سبحان اللہ یا حبیبی مرحبا

مرحبا یا مرحبا یا حبیبی مرحبا

فرمان نبی سے ہے ظاہر تو اول بھی اور ہے آخر ہے ذات تری طیب طاہر

صلی اللہ سبحان اللہ یا حبیبی مرحبا

مرحبا یا مرحبا یا حبیبی مرحبا

ہیں ختم رسل نبیوں کے امام بنتے ہیں انہیں سے سب کے کام جبریل امیں ہوں جس کے غلام

صلی اللہ سبحان اللہ یا حبیبی مرحبا

مرحبا یا مرحبا یا حبیبی مرحبا

سردار نبی یا شاہ عرب کرتا ہے زمانہ تجھ سے طلب ہے شان تری محبوب رب

صلی اللہ سبحان اللہ یا حبیبی مرحبا

مرحبا یا مرحبا یا حبیبی مرحبا

وہ پھول ہو یا ہو سرو سمن   ہوں دشت و دمن یا حسن چمن   صدقے میں ترے پائی ہے پھبن

صلی اللہ سبحان اللہ   یا حبیبی مرحبا

مرحبا یا مرحبا یا حبیبی مرحبا

تو ذات الٰہی کا مظہر   قسمت سے ملا ایسا سرور   للہ کرم کردو ہم پر

صلی اللہ سبحان اللہ یا سبحان اللہ یا حبیبی مرحبا

مرحبا یا مرحبا یا حبیبی مرحبا

مخلوق جہاں کو ہے اقرار   عالم میں ہوا ہے جو اظہار   اُن سب کے ہو مالک اور مختار

صلی اللہ سبحان اللہ   یا حبیبی مرحبا

مرحبا یا مرحبا یا حبیبی مرحبا

آقا ہمیں بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی
دل کی مراد پائیں گے آج نہیں تو کل سہی

درد فراق کی تڑپ جسکو حضور دیکھ کر
لطف و کرم سے آئیں گے آج نہیں تو کل سہی

رحمت کل ہو جنکی شان ختم رسل ہو جنکی ذات
جلوہ حق دکھائیں گے آج نہیں تو کل سہی

اذن کرم سے جب کبھی ہو گی وہاں کی حاضری
دل کی صدا سنائیں گے آج نہیں تو کل سہی

ان کے کرم پہ ہے یقیں ہوں گے وہ مہرباں ضرور
درد والم مٹائیں گے آج نہیں تو کل سہی

ظلم و ستم کی بارشیں کلفت و غم کی شورشیں
ایسے میں وہ بچائیں گے آج نہیں تو کل سہی

تشنہ لبوں کو ہے یقیں آئے گا ایسا ایک دن
دست کرم بڑھائیں گے آج نہیں تو کل سہی

ان کے غلام ہو کے پھر کاہے کو فکر تم کرو
عزت وہی بڑھائیں گے آج نہیں تو کل سہی

عشق احمد ہے جس کے سینے میں
پھر اس کو مزہ ہے جینے میں

باغ جنت کی ہے بہار جہاں
اہل دل پاتے ہیں مدینے میں

ایسی خوشبو کہاں ہے پھولوں میں
جو ہے سرکار کے پسینے میں

جن کو مل جائے نقش پائے رسول
وہ بلندی کے ہوں گے زینے

ڈوب سکتی نہیں کبھی کشتی
ہے جب ان کا کرم سفینے میں

اپنے اظہاؔر پر ہو نظر کرم
کیا کمی ہے ترے خزینے میں

مری فریاد سن لو جان عالم یارسول اللہ
نظر آتا نہیں ہے کوئی ہمدم یارسول اللہ

گنہگاران امت کو عطا ہو مژدہ رحمت
کرم میں ہے نہیں تجھ ساکرم یارسول اللہ

ہوں عرشی یاکہ فرشی ہوں ملک یاجن وانساں ہوں
زباں پر سب کے جاری ہے ہمہ دم یارسول اللہ

تھے سارے انبیاء مدحت سرااپنے زمانے میں
خداکے آپ ہیں محبوب واکرم یارسول اللہ

عطا ہو صدقہ مولی علی و آل زہرا بھی
مری اب زندگی ہے کتنی پر غم یارسول اللہ

مریض ناتواں کو ہے یقیں ہو گا کرم تیرا
حوادث میں گھراہوں کب سے پیہم یارسول اللہ

مدینہ کی تڑپ ہے ہو کرم اظہاؔر خستہ پر
ترستی جارہی ہے چشم پر نم یارسول اللہ

نعت لکھنی شہ والا کی نہیں ہے آساں
جن کی تعریف میں خالق نے اتارا قرآں

ان کا ہو کر غم دوراں سے ہراساں کیوں ہو
ہو گی مشکل مرے آقا کے سبب سے آساں

ایک ہی ذات کے جلوے ہیں کروڑوں اربوں
کوئی سمجھا ہی نہیں کیا ہے مشیت پنہاں

جلوۂ حق کی تجلی سے منور تھی جو ذات
اسی پرنور سے روشن ہے جہاں امکاں

جب کہ صدیق حقیقت کو نہ پہچان سکے
عبد و معبود کے اس راز میں سب ہیں حیراں

کوئی بس ایک تجلی سے ہوا ہے بے ہوش
کوئی "مازاغ" سے دیکھا کیا ذات یزداں

خاتم سید مرسل تری عظمت کے نثار
تم محبوبِ خدا ملک میں ہے سارا جہاں

روشنی ملتی ہے سرکار کی الفت کے طفیل
حُبِّ احمد نہیں جس دل میں بہت ہے ویراں

ہوں غلام شہ والا کے غلاموں کا غلام
اسی نسبت پہ تو اظہار ہوا ہے نازاں

قاسم دو جہاں خاتم مرسلاں آپکی شان عظمت کی کیا بات ہے
سارے عالم کی تخلیق صدقہ ترا منبع فیض رحمت کی کیا بات ہے

کوئی کیسا بھی ہو اور جہاں جو بھی ہو ہو گئے قلب روشن تیرے نور سے
ظلمت کفر کو روشنی مل گئی ان کے نور نبوت کی کیا بات ہے

آپ مختار ہیں آپ موجود ہیں آپ مقصود ہیں آپ مطلوب ہیں
سارے نبیوں میں صرف آپ ہی آپ ہیں فخر شان رسالت کی کیا بات ہے

خالق دو جہاں کے ہو محبوب تم جان ایمان تم روح قرآن تم
شان محبوبیت کی ادا کی قسم تیرے اس جاہ و حشمت کی کیا بات ہے

جس کو تو مل گیا اس کو رب مل گیا جس کو رب مل گیا اس کو سب مل گیا
تیرے ملنے سے بندوں کو کیا کیا ملا تاجدار ہدایت کی کیا بات ہے

شاہ بطحا کی عظمت کا کیا پوچھنا ساری مخلوق جنکے ہے زیر قدم
خالق کل نے مالک بنایا انہیں ان کی نافذ حکومت کی کیا بات ہے

اے شہ بحر و بر! ایک نظر! ایک نظر! تیری نظر کرم پر مری زندگی
ہو خطا وار اظہار پر بھی کرم تیری نظر عنایت کی کیا بات ہے

جشن میلاد ہے عاشقان نبی تیرے گھر اب سجانے کے دن آگئے
سارے عالم پہ ان کا کرم چھا گیا اب تو خوشیاں منانے کے دن آگئے
منتظر سارا عالم تھا جن کے لئے وہ امام الہدیٰ آگئے آگئے
نکہت و نور کی ایسی برسات میں نعت سننے سنانے کے دن آگئے
کیا ملک کیا فلک کیا زمیں کیا زماں ہر زباں پر ہے صَلِّ عَلٰی کی صدا
ہر طرف دھوم ہے ذکر خیر الوریٰ اب تو قسمت جگانے کے دن آگئے
آگئی بزم ہستی میں پہلی بہار وجد میں آگئے آج لیل ونہار
جھوم کر پھر یہ باد صبا نے کہا یاد میں گنگنانے کے دن آگئے
کتنی پیاری تھی کتنی سہانی گھڑی جبکہ تشریف لائے ہمارے نبی
ذرے ذرے چمک کر یہ کہنے لگے اب اندھیرے چمکنے کے دن آگئے
تو ہے بدر الدجیٰ تو ہے شمس الضحیٰ تیرے صدقے میں عالم کی تخلیق ہے
آفتاب رسالت کے فیضان سے دل میں جلوے بسانے کے دن آگئے
ساقی آب کوثر ہے شان آپ کی مالک بحر و بر آپ کی ذات ہے
عشق کے جام پی کر صحابہ کہیں اب تو پینے پلانے کے دن آگئے
کتنا مجبور تھا کتنا مایوس تھا مل گیا شاہ بطحا کا اذن کرم
اب دیار نبی سر کے بل جاؤں گا ساری کلفت مٹانے کے دن آگئے
رحمت دو جہاں کے کرم نے ہمیں دامنِ غوث و خواجہ و اشرف دیا
نسبت اشرفیت پہ اظہار کو ہے یقیں اب سنورنے کے دن آگئے

وہ خوش نصیب ہے جو دیکھ لے دیار حبیب
وہیں پہ کھلتے ہیں سرکار کے طفیل نصیب

غریب جان کے ٹھکرادیا ہے سب نے ہمیں
میرے حضور ذرا کرلو اپنے در سے قریب

مریض عشق پہ ہو جائے اک نگاہ کرم
ترے سوا نہیں کوئی ہے درد دل کا طبیب

بیان آپ کا ایسا کہ سُن کے سُر دھنئے
جبھی تو گونگے ہوئے تھے عرب کے سارے ادیب

ہے نام لیوا بھی اظہارؔ تیرے در کا غلام
بچاؤ اس کو کہ دشمن کی دشمنی ہے عجیب

سارے نبیوں میں چمکتا ہے اجالا تیرا
مل گئی اس کو بلندی جو ہے منگتا تیرا

اس کی نظروں میں سمائیگا کہاں حسن چمن
جس نے دیکھا ہے یقیناً در والا تیرا

انبیا آئے زمانے کی ہدایت کے لئے
ہر زباں پر سدا جاری رہا چرچا تیرا

جس کو اللہ نے محبوب بنایا اپنا
مثل پیدا نہ ہوا اے شہ بطحا تیرا

تیرا ہو کر اسے غیروں سے بھلا کیا مطلب
تیرے منگتے کو فقط چاہئے ٹکڑا تیرا

مظہر ذات خدا تیرے ہیں اوصاف جدا
ایسے محبوب کہ جس میں نہیں میرا تیرا

رونق بزم جہاں تیرے قدم کا صدقہ
آج جو کچھ ہے درخشاں وہ اتارا تیرا

میرے مولیٰ میرے ملجا میرے داتا تم ہو
ہم غریبوں کو اگر ہے تو سہارا تیرا

ہو کرم حالت اظہاؔر پہ اے شاہ عرب
واسطہ خواجہ پیا کا ہے جو ہے پیارا تیرا

یا نبی ہم غلاموں کو کیا چاہیئے
چاہیئے بس کرم آپ کا چاہیئے

آج امت تیری کتنی مجبور ہے
اسکو نظر کرم کی عطا چاہیئے

سیر گلشن نہ باغ ارم کی طلب
سچ تو یہ ہے در مصطفٰی چاہیئے

دل کی تاریکیوں کی صدا ہے یہی
شاہ بطحا کی نوری ضیا چاہیئے

رونق بزم ہستی کے مختار ہو
تیری رحمت کی صرف اک ادا چاہیئے

گھر گئی زندگی کیسے طوفان میں
اس کو صرف آپکا آسرا چاہیئے

اہل دنیا کی تعریف میں کیوں رہوں
مجھکو بس ذکر خیر الوریٰ چاہیئے

ہے گنہگار امت پہ تیرا کرم
روز محشر انہیں اور کیا چاہیئے

ہو خطا وار اظہار پر بھی کرم
دامن پاک کی بس ہوا چاہیئے

دین و دنیا میں ہوا کرتی ہے اس کی عزت
جس کو حاصل ہے غلامیِ نبی سے نسبت

روشنی چھا گئی سرکار کے قدموں کے طفیل
ذرے ذرے کو ملی ان کی بدولت رفعت

سارے نبیوں کی فضیلت کے ہیں جامع آقا
کس قدر اوج پہ ہے آپ کی شان رفعت

مٹ گئے ظلم کے قانون ترے آنے سے
کھل گیا سب کے لیے آپ کا باب رحمت

کیوں نظر میں وہ جمائے گا تجھے خلد بریں
ہے در مصطفیٰ جس کے لئے اصل جنت

مضطرب ہے دل افسردہ کہاں میں جاؤں
لو خبر شاہ عرب! دے دو سکون و راحت

جس کی گردن میں غلامی کا پڑا ہے پٹہ
ہو گئی اس کی بلندی پہ یقیناً قسمت

آج کے دور میں کچھ ایسے بھی پیدا ہیں لوگ
جن کو سرکار کی عظمت سے بہت ہے وحشت

شرم عصیاں کو لئے آیا ہے اظہارؔ حزیں
کیجئے اے مرے سرکار مدینہ رحمت

عشق نبی ہے دولت ایمان کی بہار
وہ دل مدینہ ہے کہ جو دل ان پہ ہے نثار

خالق نے یوں تو کتنے بنائے ہیں تاجور
لیکن کیاہے آپکو ہی سب کا تاجدار

سرکار کے کرم سے جہاں تابناک ہے
صدقے میں ان کے ہو گئے ذرے بھی باوقار

شمس وقمر کی روشنی یاہو چمن کا حسن
تیرے کرم نے بخشا ہے ہر شے کو اک نکھار

پر شوق آرزو ہے دیار رسول کی
آجائیں کاش مجھکو نظر گنبد ومنار

وہ مشکلات جن کا کوئی حل نہ ہو سکے
بس اک اشارہ کافی ہے ہو جائے گا سدھار

میرے حضور لیجئے امت کی اب خبر
نرغوں میں دشمنوں کے ہیں پیہم ہے ان پہ وار

بحر الم میں کیسے کٹے زندگی مری
تیرے سوا نہیں جو کرے زندگی کو پار

رنج والم نے توڑدیا تھا سکون کو
ان کے کرم نے دے دیا اظہار کو قرار

شہنشاہ کون ومکاں آرہے ہیں مچی دھوم صل علی کی سویرے
خوشی آج عالم میں چھائی ہے ایسی گلے مل رہے ہیں اندھیرے اجالے

خبر جنکی آمد کی نبیوں نے دی تھی بہت منتظر سارا عالم تھا جن کا
کرم میرے آقا کا چھایا ہے ایسا جدھر دیکھئے بس انہیں کے ہیں جلوے

خدا نے جنہیں اپنا محبوب رکھا اشارے پہ جنکے ہو ساری خدائی
وہ محبوب رب جسکا ثانی نہیں ہے ملے ہیں انہیں کتنے بے مثل رتبے

ہیں ختم رسل تاجدار مدینہ انہیں سے ملا ہے بلندی کا زینہ
ہے یہ معجزہ تاجدار جہاں کا کہ جاری کئے اپنی انگلی سے چشمے

غلام شہنشاہ بطحا کے صدقے خطاوار اظہار کو بخش یارب
عطا ہو سلیقہ غلامی کا اس کو کہ حسن عمل میں وہ لمحے گذارے

جلوہ حسن طیبہ کی کیا شان ہے، جس پہ آرائش حسن قربان ہے
جان جنت بھی ہے جان ایمان ہے، کاش دیکھوں مدینہ کی رات
شاہ دیں سرور کائنات

کاش ہو جائے میرا مدینہ گذر، جس جگہ رحمت و نور ہے جلوہ گر
کیجئے میرے آقا کرم کی نظر، مردہ دل کو ملے پھر حیات
شاہ دیں سرور کائنات

حال دل کیا کہوں کوئی اپنا نہیں، ظلم کی چھاؤں میں کوئی سنتا نہیں
اب تو ہمدرد بھی کوئی لگتا نہیں، ایسے ماحول سے دو نجات
شاہ دیں سرور کائنات

اے مسلماں ذرا دیکھ ہے تو کہاں، قوم مسلم کا خوں آج ہے رائگاں
جوش ایماں مٹاتا ہے کمزوریاں، ہو عطا ان کو پائے ثبات
شاہ دیں سرور کائنات

ہر طرف آج دشمن کی ہیں ساز شیں، قوم مسلم پہ ہے ظلم کی بارشیں
ہو گئیں ساری بے کار اب نالشیں، ہے نگہباں فقط تیری ذ
شاہ دیں سرور کائنات

اے شہ بحر وبر کیجئے اب کرم، ہو رہے ہیں مسلماں پہ جور وستم
راہ دشوار ہے کتنے ہیں پیچ وخم،اور دشمن لگائے ہیں گھات
شاہ دیں سرور کائنات
صدقہ غوث وخواجہ عطا کیجئے، بہر اشرف بھرم اب تو رکھ لیجئے
ایسی قوت وہمت ہمیں دیجئے جس سے کھائے نہ اظہار مات
شاہ دیں سرور کائنات

ملتا ہے تیرے در سے زمانے کو فیض عام
دنیا کے بادشہ بھی اسی در کے ہیں غلام

تیرا غلام وہ کہ جو شاہوں کو بھیک دے
نسبت نے دے دیا ہے بلندی کا وہ مقام

دیکھیں گے حشر میں تری وہ شان پر جمال
بے شک کرم بنائے گا امت کو شاد کام

وہ دل کہ جس پہ ہو گئے قربان کتنے دل
جس دل میں ہو گیا ہے ترے عشق کا قیام

وہ مے کہ جس نے بخشی ہے ایماں کو تازگی
صدقے میں اہل بیت کے مل جائے ایک جام

عشاق بارگاہ نبی کے ہیں بے مثال
یاد رسول میں جو گذارے ہیں صبح و شام

قربان جو ہوا ہے ترے نام پاک پر
ملتی ہے ایسی موت کہ پھر زندگی دوام

سرکار کے طفیل سے روشن ہے کل جہاں
جلوہ رسول پاک کا ہے جلوۂ مدام

ہیں کتنے خوش نصیب ثنا خوانِ مصطفیٰ
آجائے کاش تیرا بھی اظہارؔ اُن میں نام

جنت بھی ہے قربان وہ طیبہ کی گلی ہے
گلیوں کی جو ہے جان وہ طیبہ کی گلی ہے

عشاق سے پوچھو وہ گلی کیسی گلی ہے
ہے مرکز ایمان وہ طیبہ کی گلی ہے

ہر لمحہ جہاں بٹتی ہے عرفان کی دولت
بتلائیں گے حسّان وہ طیبہ کی گلی ہے

گذرے ہیں جہاں سید عالم کے قدم پاک
ہر طرح بڑھی شان وہ طیبہ کی گلی ہے

صدیق وعمر ہی نہیں عثمان و علی بھی
سب جس کی رکھیں مان وہ طیبہ کی گلی ہے

جن گلیوں میں آمد ہو فرشتوں کی بکثرت
عالم ہوا حیران وہ طیبہ کی گلی ہے

ہو جائے میسر ترے اظہار کو یارب
ہے دید کا ارمان وہ طیبہ کی گلی ہے

عالم شوق کی تھی تنہائی
اُن کے آنے سے پھر بہار آئی

منتظر جن کا سارا عالم تھا
وہ نہ آتے نہ ہوتی رعنائی

ظلم کے ہر دریچے بند ہوئے
بج رہی ہے کرم کی شہنائی

نکہت ونور کی تجلی سے
ہر طرف چھاگئی ہے زیبائی

سارے نبیوں میں اور رسولوں میں
شان آقا کی شان یکتائی

علم وادراک سے تھے جو خالی
مل گئی در سے تیرے دانائی

ہے یہ معراج زندگی کی مری
ہوگئی در پہ جب جبیں سائی

زندگی پاکے کنکری بولی
کتنی بے مثل ہے مسیحائی

پردۂ میم میں ہوئی اظہار
جلوۂ حق کی جلوہ آرائی

ہر حسن کا خالق فقط اللہ غنی ہے
ہے جس کی ضیا چارسو مکی مدنی ہے

سرکار جسے اپنے غلاموں میں بنالیں
واللہ وہ تقدیر کا پھر کیسا دھنی ہے

جب حشر میں امت کی پریشانی بڑھے گی
پرواہ نہیں چادر رحمت تو تنی ہے

پاتا ہوں شب وروز فقط ان کا تصدق
آقا کے کرم سے مری تقدیر بنی ہے

کیونکر نہ مدینے کے تقدس پہ ہو قربان
مومن کی یہی اصل میں حب الوطنی ہے

اظہار پہ کچھ ایسا کرم ہوگیا ان کا
عالم میں غلامی کی صدا سب نے سنی ہے

مل گیا جس کو ترا دراسے ایمان ملا
فضل ربی سے ہمیں صاحب قرآن ملا

وہ ملا ملنے سے جس کے ہمیں ملتا ہی رہا
جس طرف دیکھئے سرکار کا فیضان ملا

تو نہ ملتا تو زمانے کو بھلا کیا ملتا
ترے ملنے سے ہمیں حق ملا عرفان ملا

جس کو جو کچھ بھی ملا صدقے میں تیرے ہی ملا
فیض صدیق و عمر حیدر و عثمان ملا

کیا ملا کیسا ملا تیرے کرم سے یہ ملا
شاہ سمنان ملا ہند کا سلطان ملا

اک تڑپ تھی مرے سرکار کبھی آئیں گے
خانۂ دل کو مقدر سے وہ مہمان ملا

کوئی پرواہ نہیں مل گیا ان کا دامن
پھر ملا کتنا ملا عشق کا سامان ملا

ایک اظہار نہیں ان کے کرم سے سیراب
سب کو آقا نے دیا جو بھی پریشان ملا

نصیب کھلتا ہے سرکار کے طفیل ضرور
ہے تاجور جسے ملجائے نعل پاک حضور

نہیں ہے کوئی جو باہر ہوا ان کی رحمت سے
کرم میں آقا کے سارا جہان ہے محصور

خدا دعا کو وسیلہ سے کرتا ہے مقبول
بغیر ان کے وسیلہ دعا ہے نامنظور

جلا لیا ہے محبت کا اک دِیا دل میں
کہ جس نے تیرگی قلب کو کیا پرنور

پکارا جس نے بھی بحر الم کے طوفاں میں
وہ پاگیا ہے کنارا وہ ہوگیا منصور

ہے عشق سید عالم کا اِک بڑی نعمت
کہ جس سے ملتا ہے قلب و جگر کو سچا سرور

وہ دل ہے کعبہ کہ جس دل میں آپ ہیں موجود
وہ دل خدا کی تجلی سے ہو گیا معمور

ہے التجا یہی اظہار کی مرے آقا
کرم ہمیشہ رہے میں رہوں قریب کہ دور

ابرِ کرم وہ آپ کا برسا نہیں کہاں؟
جل تھل ہے آپ ہی کی تجلی سے کُل جہاں

سرکار کے کرم نے نوازا ہے کس قدر
رہتا غلام ہے جہاں ہوگا کرم وہاں

جلوہ ہی جلوہ چھایا ہے ہر سو جہان میں
میرے حضور کی ہیں یہ ساری تجلیاں

کوئی رہے کہیں رہے لیکن رہے غلام
پھر اس کے کام آئے گی محشر میں نیکیاں

مقصودِ کائنات ہیں اور اصلِ کائنات
سب کچھ انہیں کا صدقہ ہے جو کچھ بھی ہے عیاں

کرتے ہیں انبیا مرے آقا کا احترام
نبیوں کی ہر کتاب میں رفعت کا ہے بیاں

منجدھار میں پکارا ہے جس نے رسول کو
ان کی مدد نے کر دیا کشتی رواں دواں

سرکار ہو نگاہ کرم حال زار پر
سب کچھ عیاں ہے آپ پہ ہے دل میں جو نہاں

میرے حضور آئے تو پھر آگئی بہار
ورنہ زمانے بھر میں تھا بس موسم خزاں

بتلا سکے گا کون ہے کیا شان و مرتبہ
بیشک ہے ذات آپ کی ہی ختم مرسلاں

امت رسول کی بھی بڑی خوش نصیب ہے
اظہار فکر کیوں کرے آقا ہیں مہرباں

عظیم ایسے کہ سیرت کی ہر ادا ہے عظیم
ملی ہے جس کو غلامی تو وہ ہوا ہے عظیم

کلیم دیکھیں یہ ہے شان مصطفیٰ کا کمال
کہ جس نے کر دیا منبر کو اور حجر کو کلیم

حکیم وہ کہ جسے دردِ مصطفیٰ ہو جائے
یہی ہے اہل محبت کے درد دل کا حکیم

نعیم خلد کو نظروں میں وہ بسائے کیوں
درِ رسول ہو جس کے لئے بھی خلد نعیم

منجدھار میں ڈوبے نہ کہیں میرا سفینہ
للہ کرم کیجئے سرکار مدینہ

نبیوں میں ہے ممتاز تری ذات بلا شک
جیسے کہ نمایاں ہے انگوٹھی میں نگینہ

دیوانہ ترا دل میں بسائے گا نہ دنیا
اُس دل میں ترے عشق کا رکھا ہے دفینہ

آقا کے کرم کے لئے کچھ شرط نہیں ہے
خالی نہیں رحمت سے کبھی کوئی مہینہ

جس دل میں محبت مرے سرکار کی ہو گی
پائے گا وہی اصل میں ایماں کا خزینہ

اظہار ہے محتاج ترے لطف وعطا کا
پاجائے ترے عشق و محبت کا قرینہ

تڑپ رہاہوں دیار نبی میں پہنچوں کب
نصیب حاضری موقوف ہے وہ چاہیں جب

گناہ گار ہوں، نادم ہوں اور پریشاں ہوں
کرم ہی زیست کا ہو جائے گا ہمار اسبب

درخشاں ہو گیا عالم حضور کے صدقے
نہ ہو گا کوئی بھی محروم گر ہے جوش طلب

غلام جب بھی پکارے گا "یا رسول اللہ"
مدد کو آئیں گی سرکار کی عطائیں تب

نہیں ہے جود و عطا کی مثال عالم میں
نوازشوں نے نوازا ملا جو تشنہ لب

تھے مدح خوان نبی سارے انبیاء بے شک
ہوا نہ آپ کے جیسا نہ اور ہو گا اب

ملی ہے دولت عقبیٰ سبھی کو چوکھٹ سے
کرم ہو عاصی اظہارؔ پر بھی شاہ عرب!

غلامیِ شہِ بطحا پہ ناز کرتا ہوں
اسی وسیلہ سے اپنی مراد پاتا ہوں

میں فکر کیوں کروں محشر میں حال کیا ہوگا
جب ان کا عشق میں اپنے جگر میں رکھتا ہوں

بنالیا ہے فقط زندگی کا اک عنوان
کہ نام پاک پہ ہر لمحہ ان کے جیتا ہوں

غرض ہے کیا جو رکھوں الفتیں زمانے کی
بس ان کی یاد کو دل میں بسائے رہتا ہوں

تجلیوں سے فروزاں ہے کائنات سبھی
اُنہیں کا جلوہ ہے ہر سو جدھر بھی جاتا ہوں

ملا ہے رزق زمانے کو تیری چوکھٹ سے
ہوں خوش نصیب شب و روز در سے پلتا ہوں

گناہگار و خطاوار ہے بہت اظہر
مگر کرم ہے بڑا جب نظر اٹھاتا ہوں

نیناتڑپت ہے طیبہ نگر کے لئے اب بلا لو مجھے اپنے دوار
چین آتا نہیں دل پریشان ہے میرا جی ہے بہت بے قرار
تاجدار جہاں ہو کرم آپ کا ایکبار
ہو کرم آپ کا ایک بار

اپنی بپتا کسی اور سے کیا کہوں ترے ہوتے ہوئے غیر کو کیوں تکوں
تو ہے محبوب رب تو ہے شاہ عرب سب کو ملتا ہے تجھ سے قرار
فخر کون و مکاں ہو کرم آپ کا ایک بار
ہو کرم آپ کا ایک بار

ہند میں جیرا مورا لگتا نہیں کوئی اپنا لگے ایسا لگتا نہیں
اپنے داسی پہ کرپا کی ہو اک نظر زندگی میں ہوا سکے نکھار
ختم پیغمبراں ہو کرم آپ کا ایک بار
ہو کرم آپ کا ایک بار

قافلہ حاجیوں کا میں دیکھا کیا حسرت و یاس سے ان کو تکتا رہا
کاش در سے اجازت عطا ہو مجھے تاکہ آجائے من کو قرار
راحت عاشقاں ہو کرم آپ کا ایک بار
ہو کرم آپ کا ایک بار

اپنے اظہار کی لیجئے اب خبر کتنا بیتاب ہے اسکا قلب و جگر
جذبۂ شوق پر ہو جو لطف و کرم اس کے جیون میں آئے بہار
نازش مرسلاں ہو کرم آپ کا ایک بار
ہو کرم آپ کا ایک بار

ذکر نبی میں مست ہیں ارض وفلک الگ الگ
پائی ہے در سے آپ کے سب نے چمک الگ الگ

سارے چمن کا حسن ہو یا ہو بہار گلستاں
صدقے میں ان کے مل گئی سب کو مہک الگ الگ

نعت نبی نے دیدیا قلب وجگر کو روشنی
جن کے طفیل نور کی پھیلی دمک الگ الگ

پہنچے بلندیوں پہ وہ جو بھی ہوئے ترے غلام
چاروں طرف عروج کی جن کی دھمک الگ الگ

گلشن فاطمی کے پھول کتنے ہی بے مثال ہیں
نور نبی کے نور کی پائی جھلک الگ الگ

اظہاؔر فکر کیوں کرے محشر میں ہوتے آپ کے
جلوہ تمہارا دیکھ کر ہوگی لپک الگ الگ

مظہر ذات کبریا جلوہ اگر دکھائیں تو
خانۂ دل میں آئیں تو کعبہ اسے بنائیں تو

میری نگاہ منتظر جلوۂ حق نما کی ہے
ہوگا کرم مرے حضور پردہ اگر اٹھائیں تو

ذکر نبی سے کیوں ہو رنج ذاکر ہو جس کا خود خدا
ذکر نبی ہے دل کی عید کیو نکر نہ ہم منائیں تو

میری خطائیں کچھ نہیں تیری عطا کے سامنے
تجھ سے ہے اپنی زندگی آقا! اگر بچائیں تو

کب ہو مرے نصیب میں جانے مدینے کا سفر
مشکل نہیں ہے حاضری آقا اگر بلائیں تو

خالق دو جہان نے مالکِ کل بنا دیا
ان کے ہی در سے ہوگا سب ان کو ذرا منائیں تو

شاعر بے نوا کی ہے بس یہی ایک آرزو
خوشیوں کے دن پھر آئیں گے نقش قدم جو پائیں تو

عشق سرکار دو عالم جسے مل جاتا ہے
وہ یقیناً مرے سرکار کا کہلاتا ہے

صحبت رحمت عالم میں رہا کرتے تھے جو
آج تک اُن کرم قلب کو چمکاتا ہے

گلشن عشق نبی سے ملی خوشبو جسکو
آج بھی سارے زمانے کو وہ مہکاتا ہے

وہ علم جو کبھی فاران پہ لہرایا تھا
آج دنیا میں وہ کس شان سے لہراتا ہے

کتنے بے مثل ہیں ایماں کی حرارت والے
جذبۂ عشق ہی ایمان کو گرماتا ہے

نہ ہوا اور نہ ہوگا کوئی ایسا غمخوار
حشر کی دھوپ میں رحمت کو جو برساتا ہے

حوصلہ مل گیا اظہار کو چوکھٹ سے تری
کہ مصیبت میں کرم آپ کا پا جاتا ہے

مرے حضور کی نظر کرم ہوئی جس پر
وہی ہیں آج زمانے کے بالیقیں رہبر

تمہارے حسن بیاں کا کمال کیا کہنا
ہوا ہے سب پہ اثر موم ہو کہ ہو پتھر

بنایا جس نے بھی عشق نبی سے دل کعبہ
نہ پوچھ کتنا ہوا ہے عروج قلب وجگر

تمام فکر و الم سے نجات مل جائے
جبین عشق اگر پائے تیرا سنگ در

نہ ہوگی فکر سر حشر جو ہوئے ہیں غلام
خود ان کی فکر میں جب ہوں گے شافع محشر

ضرور دیکھوں گا طیبہ کی ہر بہار کو میں
ہے ناز عاصی اظہار کو عطاؤں پر

کرم ہو یا رسول اللہ! پریشانی نہیں جاتی
ہے دل آباد لیکن اس کی ویرانی نہیں جاتی

کسی کے زہد و تقوی سے بھلا ہم کو غرض کیا ہے
کرم ہے جو گناہوں کی پشیمانی نہیں جاتی

وفور عشقِ سرکارِ دوعالم میں ہوا جو دل
یہ بحرِ عشق ہی ہے جس کی طغیانی نہیں جاتی

زمانہ پل رہا ہے آج تک سرکار کے در سے
یہ وہ در ہے کبھی جس در کی مہمانی نہیں جاتی

نہ ہوگا خوف دنیا کے حوادث کا غلاموں کو
کہ جب ہر حال میں ان کی نگہبانی نہیں جاتی

تجلی سے فروزاں ہوگئے شمس و قمر انجم
نبی کے نور کے جلووں کی تابانی نہیں جاتی

نہ تھی کچھ حیثیت لیکن مرے آقا کی نظروں سے
ہوئے سلطان ایسے جنکی سلطانی نہیں جاتی

علاج زندگی دے دی جہالت کی تباہی میں
مسیح ایسے کہ درد و غم کی درمانی نہیں جاتی

کرم ہو پر خطا اظہارؔ پر اے رحمت عالم
ملے وہ روشنی جس کی درخشانی نہیں جاتی

شاہی سے بھی بہتر ہے ترے در کی غلامی
دیتے ہیں ملائک جہاں ہر لمحہ سلامی

انداز تخاطب میں ترے جیسا کہاں ہے
قربان لب پاک پہ ہے حسنِ کلامی

ہے سارے زمانے کو غرض سید کل سے
ہر دل کی صدا بنتی ہے جس در کی پیامی

فیضان کرم سے نہیں محروم ہے کوئی
ہے سب پہ کرم چاہے شہنشاہ ہو کہ عامی

جنت کو شرف مل گیا آقا کے قدم سے
بے مثل ہے معراج کا انداز خرامی

ہر قلب فروزاں ہوا اظہار کرم سے
ہندی ہو حجازی ہو کہ جیلانی وشامی

ہر طرف چھایا ہوا ہے فیضِ فیضانِ رسول
ملتا ہے اہل بصیرت کو ہی عرفان رسول

زندگی کی سانس میں عشق نبی ہو جلوہ گر
جان و دل، قلب و جگر سب کچھ ہے قربان رسول

پرخطا ہوتے ہوئے بھی خوش نصیبی ساتھ ہے
اپنی امت کو نہ بھولیں ہے یہ احسان رسول

حشر کی گرمی سے دیوانوں کو کیونکر خوف ہو
دیکھ کر دیکھا کریں گے روئے تابان رسول

حب اہل بیت سے جو دل مدینہ ہو گیا
اس پہ رحمت کا ہے سایہ ہے یہ فرمان رسول

وہ تبسم جس پہ نازاں ہو گئی ہر روشنی
کس قدر پرنور ہیں بیشک وہ دندان رسول

ہے یہی در اصل معراج محبت کی دلیل
جو ہوا مشہور عالم میں ثناخوان رسول

مرتے دم تک عاصی اظہار کی ہے یہ دعا
یاالٰہی! ہاتھ سے چھوٹے نہ دامان رسول

در رسول پہ جانا بچھا بچھا کے پلک
جھکا ہے سارا جہاں مہر وماہ وارض وفلک

ہوئے ہیں ساقی کوثر سے شاد کام سبھی
کرم سے چھوٹا نہیں کوئی جن وانس وملک

بہار ایسی کہ ساری بہار ہو قرباں
کہاں سے لائے گا طیبہ کے مثل کوئی چمک

جو مانگنا ہے وہ مانگو ملے گا در سے ضرور
کریم ایسے کہ جنکا کرم ہے محشر تک

ملے گی اُن کے توسل سے نعمت دارین
مگر ہے شرط یہی دل میں عشق کی ہو لپک

خزاں رسیدہ چمن میں قدم سے آئی بہار
جو پائی گل نے پسینہ سے آپ کے وہ مہک

کتنا عظیم حسن تمنا کا ہے سوال
اے کاش میں بھی دیکھوں سراپائے لازوال

وہ جنکے دم سے گلشن ہستی میں ہے بہار
سب کچھ انہیں کا صدقہ ہے پائے ہیں جو کمال

ہو جائے اک نگاہ کرم مجھ غریب پر
محتاج ہوں تمہارا تمہیں دیکھو میرا حال

فیض و سخا کی دھوم ہے سارے جہان میں
پیدا ہوا نہ مثل نبی کوئی بے مثال

کل تک جو بے شعور تھے کیسے سنور گئے
سب اُن کی پیروی سے ہوئے کتنے خوش خصال

مجبور ہوں غریب ہوں کچھ بھی سہی مگر
ہو گا کرم سے دور یقیناً ہر اک ملال

اظہؔار آرزو یہی کرتا ہے روز و شب
ذکر نبی کے صدقے میں ہو جائے خوش مقال

سار اعالم ترے جلووں کا تمنائی ہے
ہو گیا جس پہ کرم وہ ترا شیدائی ہے

پھول تو پھول ہے کانٹوں نے بھی چومے ہیں قدم
مرے سرکار کی ہر شان میں یکتائی ہے

خوش نصیبی سے غلامی جو مری ہو مقبول
پھر تو معراجِ تمنا مری بر آئی ہے

صبح طیبہ کی یہ نورانی ضیا کہتی ہے
اب تو ہر ذرے میں ایک انجمن آرائی ہے

تیرا دیوانہ بھلا غیر کے در کیوں جائے
آج تک بھیک فقط در سے ترے پائی ہے

عشق سرکار مدینہ کا بسا نا دل میں
بالیقین اہل محبت کی یہ دانائی ہے

کبھی محروم نہیں ہوتا کہیں بھی کوئی
کس قدر اوج پہ رحمت کی گھٹا چھائی ہے

پاس کچھ بھی نہیں اظہار غلامی کے سوا
سچ تو ہے بس یہی نسبت کہ جو کام آئی ہے

پھولوں کی دلکشی نہ ستاروں کی انجمن
مل جائے کاش مجھ کو غلامی کا پیرہن

اک بے شعور پر جو کرم کی عطا ہوئی
پھر رحمتوں کے سائے میں وہ ہو گیا مگن

سرکار کے طفیل سے ایمان مل گیا
قربان نام پاک پہ ہیں میرے جان و تن

مختار دو جہاں ہیں وہ محبوب ذوالجلال
ہر لمحہ ان پہ رحمت یزداں ہے موجزن

جو دل جھکا ہوا ہے ترے در کے سامنے
کتنا عظیم ہو گیا الفت کا یہ چلن

عنوان زندگی میں کوئی روشنی نہ تھی
لیکن کرم سے سونے دلوں میں ہوئی پھبن

میں ان کا نام لیوا ہوں کچھ ڈر نہیں مجھے
اب گردش زمانہ بھی لگتا ہے بے وزن

سودائے عشق بھی بڑی نعمت خدا کی ہے
اس تحفۂ عروج میں کتنی ہے بانکپن

ایسا عمل کہاں ہے؟ کہ اظہار کر سکوں
مالا تمہارے نام کی جپتا ہوں من ہی من

گردشِ فکر و الم میں شیشہ دل چور چور
اب تو ہو جائے کرم کی اک نظر میرے حضور

فضل ربی سے ملا ہے جسکو دامانِ رسول
وہ یقیناً ہو گیا اہل خرد میں باشعور

عزم محکم چاہیئے ان کی غلامی کے لئے
قربِ سرکارِ مدینہ پھر نہ ہو گا اس سے دور

قبر میت میں کوئی بھی پوچھنے والا نہیں
ہے کرم سرکار کا آئیں گے جو سب کے قبور

مست اب کیونکر نہ ہوں سارے غلامانِ نبی
ذکرِ پاکِ مصطفیٰ ہے قلب مومن کا سرور

عشق میں تیرے گذاری جس نے ساری زندگی
ہو گیا روشن مقدر پالیا اس نے تو نور

ہر طرف لطف و عطا کے فیض کا اظہار ہے
عاصیِ امت پہ آقا کا کرم ہو گا ضرور

محو حیرت ہے زمانہ ان کا جلوہ دیکھ کر
مل گیا ایمانِ کامل اُن کا چہرہ دیکھ کر

مل گیا ہے دل کو اطمینان اور آنکھوں کو نور
اُن کا روضہ دیکھ کر اور شانِ طیبہ دیکھ کر

دے دیا اللہ نے ساری خدائی ہاتھ میں
جھک گئی ان پر خدائی ایسا قبضہ دیکھ کر

ظلم کے بدلے کیا سرکار نے ان پر کرم
پڑھ لیا کلمہ نبی کا ایسا بدلہ دیکھ کر

جب کبھی تقدیر میں ہو گی حرم کی حاضری
ہو گا اظہارؔ مسرت شہر مکہ دیکھ کر

منتظر تارِ نفس ہے تم کو پانے کے لئے
در پہ حاضر ہے ترے خود کو لٹانے کے لئے

بے بسی اور بے کسی میں لڑکھڑائے جب قدم
ہو گیا ان کا کرم مجھکو اٹھانے کے لئے

حشر کی پرواہ کیوں ہو عاصی امت کو اب
رحمۃ للعالمین ہوں گے بچانے کے لئے

میرے حالِ زار سے واقف ہے وہ مولائے کل
ہے کہاں زورِ بیاں کچھ بھی سنانے کے لئے

تیرا دربار مقدس ہے غلاموں کی نجات
میں بھی مجرم ہو کے حاضر ہوں منانے کے لئے

ہو گیا روشن تمہارے نور سے قلب و جگر
اب تو آساں ہو گیا جلوہ بسانے کے لئے

جبکہ عالم میں اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا
آ گیا ان کا قدم ظلمت مٹانے کے لئے

ظلم واستبداد کے ماحول میں چمکا وہ نور
آیا ہے عظمت نشاں باطل ہٹانے کے لئے

ہے یقیں ہو گا کرم سرکار بطحا کا ضرور
دل سجا کے رکھا ہے تشریف لانے کے لئے

وہ کبھی بکتا نہیں جو ہو گیا تیرا غلام
زور باطل لاکھ سر پٹکے لبھانے کے لئے

سبز گنبد کے مکیں! فریاد ہے فریاد ہے
دل تڑپتا ہے مرا طیبہ کو آنے کے لئے

ہے تمنائے دلی اظہار کی سوئے حرم
زندگی ہو وقف میری آنے جانے کے لئے

نہیں ہے حسن و جمال نبی کا کوئی جواب
عروج ان کے قدم کا بنا ہوا ہے رکاب

ہزاروں ظلم پہ رحمت کے پھول برسائیں
نہیں زمانے میں ان کے کرم کا کوئی حساب

بیاں کرے مرے آقا کی شان کو قرآں
نہ ہوگا ہوتے ہوئے ان کے اب کسی پہ عتاب

مرے حضور ہیں رب جلیل کے مظہر
انہیں سے گلشنِ ہستی میں چھا گیا ہے شباب

اسی کو سارے زمانے میں سر خروئی ہے
نبی کے عشق میں جو دل ہوا ہے جل کے کباب

خدا نے آپ کو اپنا "حبیب" فرمایا
کسی رسول و نبی کو ملا نہ ایسا خطاب

رضائے مولیٰ کو لازم ہے حبِّ ذاتِ رسول
اگر نہیں ہے محبت تو عاقبت ہے خراب

کرم ہو عاصی اظہؔار پر ملے توفیق
تمام عمر اکٹھا کروں میں خیر و ثواب

یا حبیبی یا رسول اللہ کرم فرمائیے
ہے کہاں تیرے سوا میرا کوئی بتلائیے

زندگی کو مل گئی ہے بالیقیں تجھ سے بہار
اب غلاموں کے لئے آجائیے آجائیے!

ایک مدت سے تمنا ہے ترے دیدار کی
ہے مری آنکھوں پہ جو پردہ اسے سرکائیے

تیرے جلوؤں میں ہی کھوجانا ہے اصل زندگی
آرزوئے شوق پر اپنا کرم دکھلائیے

کیسا ہوں لیکن گدائے کوچہ در ہوں ترا
خوش نصیبی ہے میسر گر نہ اب ترسائیے

کر کے وابستہ غلام سید کونین سے
عالم بالا میں اپنا نام پھر لکھوائیے

اے مرے سرکار ہوا ظہار پر چشم کرم
آپ اپنے عشق سے دل کو مرے گرمائیے

ذکر میں سید عالم کے جو دل شاد ہوا
پھر تو رحمت کی بہاروں سے وہ آباد ہوا

قلب میں جس کے بھی سرکار مدینہ نہ رہیں
سچ تو یہ ہے کہ وہ ہر حال میں برباد ہوا

کوئی دولت بھی کبھی موت کی ساتھی نہ بنی
اک غلامی کا عمل تھا کہ جو ہمزاد ہوا

فضل ربی سے جسے دامن سرکار ملا
پھر تو ہمت ہے جواں جیسے کہ فولاد ہوا

دیکھنے والے فقط دیکھا کئے تیرا جمال
یہ ملاحت یہ ترا حسن خداداد ہوا

اس پہ سرکار کا ہو جائے گا اظہار کرم
غوث کے عشق میں دل جس کا بھی بغداد ہوا

کرم فرمایئے ہم پر خدارا یا رسول اللہ!
تمہیں ہو ہم غریبوں کے سہارا یا رسول اللہ!

تری دہلیز سے فضل و کرم کی آس قائم ہے
کہاں تک میں پھروں گا مارا مارا یا رسول اللہ!

نہ ہو گا یہ کبھی غیروں کے در پر ہاتھ پھیلاؤں
تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا یا رسول اللہ!

کہاں تک ہر ستم سہتا رہوں گا ایک دن آخر
نہ ہو گا تیری رحمت کو گوارا یا رسول اللہ!

ملے گی روشنی تاریک دل کو تیرے جلوؤں سے
جو ہو لطف و کرم کا ایک اشارا یا رسول اللہ!

نہ ہو محروم دشمن بھی کرم ایسا تمہارا ہے
یہ انداز کرم ہے کتنا پیارا یا رسول اللہ!

ترے ہوتے ہوئے کیونکر پریشاں حال ہیں آقا!
نہ لو اب امتحاں کچھ بھی ہمارا یا رسول اللہ!

بھروسہ امت عاصی کو ہے تیری نوازش پر
مدد کو آگئے جب بھی پکارا یا رسول اللہ!

بھنور میں کشتی اظہآر ہے پھر بھی اسے کیا غم
جو تم چاہو تو مل جائے کنارا یا رسول اللہ!

بہار خلد کیا ہو گی مدینے کی ہے جو باتیں
جہاں نوری ضیا پھیلی ہے وہ طیبہ کی ہیں راتیں

گھٹائیں رحمت یزداں کی چھائی ہیں مدینے میں
کوئی محروم کیوں ہو گا جہاں پر رحمتیں برسیں

طفیل سید عالم سے روشن ہو گیا ذرہ
جسے سارے ولی غوث و قطب ابدال بھی چومیں

یہ وہ طیبہ کی گلیاں ہیں جہاں ایمان ملتا ہے
اسی ارض مقدس پر فرشتے رات دن گھومیں

اگر قسمت سے پہنچے پُر خطا اظہارؔ طیبہ میں
تو اس کی زندگی میں بھی بہاریں ٹوٹ کر آئیں

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وصف جمال سید عالم ہے خوب تر
پیدا نہیں ہے مثل تمہارے کوئی بشر
جھنڈا ترے عروج کا ہے عرش فرش پر
جلوہ تمہارا دیکھ کے بولے یہ دیدہ ور

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

عرش بریں بھی آپکے زیر قدم ہوا
سارے جہاں پہ آپ کا فیض اتم ہوا
ساری بلندیوں پہ تمہارا قدم ہوا
سیرت تمہاری دیکھ کے بس یہ رقم ہوا

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

صورت ہے لاجواب تو سیرت ہے بے مثال
تجھکو عطا کیا ہے خدا نے ہر اک کمال
ثانی نہیں ہے دہر میں تیرا ہے جو جمال
مدحِ رسول پاک میں بے مثل ہے یہ قال

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کتنی عظیم شان ہے قرآں ہو جس کی ذات
آیات سے نمایاں ہیں آقا کی سب صفات
بن جاتی ہے حدیثِ محمد خدا کی بات
پائی ہے مشکلات سے ان کے سبب نجات

لا یمکن الثناء کما کان حقہ ﷺ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

چھایا ہوا ہے گردش ایام کا جو زور
دے دو مرے حضور! پھر اسلاف کا وہ دور
ہر سمت اٹھ رہا ہے شقاوت کا ایسا شور
تیرے کرم کے بعد جہاں میں نہیں ہے اور

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکر تمہارا نام جدھر جارہا ہوں میں
جلوہ تمہارا چاروں طرف پارہاہوں میں
تیرے کرم سے فیض کرم لے رہاہوں میں
پڑھ کر تمہاری نعت کو خوش ہورہاہوں میں

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

رنج والم نے کردیا اب مجھ کو زارزار
میری زباں پہ نام محمد ﷺ ہے بار بار
حسن عطا سے ہے دلِ اظہار میں نکھار
جو چاہو آئے گلشن ہستی میں پھر بہار

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حسن سراپا نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
شافع محشر، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نکہت گل ہے تیرا تصدق، فیض رساں ہے تیرا دامن
تیرا کرم ہے سب سے اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ارفع واعلیٰ ذات ہے تیری رحمت یزداں ساتھ ہے تیرے
نبیوں میں ہے تو ہی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

زخم جگر ناسور ہوا ہے کس کو بتاؤں اپنی حالت
عشق تمہارا ہو گیا مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

بگڑی بنا دے اے مرے آقا سارے جہاں کا تو ہے داتا
تیری نظر کے طالب ہیں ہم صلی اللہ علیہ وسلم

شمس وقمر ہو یا ہو انجم بھیک تمہارے در سے لی ہے
تیری ادا ہے کتنی معظم صلی اللہ علیہ وسلم

نور ہدایت سب نبیوں نے عالم میں گو پھیلائے ہیں
پھر بھی تمہیں ہو ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

پھیلا ہوا ہے تیرا جلوہ جس نے کیا ہے دل کو اجالا
تجھ سے ملا ہے جلوۂ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

سن لے مری فریاد کو آقا تیرے سوا اب کون ہمارا
دور بھی کر اظہار کا ہر غم صلی اللہ علیہ وسلم

مقصود کائنات ہیں سرکار بالیقیں
ان کے بغیر کچھ بھی ملے ایسا تو نہیں

دیکھا جمالِ سیدِ عالم تو یوں کہا
سارے جہاں میں تم سا نہیں ہے کوئی حسیں

کتنا سجا کے رکھا ہے دل کو ترے لئے
آجایئے حضور! مرے دل کے اب قریں

فضل وکمال ایسا کہ جس کا نہیں جواب
ہوتی ہے مدح ہر جگہ ہو عرش یاز میں

تیری رضا پہ ہوگیا عالم کا ہر نظام
شمس وقمر کی جھکتی ہے در پر ترے جبیں

شان نبی کو دیکھ کے جبریل نے کہا
ایسے سراپا نور کو دیکھا نہیں کہیں

اظہآر پر خطا پہ کرم کی نظر رہے
تیرے تصوراتِ کرم دل میں ہیں مکیں

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله صلوا علیه وآله

ہوا جو غلام محمدی اسے کیوں رہے گی کوئی کمی
مرے رب نے ایسا دیا نبی کریں ذکر ان کا سبھی یہی

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله صلوا علیه وآله

یہ شرف نہیں ہے تو اور کیا ہوا عرش پر جو قدم ترا
نہیں ہے عروج کی انتہا تری شان میں ہے یہی صدا

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله صلوا علیه وآله

تری ذات رحمت دو جہاں ترا نام شافع عاصیاں
تو حبیب خالق انس وجاں یہی ذکر کرتا ہے کل جہاں

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله صلوا علیه وآله

ترا ذکر نور ہے چار سو، کہ ملائے بندے کو رب سے تو
نہیں کوئی ایسا ہے ماہ رو، تو ہی ہر بشر کی ہے آبرو

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله صلوا علیه وآله

ملی مردہ قوم کو زندگی، جو دیا سلیقہ بندگی
ترے در سے پائی ہے آگہی نہیں تیرے جیسا ہوا کوئی

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

ترا وصف وصف کمال ہے، تری ہر ادا میں جمال ہے
نہ ترے کرم کی مثال ہے، تجھے عاصیوں کا خیال ہے

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

یہ ترے قدم کی بہار ہے کہ ہر اک چمن میں نکھار ہے
ترے عشق کا یہ خمار ہے، جو یہ کہہ کے تجھ پہ نثار ہے

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

ترے در پہ شاعر بے نوا ہے لئے کھڑا یہی التجا
ترے عشق میں ہو جلا عطا نہیں ماسوا ہے ترے مرا

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

محبوب ہو تم ایسے کہ محبوب خدا ہو
رحمت تری ایسی کہ کبھی بھی نہ جدا ہو

ہاں تیری حقیقت بھلا معلوم کسے ہے
اللہ کو معلوم ہے تم اصل میں کیا ہو

مختار دو عالم! تری سرکار بڑی ہے
محتاج تیرا کہتا ہے کچھ اور عطا ہو

کھل جائے گی تقدیر فقط اذن کرم سے
ہر شے تری محکوم ہے تم ایسے شہا ہو

مضبوطیِ ایمان کو لازم ہے محبت
یہ ہے تو پھر ایمان کو ہر وقت جلا ہو

اللہ نے بخشا ہے اثر نام میں تیرے
ٹل جاتی ہے بس نام سے جیسی بھی بلا ہو

محروم کبھی ہو نہیں سکتا سر محشر
ہے شرط کہ آقا سے فقط عہد وفا ہو

بگڑی کو بنادے مرے سرکار مدینہ!
اظہار پہ ہو جائے کرم تیرا بھلا ہو

دو عالم کے سرکار نظر کرم ہو نہیں ہے زمانے میں کوئی ٹھکانا
تمہیں آسرا ہو، تمہیں زندگی ہو، تمہیں سے ہمیں زندگی ہے بنانا

دکھا دیجئے پھر وہی پیارا جلوہ کہ جس سے ملی روشنی کل جہاں کو
بھٹکتا رہوں گا اندھیرے میں کب تک ہمیں بھی خدارا وہ جلوہ دکھانا

ہیں باد مخالف کے ہر روز جھونکے، کہیں وہ اڑا دیں نہ میرا نشیمن
مری بے بسی پر جو نظر کرم ہو تو طوفاں سے مشکل نہیں ہے بچانا

بسائے گا یاد نبی کو جو دل میں یقیناً وہی کعبۂ دل بنے گا
ضیائے جمالِ رسولِ مکرم یہی نور ایماں کا ہوگا بہانا

جو قسمت سے تیرا مدینے ہو جانا جو ان کی گلی سے کبھی ہو گذرنا
تو ذرّاتِ طیبہ لبوں سے لگانا، عقیدت محبت کے سجدے لٹانا

مدینے کی پیاری سہانی وہ راتیں جہاں پر خدا کی برستی ہے رحمت
ہے سچی عقیدت تو پائے گا رحمت نبی کی محبت کو دل میں جمانا
تڑپتا ہے اظہار نظر کرم ہو بلا لیجئے اپنی چوکھٹ پر آقا
مرے دین و دنیا کے مالک تمہیں ہو، تمہیں سے یقیناً ہے قسمت جگانا

اہل دنیا سے نہیں ملتا ہے نفرت کے سوا
کچھ نہیں چاہئے سرکار کی قربت کے سوا

غم و آلام کا ماحول مٹانے کے لئے
راستہ کوئی نہیں ہے تری رحمت کے سوا

علم رکھتے ہوئے بے نور ہوئے ہیں کتنے
روشنی ملتی نہیں راہ طریقت کے سوا

مرتبہ سید عالم کا بتائے اللہ
کون سمجھے گا بھلا؟ اہل محبت کے سوا

دل بے تاب مرا دیتا ہے آواز تمہیں
پاس تو کچھ بھی نہیں ایک عقیدت کے سوا

سارے اعمال میں ہے شرط غلامی ان کی
حشر میں کام نہ کچھ آئے شفاعت کے سوا

پل رہی ہے ترے فیضان کرم سے دنیا
ایسا اعجاز کہاں شان سخاوت کے سوا

اپنے اظہاؔر کو پروانۂ بخشش دے دو
کچھ نہیں رکھتا ہے یہ آپ کی نسبت کے سوا

قلب و جگر میں وہ نہ ہوں بندوں کی بندگی نہیں
ان کے بغیر زندگی اپنی یہ زندگی نہیں

یوں تو ہجوم آرزو پھر تا رہے تلاش میں
پایا جو ان کو روبرو پھر تو کوئی کمی نہیں

ذکر رسول کے طفیل ملتی ہیں سرفرازیاں
ان کا کرم اگر نہ ہو موت ہے زندگی نہیں

لذت عشق کی خوشی پاتے ہیں خوش نصیب ہی
ان کی خوشی سے ہر خوشی ورنہ خوشی خوشی نہیں

بزم نشاط و کیف کی گرچہ سجی ہے انجمن
جس پہ نہ ہو نگاہ ناز سب کچھ ہے دلکشی نہیں

مقصد اولیں ہے ذات کتنی عظیم ہیں صفات
اعجاز نقش پا ہے یہ تاج سکندری نہیں

فکر و الم کے کرب نے جب بھی پکارا آپ کو
رحمت لازوال سے اب کوئی بے کلی نہیں

ہے قلب و جگر آپ پہ قرباں مرے آقا
ہو جائے تری رحمت باراں مرے آقا

آنکھوں میں بسائے تھے محبت کے جو موتی
ہیں تیری نوازش سے درخشاں مرے آقا

ناکام ہوں مجبور ر ہوں پرواہ نہیں ہے
ہر غم تری الفت میں ہے شاداں مرے آقا

اندازِ کرم دیکھ کے حیراں ہے زمانہ
خاموشی لب پر ترا فیضاں مرے آقا

جلوؤں کی بہاروں میں کہاں ہوش رہا ہے
ہے تیرے تصور کا چراغاں مرے آقا

بے مثل عنایت در اقدس کی ہے عادت
خود جود و سخا ہو گئی رقصاں مرے آقا

دنیا کے اندھیروں کی چمکنے لگی قسمت
ہے آپ کی آمد سے فروزاں مرے آقا

ہے ذات تری عالم ہستی کا وسیلہ
تم عالم امکاں کے ہو سلطاں مرے آقا

بے شک ترے اظہار کرم کا ہے یہ اعجاز
پتھر بھی تکلم میں نمایاں مرے آقا

عشق سرکار مدینہ سے سجا رکھا ہے
دل کو پھر کعبہ دل اپنا بنا رکھا ہے

پھر کوئی حسن بھلا اپنی نگاہوں کو جچے
صبح طیبہ کی بہاروں کو بسا رکھا ہے

رفعت سید عالم کی نہیں کوئی مثال
سارے نبیوں نے یہی سب کو بتا رکھا ہے

یوں تو نبیوں کو ملی دولت عرفان مگر
شان محبوب کو ان سب میں جدا رکھا ہے

سارے اعمال کی ہیں جان رسول عربی
یاد سرکار کو سینے سے لگا رکھا ہے

جن کے تلؤوں پہ تصدق ہے دو عالم کی خوشی
خانۂ دل میں فقط صلِّ علیٰ رکھا ہے

آتش عشق کا اظہار عقیدت کے خلاف
جو دبائے نہ دبے اس کو دبا رکھا ہے

رحمت دو جہاں ہو کرم کی نظر، میری قسمت جگانا ترا کام ہے
سارا عالم ہے محتاج دربار کا اور سب کو نبھانا ترا کام ہے
ہو خطاوار پر بھی نوازش تری یہ کرم ہے کرم ہے کرم ہے ترا
تیری رحمت پہ قرباں ہے سارا جہاں ڈوبتوں کو بچانا ترا کام ہے
عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک بس یہاں سے وہاں تک ہے قبضہ ترا
کیوں ہوں مایوس اب تیری دہلیز سے رحمتوں کا لٹانا ترا کام ہے
خالق کل نے مالک بنایا تجھے بے سہاروں کا سارا سہارا ہے تو
تجھ سے وابستہ ہے زینت کن فکاں جلوۂ حق دکھانا ترا کام ہے
یا حبیب خدا یا شفیع الوریٰ کشتی زندگی کے ہو تم ناخدا
زور طوفاں میں کتنا پریشان ہوں پار اس کا لگانا ترا کام ہے
دربدر مارا مارا کہاں تک پھروں تم ہو داتا مرے تم ہو آقا مرے
لغزشوں سے قدم اب تو اٹھتے نہیں ہم گروں کو اٹھانا ترا کام ہے
تیرے اظہار پر تیرا فیض و کرم رکھ لیا ہے غلاموں کا تو نے بھرم
کیوں رہے کوئی محروم در سے ترے جب کہ بگڑی بنانا ترا کام ہے

ترا دربار ہے دربار رحمت یارسول اللہ!
غلامی سے تری پائی ہے عزت یارسول اللہ

یقیناً فکر و غم کا سلسلہ بھی ٹوٹ جائے گا
بس اک نظر کرم کی ہو عنایت یارسول اللہ

نکھر جاتی ہے بے تابی وفور عشق کامل سے
عطا ہو ہم غریبوں کو یہ دولت یارسول اللہ

شہنشاہ زمانہ کو ملی ہے بھیک چوکھٹ سے
نہیں ہے کوئی بھی محروم نعمت یارسول اللہ

شفیع عاصیاں تم ہو انیس بے کساں تم ہو
ہمیں کافی ہے بس اک تیری نسبت یارسول اللہ

غبار راہ طیبہ کاش پلکوں کو میسر ہو
خمار عشق کی ہو جائے عادت یارسول اللہ

تمھارے عشق میں مر کر ملی ہے زندگی اس کو
سدا قائم رہے تجھ سے یہ الفت یارسول اللہ

گنہگاران امت پر کرم ہو اور نوازش ہو
بھلا کیوں فکر محشر میں ہو امت یارسول اللہ

تمھاری شوکت و حشمت کا ہے اظہار عالم میں
خدا نے ایسی بخشی شان رفعت یارسول اللہ

عشق و ایمان کا سلسلہ بایقیں...... ان کے در سے ملا
فیضیاب بہاران شرع متیں...... ان کے در سے ملا
ظلمتوں کے اندھیروں نے چمکا دیا......نوری نوری ضیا
ذوق عرفان حق کا فروغ جبیں...... ان کے در سے ملا
بس غلامی نے کامل بنایا انہیں...... کچھ نہ تھے جو کبھی
ایسے ذروں کا ہوجانا در ثمیں...... ان کے در سے ملا
فیض صدیق بھی عدل فاروق بھی اور عثماں غنی......کی ادائے سخا
باب علم نبی ذات مولیٰ علی ہر کمال مبیں......ان کے در سے ملا
جن کے صدقے میں روشن ہیں شمس و قمر......اور شام و سحر
دل کا بن جانا الفت میں نقش نگیں...... ان کے در سے ملا
نکہت گل ہو یا ہو کہ سرو چمن ......سب نے پائی پھبن
ساری شادابیوں کا مرقع حسین......ان کے در سے ملا
آسماں آسماں کہکشاں کہکشاں ......اور باغ جناں
سب پہ اظہار ہونا وقار زمیں...... ان کے در سے ملا

یاد نبی کا لمحہ لمحہ عشق ومحبت والا ہے
طوق غلامی جس کو ملا ہو پھر تو وہ عزت والا ہے

سارے زمانے کو ملتی ہے بھیک تمہاری چوکھٹ سے
ٹکڑوں پر ہر پلنے والا بے شک عظمت والا ہے

نظر کرم کا ایک اشارہ فیض رسان عالم ہے
ذرہ بھی ہوجائے درخشاں کیسا رحمت والا ہے

عشق نبی کا خانہ دل کو جس نے بنایا کاشانہ
بزم نشاط وکیف کا گلشن نور بصیرت والا ہے

شمس و قمر کا سارا اجالا ان کے قدم کی خاک کا صدقہ
حسن نوازش کا ہر پہلو رشد وہدایت والا ہے

باغ و بہار صحن گلستاں غنچہ و گل کا حسن فروزاں
شان عطا کا ہر اک جلوہ کتنی رفعت والا ہے

گنبد خضریٰ کا نظارہ نور حرارت ایماں ہے
ہر منظر تسکینِ دل جاں خوبی و فرحت والا ہے

سب پیاسوں نے پیاس بجھائی بحر عطا کی موجوں سے
پنجۂ رحمت شان کرم میں نازش برکت والا ہے

ابر کرم کے ہر قطرے نے بخشا حیات کو یہ مژدہ
جس پہ ترا اظہار کرم ہو اوج پہ قسمت والا ہے

بھنور میں میری کشتی ہے بچالو یارسول اللہ
کرم سے فکر و غم کو دور کردو یارسول اللہ

گذاروں کب تلک رنج والم میں زندگی اپنی
مجھے پیہم مصیبت سے نکالو یارسول اللہ

ستار کھا ہے اپنوں نے کہاں جاؤں مرے آقا
مری حرماں نصیبی کو مٹادو یارسول اللہ

خطاؤں میں گھرا ہوں پھر بھی تجھ سے آس قائم ہے
طفیل پنجتن مژدہ سنادو یا رسول اللہ

ملی ہے خوش نصیبوں کو ترے در کی جبیں سائی
سگ دربار میں ہم کو نبھالو یارسول اللہ

جمال گنبد خضریٰ سکون قلب مضطر ہے
ترستی چشم پرنم کو دکھادو یارسول اللہ

شکستہ ہوگئے قلب و جگر صدمات کو سہتے
نگاہ لطف سے بگڑی بنادو یارسول اللہ

تمھارے جلوۂ رحمت کا ہے اظہار عالم میں
ہمیں بھی اپنی رحمت میں چھپالو یارسول اللہ

رفعت کون ومکاں ان کے قدم کا صدقہ
زینت باغ جناں ان کے قدم کا صدقہ

تیرگی دور ہوئی نظر عنایت کے طفیل
فیض پاتا ہے جہاں ان کے قدم کا صدقہ

عشق سرکار مدینہ سے شجر اور حجر
پاگئے حسن بیاں ان کے قدم صدقہ

میرے آقا کی درخشاں ہے ادائے رحمت
نازش حسن زماں ان کے قدم کا صدقہ

روشنی چھا گئی تشریف جو لائے ہیں حضور
ہو گیا سب پہ عیاں ان کے قدم کا صدقہ

سارے عالم پہ ہے فیضان رسول عربی
علم وحکمت کا نشاں ان کے قدم کا صدقہ

دل میں رکھی ہے محبت شہ والا کی بس
اب کے ایماں ہے جواں اُن کے قدم کا صدقہ

فرقت غم کی وہ لذت ہے کہ اظہار نہیں
رکھتا ہوں درد نہاں ان کے قدم کا صدقہ

فروغِ سید عالم کا کچھ جواب نہیں
کمال شان نبوت کا کچھ حساب نہیں

تمھاری شان ہے اول بھی اور آخر بھی
تمھارے جیسا کسی کو ملا خطاب نہیں

در رسول سے امید سب کی قائم ہے
کرم کریں تو یہ دل خانہ خراب نہیں

تمھاری نظر عنایت کے انتخاب علی
غلام کیسا ہو لیکن وہ بو تراب نہیں

نہیں ہے نور جبیں کی مثال عالم میں
کہ ان کے جیسا جہاں میں کوئی جناب نہیں

نہیں ہے رحمت خیر البشر کی کوئی مثال
کہ ان کے ہوتے ہوئے اب کوئی عذاب نہیں

درود پڑھتا رہ اظہارؔ صبح وشام ان پر
کہ وردِ پاک سے بڑھ کر کوئی ثواب نہیں

مکین گنبد خضریٰ و قار کعبہ واقصیٰ
نجوم و کہکشاں شمس و قمر ہیں آپ کا صدقہ

مریضان جہاں نے پالیا در سے شفا کامل
غسالہ تیرے تلؤوں کا حیات نو کا ہے مژدہ

امام الانبیا ہو رحمۃ للعلمیں ہو تم
سارے نبی پر ذات والا ارفع اعلیٰ

شفیع عاصیاں تم ہو انیس بیکساں تم ہو
تمھارے ہی کرم کا ہر طرف دیکھا گیا جلوہ

تجلی سے نمایاں ہیں مظاہر شان قدرت کے
ترے نقش قدم کا ہے اجالا زینت بطحا

عُلو مرتبت میں ہر فضائل کے ہیں وہ جامع
خدا کے فضل نے بخشا ہے ان کو سیرت عظمیٰ

طفیل سرور دیں بخش دے اظہآر کو یارب
جوان کا ہو گیا پھر ہو گیا وہ صاحب تقویٰ

نَفَس نَفَس میرا مدح خواں ہے تمھارا جلوہ حسیں ہے دل میں
تمھیں تو مقصود دوجہاں ہو تمھارا نقش نگیں ہے دل میں

بھلا کہاں ہے زبان ایسی ادا ہو جس سے کمال وخوبی
کہ جس کا ذاکر ہو خود خدا بھی اسی کا ذکر مبیں ہے دل میں

ادائے حسنِ کرم ہے ایسی کہ محوِ حیرت ہوا زمانہ
وجودِ کون و مکاں ہے صدقہ اُنہیں کی رحمت مکیں ہے دل میں

نثار گلشن کی ہر پھبن ہے دیار خیرالبشر کے اوپر
نہ بھا سکی کوئی نکہت گل نبی کی وہ سرزمیں ہے دل میں

نگاہ لطف وکرم پہ قرباں نہ پایا عالم نے ایسا داتا
کہ جس کی ہر ہر ادائے دلکش نصیب سے تو قریں ہے دل میں

کسی کو جنت کا ہے تصور کسی کو دنیا کی آرزو ہے
ہمیں تو کافی ہے بس مدینہ وہی تو خلد بریں ہے دل میں

ضیائے خاک قدم سے پائیں نجوم وشمس و قمر اجالے
کہ جن سے چمکا ہے ذرہ ذرہ وہ ماہ کامل مکیں ہے دل میں

صدائے اظہار بس یہی ہے طفیل خواجہ کرم ہو آقا
ترے تصور میں جی رہا ہوں کسی کی صورت نہیں ہے دل میں

بسائے رکھا ہے سینے میں آرزوئے رسول
غم حیات کو لازم ہے جستجوئے رسول

جو ان کے نام پہ جیتا ہے زندگی ہے وہی
بھلی ہے موت جو ہو جائے پیش روئے رسول

فراق و ہجر کی لذت کو پوچھ عاشق سے
جھکا ہے قلب و جگر باادب بسوئے رسول

تماشہ دیکھیں گے امت کا آج قدسی بھی
خطا شعار ہے پھر بھی ہے روبروئے رسول

چمن کے پھول کی خوشبو بھی ٹھیک ہے یارو
مگر نہیں ہے مثال لطیف بوئے رسول

بدن سے ہو کے الگ رشتہ حیات نہیں
ہے زندہ آج بھی لیکن ہر ایک موئے رسول

ہزاروں ظلم پہ چھوٹے نہ دامنِ آقا
خوشا نصیب جو قرباں ہوں روبروئے رسول

تمام اہل زباں سن کے ہوگئے حیراں
کلام وحی ہے اظہار گفتگوئے رسول

گلستان ہستی کو مہکانے والے
مرا دل بھی مہکا دے مہکانے والے

دو عالم کے داتا نگاہ کرم ہو
مصیبت میں امت کے کام آنے والے

میں نادم ہو اپنی خطاؤں پہ آقا
مجھے بخش دو سب کے بخشانے والے

مصیبت میں کب تک پھروں مارا مارا
مرادوں پہ رحمت کے برسانے والے

یقیناً مقدر چمکتا رہے گا
نبی کی محبت میں کھو جانے والے

مدینہ مدینہ ہے لب پر ہمارے
مری آرزؤں کو بَر لانے والے

تمہارے کرم کا ہے اظہار ہر سو
غریبوں یتیموں کے غم کھانے والے

سارے نبیوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
مظہر ذات مولیٰ ہمارا نبی

جن کے صدقے میں عالم کی تخلیق ہے
بزم ہستی کا دولھا ہمارا نبی

خوب چمکا ہے جن سے جہان چمن
فیض رحمت کا دریا ہمارا نبی

ہیں شفیع امم خاتم مرسلاں
ساری امت کا داتا ہمارا نبی

جن کی چوکھٹ پنہ گاہِ عالم ہوئی
وہ ہے بے شک تمھارا ہمارا نبی

یوں تو نبیوں نے پائی بلندی مگر
ہر بلندی سے اونچا ہمارا نبی

چاند، سورج اشاروں پہ جن کے چلیں
ہے خدا کا وہ پیارا ہمارا نبی

سارے منگتوں نے پائی ہے دل کی مراد
دینے والا ہے اچھا ہمارا نبی

فیض سرکار ہے جو بھی اظہار ہے
ہر کسی کا سہارا نبی

آستانہ حضور کا دیکھو
جلوہ خانہ حضور کا دیکھو

در سے ناقص بھی بن گئے کامل
کارخانہ حضور کا دیکھو

جن کا محتاج سارا عالم ہے
پھر نبھانا حضور کا دیکھو

وہ پناہ گاہِ خیر امت ہیں
شامیانہ حضور کا دیکھو

روشنی ہوگئی اندھیروں میں
مسکرانا حضور کا دیکھو

سارے عالم میں ہے مثال کہاں
وہ زمانہ حضور کا دیکھو

فکر امت میں روز و شب گذرے
غم اٹھانا حضور کا دیکھو

ہر ستم پر کرم نوازش ہے
وہ گھرانا حضور کا دیکھو

لب پہ اظہار کے یہی ہے صدا
بخشوانا حضور کا دیکھو

دل وہ دل ہے کہ جو دل تیری محبت میں رہے
سب سے اچھی وہ زباں جو تری مدحت میں رہے

زندگی یوں تو گذرتی ہے گذر جائے گی
مقصد زندگی سرکار کی الفت میں رہے

ہے یہ لازم کہ وسیلے سے بنی کہ مانگو
ایسی ہر ایک دعا باب اجابت میں رہے

دولت عشق و محبت سے ملی روح حیات
جو ترا ہو گیا وہ راہ شریعت میں رہے

عشق سرکار سے مل جاتی ہے تسکینِ حیات
ایسا دیوانہ ہی عرفان کی دولت میں رہے

جس پہ مختار دوعالم کا کرم ہوتا ہے
دور رہ کر بھی وہ سرکار کی قربت میں رہے

ہے ثنا خوانِ محمد کا بھلا کوئی جواب؟
کاش اظہؔار بھی ایسوں کی جماعت میں رہے

نظر کرم کا ہوں میں طلبگار یانبی
الفت میں آپ کے ہوں میں بیمار یانبی

رحمت کا ایک قطرہ بھی دریا سے کم نہیں
تم ہو کمال وخوبی کے شہکار یا نبی

مقصود کائنات فقط تیری ذات ہے
فیض و کرم کا ہے ترا دربار یا نبی

جلوؤں کی روشنی سے منور ہے کائنات
حسن عطا سے کیجئے سرشار یانبی

عشق رسول بن گیا معراج زندگی
میری نظر ہے طالب دیدار یا نبی

فکر و الم میں کیسی تھی دشوار زندگی
بس ہو گیا کرم ہی مددگار یانبی

رفعت مرے حضور کی دیکھیں گے اہل دل
محشر میں جب کہے گا گنہگار یا نبی

خلد بریں بھی طیبہ کی گلیوں پہ ہے نثار
ذرات بن گئے ہیں گہر بار یانبی

جو کچھ بھی ہے جہاں میں ہے سب آپ کے طفیل
جو دو سخا کا ہو گیا اظہا یا نبی

سلام بر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

تجھے سلام تری اعلی شان کو بھی سلام
تمہاری نسل کے کل خاندان کو بھی سلام

حجر بھی نقش قدم چوم کے یہ کہنے لگے
مرے حضور کی رفعت نشان کو بھی سلام

فضائے عشق نبی میں گذارے جو لمحات
ثنا و ذکر نبی کی زبان کو بھی سلام

جنہوں نے ظلم کیا تھا کرم کریں ان پر
زمین مکہ میں حسن امان کو بھی سلام

ملائکہ بھی جہاں در کی حاضری میں رہیں
مرے حضور ترے اس مکان کو بھی سلام

سحر اذان بلالی کا انتظار کرے
بلال تیری نمایاں اذان کو بھی سلام

اکھاڑا دانتوں کو سرکار کی محبت میں
اویس قرنی کی اس داستان کو بھی سلام

صدا لگائے گا اظہآر بھی بروز حشر
جو بخشوائے گا اس مہربان کو بھی سلام

الصلوٰۃ والسلام......

رونق بزم رسولاں الصلوٰۃ و السلام
تجھ سے ہے عالم فروزاں الصلوٰۃ والسلام
زندگی کا مقصد اول تمہاری ذات ہے
سارے عالم کے نگہباں الصلوٰۃ والسلام

عالم ہستی میں چھائی ہے فقط تم سے بہار
معدن انوار خوباں الصلوٰۃ و السلام
حکمرانی کرۂ ارض و فلک پر ہے تری
فقر میں بھی ہو نمایاں الصلوٰۃ و السلام

کس کے منہ میں ہے زباں جو کر سکے کچھ بھی بیاں
آپ کی سیرت ہے قرآں الصلوٰۃ والسلام
دیکھ کر نور جمال مصطفٰے کا سلسلہ
ہوگئے جبریل حیراں الصلوٰۃ و السلام

پُرخطا اظہار کے دل کا یہی ہے مدّعا
کاش ہو جاؤں ثناخواں الصلوٰۃ والسلام

صلِّ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم......

صلِّ علی حبیبنا صلِّ علی محمد صلِّ علی نبینا صلِّ علی محمد
صلِّ علی شفیعنا صلِّ علی محمد
مظہرِ ذات کبریا ، گلشنِ زیست کی نمود
رونق بزم انبیا آپ کا ہے حسیں وجود
آپ پہ پڑھتے رہتے ہیں سارے ملائکہ درود

صلِّ علی حبیبنا صلی علی محمد صلِّ علی نبینا صلی علی محمد
صلِّ علی شفیعنا صل علی محمد
رحمتِ دوجہاں ہیں جو اُن کے کرم کو السلام
نازشِ مرسلاں ہیں جو اُن کے حشم کو السلام
زیر نگیں ہیں عرش و فرش اُن کے قدم کو السلام

صلِّ علی حبیبنا صلِّ علی محمد صلِّ علی نبینا صلِّ علی محمد
صل علی شفیعنا صل علی محمد
ملتا ہے در سے آپ کے سب کو شعورِ زندگی
صدقہ ہے آپ کا حضور پایا طریقِ بندگی
ایسا نبی ملا ہمیں جس نے دیا ہے آگہی

صلِّ علی حبیبنا صلِّ علی محمد صلِّ علی نبینا صلِّ علی محمد
صل علی شفیعنا صل علی محمد

جلوہ رَسول پاک کا ظاہر میں ہے نہاں میں ہے
روئے جمالِ مصطفیٰ جس کی ضیا جہاں میں ہے
جس کے کمال و فضل کا چرچا تو لامکاں میں ہے

صلِّ علی نبینا صلِّ علی محمد صلِّ علی نبینا صلِّ علی محمد
صلِّ علی شفیعنا صلِّ علی محمد

جلوۂ حق نما کی شان شان ہے تیری بے مثال
پیدا ہوا نہ ہوگا اب آپ کے جیسا باکمال
آپ کے نام پاک سے مٹتا ہے دل کا ہر ملال

صلِّ علی نبینا صلِّ علی محمد صلِّ علی نبینا صلِّ علی محمد
صل علی شفیعنا صل علی محمد

جن کے طفیل سے تمام عالم میں چھاگئی بہار
سارے جہاں کے حسن کو تلوے سے مل گئی نکھار
دنیا جہاں کی شوکتیں ذات نبی پہ ہیں نثار

صلی علی نبینا صلی علی محمد صلی علی حبینا صلِّ علی محمد
صل علی شفیعنا صل علی محمد

میں ہوں اگرچہ پر خطا تیری نہیں ہے کم عطا
اظہار بے نوا کی یہ درپہ ہے تیرے التجا
صدقے میں اہلبیت کے پوری ہو اس کی ہر دعا

صلِّ علی نبینا صلِّ علی محمد صلِّ علی حبینا صلِّ علی محمد
صل علی شفیعنا صل علی محمد

درود و سلام.......

خاتم الانبیاء ، یا نبی محترم ، آپ پر ہو کروڑوں درود و سلام
رحمت دو جہاں تاجدار حرم ، آپ پر ہو کروڑوں درود و سلام
ہر طرف چھا گئی ہے خوشی کی لہر، نغمہ زن ہو گئی ہیں یہ شام و سحر
ہر خوشی آپ ہی کے ہے زیر قدم، آپ پر ہو کروڑوں درود و سلام
سارے نبیوں میں اعلیٰ ہے شان آپ کی، یا نبی یا نبی یا نبی یا نبی
کردیا ہے خدا نے بہت محتشم ، آپ پر ہو کروڑوں درود و سلام
عشق سرکار ہے مقصد زندگی، کاش مل جائے سب کو یہی زندگی
بس نگاہ کرم سے بنا ہے بھرم، آپ پر ہو کروڑوں درود و سلام
بے کسی بے بسی کے ستائے ہوئے، بالیقیں جو بھی تھے غم کے مارے ہوئے
برکت نام سے چھٹ گئے سارے غم آپ پر ہو کروڑوں درود و سلام
غنچہ و گل ہو یا ہو کہ سرو سمن، آپ کی بھیک سے ہے وقار چمن
چار سو چھا گیا ہے وہ ابر کرم، آپ پر ہو کروڑوں درود و سلام
ایک بیمار غم دے رہا ہے صدا کیجئے اب کرم یا حبیب خدا!
پہنچے اظہار سوئے دیار حرم ، آپ پر ہو کروڑوں درود و سلام

لاکھوں سلام......

تاجدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
روحِ بزم رسالت پہ لاکھوں سلام

جن کے قدموں کا صدقہ ہے ہر روشنی
ایسی نوری جلالت پہ لاکھوں سلام

انبیا ، اولیا جن کے خطبے پڑھیں
مظہر ذات قدرت پہ لاکھوں سلام

سارے عالم کے مختار ہوتے ہوئے
فقر کی پیاری عادت پہ لاکھوں سلام

جن کی دہلیز پر بھیک سب کو ملے
اس ادائے سخاوت پہ لاکھوں سلام

فخر کون و مکاں سید الانبیا
نازشِ فیضِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شانِ صدیق و فاروق و عثماں علی
رہنمائے ہدایت پہ لاکھوں سلام

فیض مولیٰ علی باب علم نبی
روحِ گنجِ ولایت پہ لاکھوں سلام

سیدہ فاطمہ بنت شمس الضحیٰ
ان کی پاکیزہ عصمت پہ لاکھوں سلام

پیکرِ خُلقِ نبوی امام حسن
ابن حیدر کی عظمت پہ لاکھوں سلام

نامِ اسلام پر جاں لٹائیں حسین
ان کی ایسی شجاعت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم جو ہیں دستگیرِ زماں
ان کی شانِ سیادت پہ لاکھوں سلام

ہیں معینِ جہاں خواجہ ہندالولی
گنجِ بخشِ کرامت پہ لاکھوں سلام

وہ قطب جس سے مہکا گلستان چشت
ان کی عالی امامت پہ لاکھوں سلام

سربراہِ ولایت وہ گنج شکر
نور باطن کی رفعت پہ لاکھوں سلام

شان محبوبیت میں نمایاں مقام
خسروِیِ محبت پہ لاکھوں سلام

ہیں سراج و علا نائب مصطفیٰ
ان کی شان مشیخت پہ لاکھوں سلام

اشرف الاولیا زینت اصفیا
تارک بادشاہت پہ لاکھوں سلام

جلوۂ نور کے رہنما نور عین
شمع نور بصارت پہ لاکھوں سلام

وہ حسن جن کی تابش سے چمکا ہے دل
ان کی نورانی صورت پہ لاکھوں سلام

غوث کی شکل میں سیرتِ خواجگاں
اشرفی اعلیٰحضرت پہ لاکھوں سلام

باغ سمناں کے مختار ہو بالیقیں
تیرے اعجاز شوکت پہ لاکھوں سلام

تیری سرکار میں بس یہ اظہار ہے
تاجدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام

منقبت اولیاء

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

منقبت در شان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

یاعلی یا علی یاعلی یاعلی
میرے مشکل کشا میرے مولیٰ علی

تاجدار ولایت ہیں مولیٰ علی منبع فیض رحمت ہیں مولیٰ علی
نازش بزم نصرت ہیں مولیٰ علی مرکز شان رفعت ہیں مولیٰ علی

یاعلی یا علی یاعلی یاعلی
میرے مشکل کشا میرے مولیٰ علی

سارے ولیوں کے سردار مولیٰ علی محرم راز سرکار مولیٰ علی
عشق آقا کے کردار مولیٰ علی ہم غریبوں کے غمخوار مولی علی

یاعلی یا علی یاعلی یاعلی
میرے مشکل کشا میرے مولیٰ علی

رونق شان عرفان مولیٰ علی سب شجاعوں کے سلطان مولیٰ علی
علم و حکمت کی پہچان مولیٰ علی بالیقیں جان فیضان مولیٰ علی

یاعلی یا علی یاعلی یاعلی
میرے مشکل کشا میرے مولیٰ علی

غوث اعظم کے مختار مولیٰ علی اور خواجہ کے دلدار مولیٰ علی
شاہ اشرف کے سرکار مولیٰ علی بھیک مانگے یہ اظہار مولیٰ علی
یاعلی یا علی یاعلی یاعلی
میرے مشکل کشا میرے مولیٰ علی

منقبت در شان امام عالیمقام رضی اللہ عنہ

رباعی

سر کار دوجہان کے پیارے حسین ہیں
مولٰی علی کی آنکھ کے تارے حسین ہیں
زہرہ کے دل کے چین دلارے حسین ہیں
امت کی بیکسی کے سہارے حسین ہیں

رباعی

جس ذات کی خوشبو سے مہکتا ہے جہاں
جس نور سے روشن ہے جہانِ امکاں
سرکار دوعالم کہیں جن کو ریحاں
وہ ذات حسین ابن علی سے ہے عیاں

رباعی

کربلا کی سرزمیں پر حق سکھایا وہ حسین
سر کٹا کر جس نے امت کو بچایا وہ حسین
شوکت اسلام کو جس نے بڑھایا وہ حسین
سچ ہے، شانِ حیدری جو کر دکھایا وہ حسین

منقبت در شان غوث پاک علیہ الرحمہ

﴿۱﴾

غوث اعظم شاہ جیلاں چشم و چراغ مولیٰ علی
تجھ سے ہے روشن نور ولایت مظہر شان نور نبی

تیرے قدم کی برکت بیشک پھیلی ہوئی ہے عالم میں
آجائے جو زیر قدم پھر قسمت کا ہو جائے دھنی

اس کے نصیب کا کہنا کیا ہے ہو جائے جو تیرا غلام
اس نسبت سے لاج ہے قائم پایا ہے ولیوں کا ولی

ورد میں رکھا نام کو جس نے اس کے بگڑے کام بنے
جب سے بسی ہے دل میں محبت دور ہوئی ہے ساری کمی

شمع ہدایت بنکر چمکی نسل تمھاری عالم میں
آج انہیں جلوؤں کا اجالا چھایا ہے دنیا میں سبھی

تجھ سے ولایت کے گلشن میں چھائی ہوئی ہے حسن بہار
جس پہ کرم سرکار ہو تیرا کھل جائے گی دل کی کلی

جان مسیحا مرشد کامل فیض رساں ہے ذات تری
دامن پاک تمہارا پاکر بن ہی گئی تقدیر مری

بدر منیر چرخ ولایت اور ہو تم ولیوں کے امام
تیری نوازش اور عطا کی ساری ادائیں سب سے بھلی

اپنی حالت کیا میں بتاؤں کیسا ہے اظہار ترا
اب تو کرم سرکار ہو مجھ پر پورا کرو ارمان دلی

﴿۳﴾

ہوں محتاج تیرا، کرم! غوث اعظم
ہمارا بھی رکھ لو بھرم غوث اعظم

مری زندگی کی ہے معراج بیشک
جہاں پاؤں نقش قدم غوث اعظم

تجلی سے ان کے فروزاں ہے عالم
کوئی کیا بتائے حشم غوث اعظم

گروہ ولایت ہے مداح جن کا
ہے عظمت سراپا علم غوث اعظم

مری زندگی کی بھنور میں ہے کشتی
کرو دور فکر والم غوث اعظم

ہے آقا کے صدقے میں تخلیق عالم
انہیں کے ہیں مظہر اتم غوث اعظم

بہار مدینہ کے فیض کرم سے
ترا دربنا ہے ارم غوث اعظم

ترے اک اشارے سے مردہ ہے زندہ
ادھر بھی تو رکھئے قدم غوث اعظم

تری ذات ہے مخزن فیض عالم
ترا لطف ہے دم بدم غوث اعظم

تری شانِ رفعت کا اظہار کیا ہو
نہیں ہے وہ زورِ قلم غوث اعظم

﴿۳﴾

مرے غوث کو جس نے دل سے پکارا کرم ہو گیا آپ کا آشکارا
نہ محروم جائے گا کوئی یہاں سے در غوث ہے بیکسوں کا سہارا

درِ غوث سے مجھ کو کیا مل گیا ہے جو سوچا تھا اس سے سوا دے دیا ہے
سخاوت درِ غوث اعظم کی کیا ہے، ہے جود و سخا کا یہ انداز پیارا

وہ پاکیزہ روضے کے نورانی جلوے جہاں پر لگاتے ہیں اقطاب پھیرے
بھکاری ہیں شاہ و گدا جن کے در کے وہی پنجتن پاک کا ہے دلارا

کوئی نام نامی کی تاثیر دیکھے ولی ہو گئے نام لے لے کے جن کے
ہوئے قلب ویراں میں کتنے اجالے وفور محبت سے جس نے پکارا

زمانے کے رنج و الم نے جو گھیرا "اَغِثْنِی" کا نعرہ زباں پر لگایا
مقدر سے در پر جو اظہار پہنچا تمہارے کرم نے مقدر سنوارا

منقبت در شان خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ

﴿۱﴾

درِ خواجہ کی گدائی یہی میرے کام آئی
جہاں نور بزم تاباں میں ہے جلوہ مصطفائی

نہ ملی تلاش پر بھی کہ کہاں ہے اس کی منزل
مگر ان کے در نے بخشا ہے سبھی کو رہنمائی

تری رفعتوں کی خوبی پہ فدا ہے ایک عالم
یہ وہ در ہے جس پہ جھکتی ہے جبین بادشاہی

جسے مل گئی غلامی وہ بڑا نصیب ور ہے
وہی ہوگیا خدا کا اسے مل گئی خدائی

ہیں قلوب کتنے روشن ترے نور کی ضیاء سے
تری صحبتوں کی برکت سے ملی ہے پارسائی

ترا آستانہ بے شک ہے پناہ گاہ عالم
جہاں بارش کرم کی ہے عطائے خوشنوائی

ترے ہر کرم سے اظہارِ فروغِ فیضِ کامل
تری ذات سے ہے روشن رہ ورسم مجتبائی

﴿۲﴾

جہاں رحمتوں کا نزول ہے ❖ جہاں فیض فیضِ رسول ہے
جہاں بھیک دینا اصول ہے ❖ وہ مرا غریب نواز ہے

مرے دل کو جس سے قرار ہے ❖ جو ہر اک چمن کی بہار ہے
جہاں ہر عطا میں نکھار ہے ❖ وہ مرا غریب نواز ہے

کوئی کیا بتائے کہ کیا ملا ❖ جسے وہ ملا تو ملا خدا
جہاں ہر کرم کا پتہ چلا ❖ وہ مرا غریب نواز ہے

ترا ہر جمال جمال ہے ❖ ترا ہر کمال کمال ہے
جہاں دور سارا ملال ہے ❖ وہ مرا غریب نواز ہے

تری ذات مظہر مصطفیٰ ❖ تری شان شان ہے مقتدیٰ
جہاں سارے جلوؤں کی ہے ضیا ❖ وہ مرا غریب نواز ہے

ملی در سے ایسی وہ زندگی ❖ جو دیا سلیقہ بندگی
جہاں دل میں ہوتی ہے تازگی ❖ وہ مرا غریب نواز ہے

تری رفعتوں کا بیان ہے ❖ تری عظمتوں کا نشان ہے
جہاں ہر غلاموں کا مان ہے ❖ وہ مرا غریب نواز ہے

ترے در پہ میری جبین ہے ❖ ترے بس کرم پہ یقین ہے
جہاں ذکر ذکرِ حسین ہے ❖ وہ مرا غریب نواز ہے

ترے در سے پاتے ہیں حوصلے ❖ ترے اک کرم پہ بلا ٹلے
جہاں جا کے بھیک مجھے ملے ❖ وہ مرا غریب نواز ہے

﴿۳﴾

خواجہ ہندالولی کا کرم ❖ لاج رکھ لی خدا کی قسم
ڈوبتے ڈوبتے بچ گیا ❖ ہے یہ آقا کا فیض اتم
کیوں ہوں غمگین قلب و جگر ❖ رکھ لیا آپ نے جب بھرم
کشور ہند کے بادشاہ ❖ خانۂ دل میں رکھدو قدم
تجھ سے روشن ہوا ہے جہاں ❖ ہے عطائے نبی محترم
جب تڑپ کر پکارا انہیں ❖ کردیا دور سب فکر و غم
نور ہی نور ہے ہر طرف ❖ جلوۂ فیض کا ہے حشم
اپنے اظہار کی لو خبر ❖ تیری دہلیز پر سر ہے خم

﴿۴﴾

خواجہ ہند الولی ہو نگاہ کرم، دستگیر زماں آپ کی شان ہے
سر گروہ ولایت کے سلطان ہو ،خواجہ خواجگاں آپ کی شان ہے

ہے جمالِ مبیں مظہر مصطفیٰ، جس نے پایا تجھے پالیا ہے خدا
کتنے تاریک دل تجھ سے روشن ہوئے نازش عارفاں آپ کی شان ہے

جام حب نبی در سے پی کر ترے، عشقِ مخمور سے دل سنورتے گئے
نور ایمان کی تازگی مل گئی ،جانِ امن و اماں آپ کی شان ہے

آفتاب کرامت ہے عظمت تری اور جودو سخا کی ہے شہرت تیری
صدقہ خواجہ عثماں عطا کیجئے ،رہبر کاملاں آپ کی شان ہے

در پہ آتے ہیں جتنے اسیرانِ غم ،سب نے پایا ہے فیضان چشم کرم
تیرے لطف و کرم پہ ہے قربان دل، مخزنِ خوبیاں آپ کی شان ہے

آسمان طریقت کے مہر مبیں اور کانِ و لایت کے درّ ثمیں
فیض فیضانِ سرکار کے ہو تمہیں راحتِ عاشقاں آپ کی شان ہے

در پہ حاضر ہے اظہار بیکس ترا، بالیقیں اس کے بیشک ہو تم آسرا
جانِ جانِ بہارانِ حسنِ عطا ، بخششِ ناقصاں آپ کی شان ہے

﴿۵﴾

مری تمنا مچل رہی ہے ، جھکاؤں گا سر تمہارے در پر
جو پالیا تیرے آستاں کو ، تو پھر نہ چھوٹے گا مجھ سے مر کر

جو ہوگیا ہے غلام تیرا ، اسے زمانے کی فکر کیوں ہو
ترے کرم نے بدل دی قسمت، نہیں ہے حاجت پھروں میں در در

رہے سلامت ہمارا وہ غم ، جو عشق و الفت میں پل رہا ہے
فروغ ایماں کی ہے یہ منزل اسی نے بخشا حیات بہتر

بسالیا دل میں تمہارا جلوہ ، تمہارا ذکرِ جمیل کرکے
یہی ہے ذکر عظیم بے شک ، جو زندگی کا بنا ہے رہبر

کہاں ہے فرصت کچھ اور سوچوں ، ملا ہے نقشِ قدم تمہارا
مری مسرّت کا پوچھنا کیا ،تری عطا سے ہوا ہوں خوشتر

مٹایا ظلمت کدے کو تم نے ، ہدایت حق کی روشنی سے
تمہارے جلوؤں کی خوشبوؤں سے ، ہوا مشامِ جہاں معطّر
نہ مل سکا کوئی ایسا ہمدم ، کہ جس سے اظہار کر سکوں غم
تمہیں جو پایا تو پایا سب کچھ ، نہ پایا ایسا کسی نے دلبر

﴿۷﴾

ہے بھنور میں پھنسی کشتیِ زندگی پار اس کو لگانا ترا کام ہے
بے کسوں کو عطا کی گئی زندگی دستگیری میں تیرا بڑا نام ہے

کتنے طوفان غم در پہ لائے ہیں ہم خواجہ عثماں کا صدقہ عطا کیجئے
کوئی در سے ترے خالی جاتا نہیں، بالیقیں تیرا فیض و کرم عام ہے

کتنا پرنور ہے آستانہ ترا جس پہ پڑتی ہے طیبہ کی نوری ضیا
ذات عکس جمال حبیب خدا ہر زباں پر فقط آپ کا نام ہے

عشق کا جام جب تیرے در سے ملے قلب مردہ میں آجاتے ہیں حوصلے
کتنے پی پی کے قطب وولی بن گئے نور و نکہت میں ڈوبا ہوا جام ہے

بخت خفتہ کو آکر جگا دیجئے اپنے اظہار پر بھی کرم کیجئے
خالی دامن یہاں سے نہ لوٹائیے دیکھئے زندگی کتنی ناکام ہے

﴿۸﴾

بکھیا دے دو اے مرے خواجہ تیرا بھکاری آیا ہے
ٹکڑوں پہ تیرے عمر گذاری تجھ سے بھاگ جگایا ہے

اپنے پیا کے بل بل جاؤں تن من واروں ان کے چرن پر
نام کا تیرے مالا جپت ہوں نام بھی کتنا پیارا ہے

جیرا ڈولے ہولے ہولے کتنا مزا اس پریت میں ہے
خواجہ پیا کو جب سے میں نے من میں اپنے بسایا ہے

جو دو سخا کی دھوم مچی ہے کتنا سخی مرا خواجہ ہے
ان کے کرم سے وہ بھی نہ چھوٹا سارے جگت جو ہارا ہے

تیرے غلام اظہاؔر کی آقا مانگ بھی کتنی نرالی ہے
تجھ سے مانگے تجھ کو مانگے تیرے کرم کا پیاسا ہے

﴿۹﴾

ہے زمانے میں ترے نام کی شہرت خواجہ
اپنے محتاج پہ ہوجائے عنایت خواجہ

ہیں گدا شاہ بھی دربار کے منگتا تیرے
سب کو ملتا ہے ترا فیض سخاوت خواجہ

نکہت و نور سے بھرپور ہے جلووں کا سماں
کس قدر اوج پہ ہے شان ولایت خواجہ

ہوگا کیا خوف زمانے کے حوادث کا اسے
جس کو ملجائے فقط تیری حمایت خواجہ

کوئی منگتا ترا خالی نہ گیا در سے ترے
ہے یہ وہ خوبی دربار کرامت خواجہ

کون نظروں میں جچے دیکھ لے جو تیری عطا
پنجتن پاک کے ہیں مہر نیابت خواجہ

کیاسے کیا ہوگیا بس تیری عنایت کے طفیل
آج میری جو زمانے میں ہے عزت خواجہ

غیر تو غیر ہیں اپنوں نے ستا رکھا ہے
اب تو اظہار کو کچھ دیجئے ہمت خواجہ

﴿۱۰﴾

نوبت باجے خواجہ پیا کی جھوم رہے ہیں چشتی
ایسا منظر جس نے دیکھا چھا گئی اس پہ مستی
چشت نگر کے راج دلارے آقا ہمارے خواجہ
تھام لیا ہے ایسے سخی کو فیض ہے بستی بستی

کوئی کسی کا کوئی کسی کا تم میرے مہراج
اپنا بنا کر رکھنا خواجہ ہے یہی میری بنتی
تیرے کرم کا داسی ہوں خواجہ صدقہ عثماں دیدو
تیرے جیسا کوئی نوازے ایسی نہیں ہے ہستی

جان و تن اظہارؔ کا آقا تجھ پر قرباں قرباں
کتنا تھا کمزور جہاں میں دے دی تو نے شکتی

﴿۱۱﴾

خواجہ پیا لیو موری کھبریا کیو نہ میت ہماررے
تورے کرم پہ ہے موری نجریا ٹھاڑ ہوں تمرے دواررے

ایسی بپتا آن پڑی ہے حق بھی کہنا جرم مرا
کتنے چتر سے پالا پڑا ہے ڈوبت ہوں مجھدار رے

چاروں اور ہے ظلم کی برکھا جیون مورا اکتناد کھی ہے
کیسے کٹے اب ہمری عمریا کس کو لگاؤں گہار رے

ڈوبتی نیا پار لگا دو شان تمہاری دیا لو ہے
ایسی نیا جس کا نہیں ہے کوئی کھیون ہاررے

جیسے بن جل مچھلی تڑپے دکھ سے ترا اظہار ہے ویسے
تیرے ہی ادھیکار پہ خواجہ ہوگا بیڑا پار رے

﴿۱۲﴾

تیرے در پر آیا ہوں کردو کرم یاخواجہ کردو کرم یا خواجہ
تیرے سوا مرا کوئی نہیں ہے رکھ لو بھرم یا خواجہ رکھ لو بھرم یا خواجہ

قلب و جگر کے ہیں کتنے ٹکڑے کس کو سناؤں اپنے دکھڑے
میں ہوں تمہارا تم ہو ہمارے دور ہو غم یا خواجہ دور ہو غم یا خواجہ

کتنی ہیں پر کیف فضائیں چھا گئی ہیں فرحت کی گھٹائیں
ایسی پیاری پیاری ادا پر کیوں ہو الم یا خواجہ کیوں ہو الم یا خواجہ

گرچہ کسی کا کچھ نہ بگاڑا پھر بھی مجھ کو کتنا ستایا
کیسے کیسے سہتا رہا ہوں ان کے ستم یا خواجہ انکے ستم یا خواجہ

لے لو خبر اظہار کی آقا دے دو خواجہ عثماں کا صدقہ
فکر و الم کی تاریکی میں گھٹتا ہے دم یا خواجہ گھٹتا ہے دم یا خواجہ

﴿۱۳﴾

تیرا دربار غریبوں کا سہارا خواجہ
بھیک میں دیجئے کچھ اپنا اتارا خواجہ

تیرے ٹکڑے پہ پلا ہو جو کدھر کو جائے
اب تو چمکا ئیے قسمت کا ستارا خواجہ

منبع فیض و عطا جود و حشم کی عظمت
کیسا دربار کرامت ہے تمہارا خواجہ

ہند میں جس نے کیا پرچم اسلام بلند
روشنی پا کے کہا وہ ہے ہمارا خواجہ

زندگی میری فقط آپ کے قدموں پہ نثار
صدقہ اشرف کا عطا کرنا خدارا خواجہ

ٹوٹ جائیں گی مصیبت کی ہزاروں کڑیاں
جس پہ ہو جائے فقط ایک اشارہ خواجہ

حال دل کس سے کہوں تو ہے ہمارا آقا
کتنے دنیا کے حوادث کا ہوں مارا خواجہ

گرچہ اظہؔار کی کشتی تھی بھنور میں لیکن
ہو گیا ان کا کرم جبکہ پکارا خواجہ

﴿۱۴﴾

تاجدار کرم غریب نواز ❖ ہم سبھوں کا بھرم غریب نواز
ہے عطائے رسول ذات تری ❖ فیض فیض اتم غریب نواز
مظہر ذات مصطفےٰ تم ہو ❖ فخر جودو حشم غریب نواز
ہو گئی روشنی چہار طرف ❖ رکھدیا جب قدم غریب نواز
ملتی ہے اس کو دولت عرفاں ❖ جو ہوا در پہ خم غریب نواز
آل پاک رسول کا صدقہ ❖ آپ کس سے ہیں کم غریب نواز
ہر گدا شاہ کی جھکی گردن ❖ حاکموں کے حَکم غریب نواز
ہر ادا جن کی سنت نبوی ❖ دین حق کا علم غریب نواز

اب تو اظہارؔ کیوں کسی سے دبے
تیرے دم سے ہے دم غریب نواز

﴿۱۵﴾

ہندالولی خواجہ پیا راجنا کرپا کرو آج موہے ساجنا
نور کی برکھا ہے تورے آنگن تیرے کرم سے ہوں میں سہاگن
اب تو کرا دو اپنا درشن

من کی بتیا من میں راکھے تیرا ہو کر ٹھوکر کھائے
کچھ بھی کہوں تو جیرا دھڑکے

میرا ساجن سب سے نرالا چاروں اور ہے اُسکی چرچا
اب تو کھبر لو ہمری آقا

تم مورے مہراج وگسیاں تاک رہی ہے تم کو نیناں
اب تو کھبر لو ہمری آقا

گرچہ ترا اظہار برا ہے دو کر جوڑے در پہ کھڑا ہے
کیسا بھی ہے لیکن وہ ترا ہے

﴿۱۶﴾

کتنے ارمان لئے آیاہوں در پر تیرے
اب تو قسمت کو جگادیجئے سرکار مرے

ہے تری شان ولایت پہ زمانہ قرباں
کتنے ذرے تری نظروں سے ہوئے مہ پارے

مظہر ذات علی بحر عطا خواجہ معیں
جس پہ ہو تیرا کرم اس کو زمانہ دیکھے

کتنا پر فیض ہے دربار سخاوت تیرا
کوئی کیسا بھی ہو ہے باب کرم سب کے لئے

ہے یہ اظہار حقیقت ہے یقیں اس پہ مرا
جس کا ہوجائے گا تو اس کا مقدر چمکے

﴿۱۷﴾

خواجہ تمہاری شان عطا لاجواب ہے
نظر کرم سے ذرہ بھی اب ماہتاب ہے

پہچانتا ہے تجھ کو، ہو جس پر ترا کرم
لاکھوں ولی میں ذات تری آفتاب ہے

جلوؤں سے تیرے ہو گئے روشن کروڑوں دل
جلوہ تمہارا جلوۂ حق بو تراب ہے

کتنے کمال والے مٹے ہیں زوال سے
لیکن ترے عروج کا اب تک شباب ہے

لوٹا نہیں ہے کوئی بھی چوکھٹ سے بے لئے
کتنا عظیم فیض و سخا کا یہ باب ہے

مل جائے آج صدقہ تو عثمان کا مجھے
تیرے نوازنے کی ادا بے حساب ہے

اظہار بھی ہے تیرے غلاموں میں اک غلام
میرے حضور! آگہ یہ کیسا حجاب ہے

﴿۱۸﴾

رات دن ہے جہاں بس کرم ہی کرم میرے خواجہ پیا کا وہ دربار ہے
رکھ لیا ہے غلاموں کا جس نے بھرم میرے خواجہ پیا کا وہ دربار ہے

کتنے ٹوٹے ہوئے دل کو طاقت ملی کتنے مایوس کو دے دیا زندگی
ہے زمانے میں مشہور جس کا حشم میرے خواجہ پیا کا وہ دربار ہے

نکہت و نور کا کتنا پیارا سماں جس طرف دیکھئے عاشقوں کا ہجوم
ہے جو نور ولایت کا نور اتم میرے خواجہ پیا کا وہ دربار ہے

مرکز فیض ہے آستانہ ترا کتنے تاریک دل کو ملی ہے ضیا
ہے جو نظروں میں سب کے لئے محتشم میرے خواجہ پیا کا وہ دربار ہے

تیرا اظہارؔ بھی کتنا خوش بخت ہے جس کو در کی غلامی تری مل گئی
ایسا در جس پہ ہے گردنیں سب کی خم میرے خواجہ پیا کا وہ دربار ہے

﴿۱۹﴾

میں ہوں دیوانہ خواجہ تمہارا　　کیا کرے گا زمانہ ہمارا ؟

کشتیِ زندگی تھی بھنور میں　　تیرے صدقے میں پایا کنارا

مل گئی جس کو تیری غلامی　　اس کی قسمت کا چمکا ستارا

آگئی ہے مدد اس کی خاطر　　جس نے خواجہ کو دل سے پکارا

کتنی مایوسیاں چھاگئی تھیں　　مل گیا تیرے در سے سہارا

سب کو ملتا ہے فیضان رحمت　　ہو عطا ہم کو بھی کچھ اُتارا

کردیا اک نظر نے سکندر　　در بدر جو پھرا مارا مارا

شیشۂ دل میں تجھ کو بساکر　　ہم نے اپنا مقدر سنوارا

ہے یہ اظہؔار کی اک تمنا
رکھ لو اپنا بنا کر خدارا

﴿۲۰﴾

اے مرے خواجہ میں ہوں تمہارا جیسا بھی ہوں لیکن ہوں تمہارا
بپتا مری اب سن لو خواجہ تیرے سوا ہے کون ہمارا

ہو گئی ہے کچھ ایسی سازش اپنے بھی بیگانے بنے ہیں
پھر بھی مجھے پرواہ نہیں ہے مل گیا ہے جب تیرا سہارا

تیرے سوا میں کس سے مانگوں چھوڑ کے در اب کس در جاؤں
تیرے ہی در سے بھیک ملی ہے تیرے ہی در پر ہو گا گذارا

تیرے در کی میری غلامی مجھ کو یہی ورثے میں ملی ہے
ہے یہ کرم مخدوم پیا کا جو ہے تیری آنکھوں کا تارا

سب تو بکے ہیں بکتے رہیں گے میں بھی تیرے ہاتھ بکا ہوں
اس سودے کی لاج نبھانا تیرا ہی در ہے میرا کنارا

طور طریقہ آتا نہیں ہے کیسے مناؤں اپنے پیا کو
میرا ساجن ایسا ملا ہے جس کا ہر ایک انداز ہے پیارا

منگتوں کا اک میلہ لگا ہے اس میں ترا اظہارؔ کھڑا ہے
بھیگی پلک سے دیکھ رہا ہے کر دو کرم کا ایک اشارا

﴿۲۱﴾

آج مورے انگنا میں آئے ہیں خواجہ

گیت سناؤں دیپ جلاؤں　　چرنوں میں انکے جیرا لگاؤں
چھا گیا انگنا میں نورانی جلوہ
آج مورے انگنا میں آئے ہیں خواجہ
ساتھ میں آئے ہیں ایسے براتی　　جن پہ ہیں قرباں سارے گھراتی
آنے سے انگنا کا بدلہ ہے نقشہ
آج مورے انگنا میں آئے ہیں خواجہ
کس کو سناؤں کس کو پکاروں　　مکھڑا جو دیکھوں اپنے کو بھولوں
ایسی صورتیا پہ من ہوا شیدا
آج مورے انگنا میں آئے ہیں خواجہ
میں بھی انہیں کا من بھی انہیں کا　　کچھ بھی نہیں ہے سب کچھ انہیں کا
مجھ کو ملا ہے غلامی کا حصہ
آج مورے انگنا میں آئے ہیں خواجہ
اظہار داسی تمہارا ہے خواجہ　　اس کے تمہیں ہو راجہ مہراجہ
انگ انگ پر ہے تمہارا قبضہ
آج مورے انگنا میں آئے ہیں خواجہ

﴿۲۲﴾

کرپا کرو خواجہ مہراجہ آیا ہوں تمرے دوار
صدقۂ عثماں دیدو خواجہ تم بن کون ہمار

میری آشاؤں کی دیپک بجھ نہ جائے حضور
سارا جیون دکھ سے کٹا ہے کرہو کرم اک بار

آس لگائے در پہ کھڑا ہوں کر کے جوگن کا بھیس
بپتا ہماری سن لو خواجہ بیری ہے سنسار

تیرا ہو کر باد خزاں کی کیوں وہ کرے پرواہ
چشم کرم جس سمت اٹھی ہے چھا گئی فصل بہار

چشتی رنگ میں رنگ دو خواجہ چھوٹے کبھی نہ رنگ
ایسی رنگت پر ہے قرباں میرے سبھی گھر بار

کتنا سندر کتنا پیارا نام معین الدین
جس نے پکارا نام تمہارا ہو گیا بیڑا پار

سارے جگت میں شور یہی ہے تیرا غلام اظہؔار
اس بندھن کی لاج نبھانا اے میرے سرکار

﴿۲۳﴾

خواجہ خواجگاں غریب نواز
راحتِ عاشقاں غریب نواز

ذات کامل ہے اور اکمل بھی
رونق کاملاں غریب نواز

فخر کون و مکاں کی نسبت سے
فخر ہندوستاں غریب نواز

لب کی جنبش سے پھول برسائیں
کتنے ہیں خوش بیاں غریب نواز

جس کے لطف و کرم کی چھائی بہار
تیرا وہ گلستاں غریب نواز

جتنے تاریک دل ہوئے روشن
سب میں ہیں ضوفشاں غریب نواز

جن کی چوکھٹ سے بھیک سب کو ملے
ایسے ہیں مہرباں غریب نواز

زندگی کو ملا ہے در سے فروغ
بالیقیں جان جاں غریب نواز

تیرا اظہار تیرا ہو کے رہے
دیکھئے وہ نشاں غریب نواز

﴿۲۴﴾

عشق خواجہ میں اگر عمر گذر جائے مری
میں یہ سمجھوں گا ہوئی اپنی تمنا پوری

خواجہ ہندولی کی یہ کرامت دیکھی
دور رہکر بھی غلاموں سے نہیں ہے دوری

ایک دل تھا جسے نذرانۂ خواجہ کر کے
جلوۂ حسن کرم کی ہوئی پھر جلوہ گری

کتنے ناشاد ہوئے شاد تری چوکھٹ سے
ہے یہ انداز نوازش کی ادائیں تیری

دل کا ہر تار بنے عشق کا جو نغمہ سرا
پھر کہاں غم ہو مجھے اور کہاں مہجوری

بے کسی سے مری دنیا نے کیا کتنا مذاق
بس کرم ہی نے کیا دور جو تھی مجبوری

کتنے خوش بخت ہیں مشہور ہیں جو ان کے غلام
کاش اظہار کو بھی ہو یہ عطا خوش خبری

﴿۲۵﴾

ڈھونڈنے جاؤں کس کو خواجہ تم ہو ساجن میرے خواجہ
تار محبت کی ہر لے میں تم ہو دھڑکن میرے خواجہ

تیرے چرن پر جیرا واروں کتنی سندر چوکھٹ ہے
چشم کرم نے کتنا نوازا کر کے سہاگن میرے خواجہ

ہم دیوانوں کو مطلب ہے تجھ سے تیرے میخانے سے
پینے والے تیرے کھڑے ہیں تیرے آنگن میرے خواجہ

کتنے ہیں خوش بخت جہاں میں جس نے بسایا دل میں تجھکو
صدقے میں وہ دل بھی ہوا ہے تجھ سے سہاگن میرے خواجہ

خوشبو سے روضہ ہے معطر اس میں تیری رحمت کی چادر
تیرے کرم نے ایسا سنوارا من کا گلشن میرے خواجہ

تیری اسیری کتنی اچھی دنیا کی آزادی سے
جلوے پہ تیرے ہو گیا قرباں سارا تن من میرے خواجہ

عشق و محبت کی دنیا میں کچھ نہ کریں اظہار کسی سے
کاش ہو قائم میرے گلے میں تیرا بندھن میرے خواجہ

﴿۲۶﴾

ہر ولی کرتے ہیں احترام آپ کا
آپ خواجہ مرے میں غلام آپ کا

تیرے فیض کرم کی ہے چھائی بہار
سب بہاروں میں ہے اک مقام آپ کا

تو ہے محبوبِ پروردگار
ہو گیا چارسو فیض عام آپ کا

تونے اپنا بنایا کرم ہے ترا
اب نبھانا یقیناً ہے کام آپ کا

بن گئے ہیں ولی در سے پی کر ترے
نکہت و نور سے پُر ہے جام آپ کا

خواجہ خواجگاں نائب مصطفٰے
چھا گیا سارے عالم میں نام آپ کا

جنبش لب سے کتنوں کو ایماں ملا
ہے شریعت، طریقت کلام آپ کا

کوئی محروم در سے نہ جائے کبھی
ہے کرم میں ڈھلا انتظام آپ کا

ہر طرف تیرے جلوؤں کا اظہار ہے
شان عظمت میں ہے احتشام آپکا

﴿۲۷﴾

حسن تمنا کھینچ کے لائی آج کروں گا تیرا درشن
عمر گذاری داسی بن کر دور کرو خواجہ میری تڑپن

تیرا نقشہ تیرا جلوہ من میں راکھے پھر تا رہا ہوں
ایسا کرم ہے خواجہ پیا کا جس نے کیا ہر موسم ساون

فیض وسخا کی شان ہے تیری جود و عطا کی بات نرالی
کوئی بھی در سے جائے نہ خالی رحمت سے بھرپور ہے آنگن

کیا تھا کیا سے کیا کیا ہوا ہوں ایک فقط بس تیری عطا سے
جو بھی ہوں اور جو بھی رہونگا تیری کرپا ہی کے کارن

دنیا کی پرواہ نہیں ہے تیرا ہوں اور تیرا رہونگا
بھاگ تمہیں سے اپنا جگایا کیسے چھوڑوں تیرا دامن

جگ نے ایسا دیکھا نہیں ہے جیسا ہے مہراج ہمارا
دیکھ کے جلوہ ہو گیا شیدا تم ہو ہمارے من کے موہن

ہو گئی روشن من کی دیپک ہے یہ کرم اظہارؔ پہ تیرا
تم میرے مہراج وگسیاں تم پہ ہے جیون میرا ارپن

﴿۲۸﴾

اے مرے خواجہ تم مہراجہ آئی ہے تیرے در پر پرجا
تم نہ سنو گے کون سنے گا تیرے جو ہیں ان کی بپتا

فیض و کرم کی رم جھم برکھا جس نے سبھی کی پیاس بجھائی
خواجہ پیا محروم نہ رکھیو تیرا ہو کر کیوں رہوں پیاسا

جن کے روپ پہ چندا قرباں مدھر میرا سا جن ہے
سارے جگت میں شان انوکھی جن کے چرن پر ساری جنتا

دکھ سے بھری ہے میری کہانی تیرے جیسا کون دیالو
تیرا کرم ہی غم کو مٹائے ملتا کہاں ہے ایسا داتا

مرے گسیاں میرے خواجہ بیشک من کے تم ہو راجہ
کرپا تمہاری ایسی ہوئی ہے دور ہے جس سے ساری چنتا

اشرف سمناں کا یہ کرم ہے جس نے عطا کی تیری غلامی
چرنوں میں آنا کام تھا میرا تم جو نبھالو ہو گی کرپا

پاس نہیں اظہار کے کچھ بھی پریم کی خوشبو من میں مہکی
میرا سہاگ ہے تم سے قائم تم ہو ہمارے کرتا دھرتا

﴿۲۹﴾

کردو کرم مرے آقا خواجہ آن پھنسا ہوں مصیبت میں
اپنا جو تھا اپنا نہیں ہے غم کو بدل دو راحت میں
مرے چمن میں آگ لگا کر پھر بھی ہیں وہ دوست
اب تو بچالو میرے خواجہ قلب و جگر ہے اذیت میں
ہر مشکل آسان ہوئی ہے بیشک در سے تیرے
تیرے ہی در سے آس ہے قائم جیتا ہوں تری الفت میں
جو دوسخا کی ایسی چوکھٹ مل گئی قسمت والوں کو
جو وابستہ ہو گیا تجھ سے رہتا ہے وہ عزت میں
جھکتے رہے ہیں جھکتے رہیں گے شاہ و گدا تری چوکھٹ پر
کیسی درویشی ہے نمایاں شان حکومت و شوکت میں
آتی رہی ہے کتنی مصیبت بچتا رہا اظہارؔ یہ تیرا
تیرا اکرم بس تیرا اکرم ہے رکھا ہے اپنی رحمت میں

﴿۳۰﴾

خواجہ خواجگاں رہبر کاملاں فخر ہندوستاں ذات والا تری
ناز ہے سب غلاموں کو بیشک ترے ساری چوکھٹ میں چوکھٹ ہے اعلیٰ تری

حسن ایماں میں رنگت کرم سے ترے پالیا ہے محبت کی اک راہ سے
کتنا مسرور کن ہے تصور ترا ہر ادا نور و نکہت میں بالا تری

قلب ویراں سے ویرانیاں دور ہوں اس کرم پر ہے قربان قلب و جگر
شمع نور ہدایت کا مظہر ہے تو لاکھوں ولیوں میں ہے شان اولیٰ تری

نغمہ زن تار قلب و جگر کیوں نہ ہوں جن کی گردن میں پٹہ غلامی کا ہو
پھر تو باب کرم اس کی قسمت میں ہے یہ عطا اور نوازش ہے مولیٰ تری

کشور ہند کے آپ مختار ہیں سب تمہاری عطا کے طلبگار ہیں
حکمراں کی حکومت ہے صدقہ ترا کس قدر شان و شوکت ہے شاہا تری

جلوۂ نور کی چار سو ہے ضیا بالیقیں ہے کرم فیض سرکار کا
اب کہاں ہے کہ محروم جائے کوئی موج رحمت کی جاری ہے آقا تری

بھیک اظہارؔ کو در سے ملتی رہے اس کا تیرے سوا اور کوئی نہیں
کیجئے ایک حسنِ کرم کی نظر ، ہر نظر مظہر شاہ بطحا تری

﴿۳۱﴾

زندگی بن گئی خواجہ ترے میخانے سے
محو حیرت ہے زمانہ ترے دیوانے سے
جانتا کون تھا اور تھی کہاں ایسی عزت
رہ گئی لاج فقط آپ کے کہلانے سے
گردش فکر والم گرچہ بہت تھے لیکن
کٹ گئی ساری مصیبت ترے مل جانے سے
قلب میں رکھی ہے تصویر جمال خواجہ
عشق کا راز عیاں ہوگیا مستانے سے
در سے جاری ہے سخا بحر عطا کی موجیں
سارے عالم کی زباں بند ہے بتلانے سے
بالیقیں مل گیا اظہارؔ کو چوکھٹ سے سکوں
جب کرم ہوگیا سرکار کے فرمانے سے

رباعی

نوبت باجے خواجہ پیا کی دھوم ہے انکے انگنا
آؤ سکھی چلو ہولی کھیلیں دولھا بنا ہے سجنا
جیون واروں اپنے بلم پر خوشیاں مناؤں ان کے چرن پر
چھوٹے نہ بندھن خواجہ پیا کا ٹوٹے نہ پھر مورا کنگنا

منقبت

درشان حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ

ہے باب سخا آپ کا محبوب الٰہی
ہو نظر کرم کی عطا محبوب الٰہی

ہو تیرا کرم اپنے غلاموں پہ ہمیشہ
در پر ہے یہی التجا محبوب الٰہی

جھکتی ہے جہاں گردنیں ہر شاہ و گدا کی
دربار کرم ہے بڑا محبوب الٰہی

ناقص کو بنایا ہے ترے فیض نے کامل
عظمت سے ہے پُر ہر ادا محبوب الٰہی

تاریک تھے جو قلب و جگر ہو گئے روشن
جلوؤں کی تری ہے ضیا محبوب الٰہی

یہ سچ ہے خطاواروں پہ ہے تیرا کرم خاص
اظہار بھی ہے پُر خطا محبوب الٰہی

منقبت

در شان حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ

کردو کرم یا قطب الدین نائب خواجہ معین الدیں
گلشن چشت کے مہر منیر وصف جمال شرع متیں

شاہ و گدا محتاج ہیں تیرے ملتا کہاں ہے تیرا نظیر
نور ولایت کی کرنوں سے ہو گئی روشن روئے زمیں

جس نے جب بھی تجھ کو پکارا اس کو کرم نے خوب نوازا
رحمت عالم کی رحمت سے فیض و سخا کے تم ہو امیں

در سے ہویدا جلوہ ہی جلوہ جس کی ضیا ہے مظہر بطحا
دل پہ یقیناً ہے ترا قبضہ خوا جہ ہند کے قرب نشیں

گنج شکر کے مرشد و آقا صدقہ نظام و سراج و علا کا
میرے پدر پر نظر کرم ہو ہم سب کے بیشک ہو معیں

فکر والم سے دل ہے پریشاں ٹوٹ گیا ہے آس کا بندھن
تیرے کرم پر میری نظر ہے بھیک عطا ہو رہبر دیں

دل کی دھڑکن تم کو پکارے دست طلب اظہار پیارے
چوکھٹ سے محروم نہ رکھنا مظہر شان نور مبیں

منقبت

در شان حضرت بابا فرید الدن گنج شکر علیہ الرحمہ

بابا فرید گنج شکر لیجئے خبر
قسمت سنور ہی جائے گی جب ہو تری نظر

بیشک تری غلامی پہ قرباں ہے جان و دل
رکھ لیجئے حضور غلاموں میں عمر بھر

چوکھٹ سے یتری جاری ہے فیضان معرفت
وہ خوش نصیب ہے جسے مل جائے تیرا در

عرفانِ حق ملا ہے اسے جو ترا ہوا
اس نسبت عروج سے ہوتے ہیں دیدہ ور

اظہار حال کیسے ہو روشن ہے تم پہ سب
اشرف کا نام لیوا ہوں کردو کرم اِدھر

منقبت

درشان حضرت شیخ علاؤالحق پنڈوی علیہ الرحمہ

﴿۱﴾

آج مخدوم عالم کے در پر فیض سرکار طیبہ ملے گا
ان کی نظر کرم کی بدولت شاہ سمناں کا صدقہ ملے گا

معدنِ جانِ عرفانِ حق ہو نائب خواجۂ خواجگاں ہو
گُل بہاروں کی اِس انجمن میں ہر بھکاری کو حصہ ملے گا

حضرت قطب عالم کا صدقہ اور زاہد پیا کا وسیلہ
میری عرض تمنا کو سن لو دل پہ تیرا ہی قبضہ ملے گا

تیرے روضے پہ ابر کرم کی چھا گئیں نوری نوری گھٹائیں
سبز گنبد کا جلوہ عیاں ہے ہر زباں پر یہ چرچا ملے گا

سارے ارمان، حسرت کو لے کر در پہ اظہار تیرا کھڑا ہے
ہے یقیں تیرے شان کرم پر صبر کا آج بدلہ ملے گا

﴿۲﴾

بستانِ معرفت کی حقیقت علاء الحق
ہیں تاجدار راہ طریقت علاء الحق

پھیلا دیا ہے چشت کا فیضان چارسو
چمکا ہے خوب مہر ولایت علاء الحق

میرے حضور اشرف سمناں کا واسطہ
در سے عطا ہو مجھ کو بھی نصرت علاء الحق

کتنے خزاں رسیدہ چمن میں ہوئی بہار
لطف و کرم کی بالیقیں زینت علاء الحق

اک بادشاہ کو کیا ولیوں کا بادشاہ
وہ قطبِ وقت اصل کرامت علاء الحق

دکھلایا پنڈوہ(۱) سے زمین کچھوچھہ کو
کس درجہ شانِ عظمت و رفعت علاء الحق

اظہرؔ کس طرح کرے اظہار دل کا حال
سب کچھ عیاں ہے آپ پہ حضرت علاء الحق

(۱) یہ اشارہ اس طرف ہے کہ ایک بار مخدوم سمناں علیہ الرحمۃ شیخ علاء الحق صاحب پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور مجھے وہ سرزمین بتائیں کہ آفرینش دنیا سے اب تک اس میں کوئی قبر نہ ہو حضرت شیخ نے فرمایا کہ بتانے سے کام نہیں چلے گا دکھانے سے ہوگا چنانچہ آپ نے پنڈوہ سے کچھوچھہ کی اس زمین کو دکھایا جو آج حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔

منقبت
در شان حضرت صابر کلیری علیہ الرحمہ

آیا ہے در پہ آپ کے اظہار اشرفی
کر لیجئے قبول غلاموں کی حاضری

منگتا تمہارے در کا بھی کیسا ہے لاجواب
جس کی ادئے خاص پہ قربان سروری

آجایئے حضور غلاموں کے خواب میں جس
ہوجائے بس کرم ترا مخدوم کلیری

مجھ کو بھی آج صدقہ فریدو قطب کا دو
خواجہ کے لال کچھ تو کرو بندہ پروری

آتا نہیں ہے مجھ کو سلیقہ، ادب۔ حضور!
پھر بھی ترے کرم کی ادا شان حیدری

اظہارِ پُر خطا بھی ہے محتاج آپ کا
ہوجائے اک نگاہ کرم کی عطا تری

منقبت

درشان غوث العالم سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی

قدس سرہ النورانی

﴿۱﴾

کھلا ہے اشرف سمناں کا آج میخانہ
شراب عشق کا مل جائے ہم کو پیمانہ

تمہارے عشق و محبت کا ہو نشہ جس کو
تمام عمر رہے گا تمہارا دیوانہ

جھکی ہے کتنی بلندی تمہاری چوکھٹ پر
عروج حسن عطا ہے تمہارا شاہانہ

تمہارے نام نے بخشا حرارت ایماں
فروغ حسن کرم کا ہے تیرا پروانہ

وہ کیا نہیں کہ جو ملتا نہیں ہے چوکھٹ سے
طلب خلوص سے رکھے نہ ہو وہ بیگانہ

مری حیات کا ہر لمحہ وقف ہے تجھ پر
بنایا گوشۂ دل میں تمہارا کاشانہ

ہمارے پاس بچا کیا ہے جس کا ہو اظہار
جو ایک دل تھ اُسے دے دیا ہے نذرانہ

﴿۲﴾

ہوں غلام شاہ سمناں کیوں ہو اب رنج و ملال
اک نظر فرمائیے ہوں غم سے میں کتنا نڈھال

ڈوبنے والے کو ملتا ہے سہارا آپ کا
زور طوفاں بھی ڈُبو سکتا نہیں اس کی مجال؟

تیرے در سے ہو گیا ہے عشق کا روشن چراغ
اب تو محرومی کے بدلے زندگی ہے باکمال

اعلیٰحضرت اشرفی کا صدقہ ہو کچھ تو عطا
کاش ہو جائے ہماری زندگی بھی خوش خصال

کس قدر پیارا تمہارا نام ہے اشرف پیا
نام لے لے کر تمہارا ہوگئے ہیں سب نہال

قبر انور پر ہمیشہ نور کی برسات ہے
پوچھنا کیا ہے ترے دربار کا جاہ و جلال

تیرے دینے سے کبھی ہوتی نہیں تجھ میں کمی
ہو عطا اظہار کو کرتا ہے جو تم سے سوال

﴿۳﴾

شاہ سمناں دوری اپنی چوکھٹ کی اب دور کرو
چشم کرم سے میرے آقا روتا دل مسرور کرو

روضہ ٔپاک پہ جانے والے قسمت کے ہیں وہ کتنے سکندر
صدقہ ان جانے والوں کا عرض مری منظور کرو

دل میں بسائے تیری محبت اور زباں خاموش مری
کب تک در کو ترسا کروں گا اب نہ مجھے مجبور کرو

تیری غلامی رکھتے ہوئے پھر مدت سے مایوسی کیوں
حال سے میرے تم ہو واقف نظر کرم بھرپور کرو

تیری اسیری میں جو پلا ہو غیر کا قیدی کیون وہ بنے
اپنے کرم کی چھاؤں میں رکھ کر رحمت میں محصور کرو

صدقہ خواجہ نظام و علا کا اب تو کرم کر دو مرے آقا
خانۂ دل کے ہر گوشے کو نور سے پھر پُر نور کرو

آرزوئے اظہآر یہی ہے موت سے پہلے چوموں در کو
زخم فرقت کتنے ہیں گہرے اب نہ اسے ناسور کرو

﴿۴﴾

اشرف اشرف دل کی دھڑکن خواجہ پیا پہ تن من واری
کیفیت دل کیا میں بتاؤں ہو گئی حالت کیسی ہماری

دل کی کلی کھلنے بھی نہ پائی کیسا اجڑا من کا گلشن
خواجہ پیا کے خاص کرم سے آئی چمن میں فصلِ بہاری

کافر، مسلم، فاسق، عابد سب کے لئے دروازہ کھلا ہے
مدت سے محروم ہوں آقا نظر کرم ہو جائے تمہاری

سب کی زباں پر نام تمہارا سب پہ کرم ہے خاص تمہارا
حضرت نور العین کا صدقہ اب تو کرم کا فیض ہو جاری

نسبت سے اظہار کو جانیں اور تجھی سے سب پہچانیں
کھولو درِ الطاف کو اپنے، دور ہو جس سے گریہ و زاری

﴿۵﴾

اے اشرف زمانہ زِما ئے مدد نما
درہائے بستہ را زِکلیدِ کرم کشا

نور نبی کے نور کی تجھ سے ملی ضیا
بیشک ہیں آپ مظہر مولائے مرتضی

ہے سنت رسول پہ تیری ہر اک ادا
سن لیجئے حضور غلاموں کی بھی صدا

اے اشرف زمانہ زِما ئے مدد نما
درہائے بستہ را زِکلیدِ کرم کشا

تیرے کرم کے فیض کی موجیں ہیں چار سو
حسن عطا کی ساری عطا میں ہے تو ہی تو

مشکل کشا کی شان کے مظہر ہو ہو بہو
کر لیجئے قبول مرے دل کی آرزو

اے اشرف زمانہ زِما ئے مدد نما
درہائے بستہ را زِکلیدِ کرم کشا

غم سے نڈھال آئے ہیں در پر ترے حضور
بیشک کرم تمہارا غلاموں پہ ہے ضرور

مشکل نہیں ہے تیرے لئے قرب ہو یا دور
مدت سے غم زدہ ہوں عطا کیجئے سرور
اے اشرف زمانہ زِما ئے مدد نما
درہائے بستہ را زِ کلیدِ کرم کشا

بدر منیر چشت کا پایا ہے ہر جمال
جیلاں کی پُر ضیا سے درخشاں ہے ہر جلال
تجھ میں ہے غوث وخواجہ کے اوصاف باکمال
اب تو مٹایئے مرے آقا ہر اک ملال
اے اشرف زمانہ زِما ئے مدد نما
درہائے بستہ را زِ کلیدِ کرم کشا

روضے پہ نور گنبد خضریٰ کی ہے بہار
عکس جمال مصطفےٰ ہے آپ کا وقار
سایہ فگن ہے رحمت یزداں بھی بے شمار
تیرے کرم کے فیض سے ایماں میں ہے نکھار
اے اشرف زمانہ زِما ئے مدد نما
درہائے بستہ راز کلید کرم کشا

ملتا کہاں ہے ایسا شہنشاہ لاجواب
جس کا نہ ختم دور حکومت کا ہو شباب

چمکا ہے آج تک تری عظمت کا آفتاب

تیری عطا وہ ہے کہ نہیں جس کا کچھ حساب

اے اشرف زمانہ زِما نئے مدد نما

درہائے بستہ راز کلید کرم کشا

دربار کی عدالت و صبح و مسا کی شان

شیطان و جن کی ختم ہے اس آستاں پہ آن

بیشک تمہارے در سے ملی مردہ دل کو جان

نسبت سے تیری سارے جہاں میں ہے مان پان

اے اشرف زمانہ زِما نئے مدد نما

درہائے بستہ راز کلید کرم کشا

شاہوں کے شاہ اور فقیروں کے تاجور

تیری نگاہ لطف سے بنتا ہے خوب تر

اب تو کرم حضور کرو خستہ حال پر

تیرے کرم کا بھوکا ہے اظہار بے اثر

اے اشرف زمانہ زِما نئے مدد نما

درہائے بستہ راز کلید کرم کشا

﴿۶﴾

کیا ملا کیا کیا ملا بس تیرے ملجانے کے بعد
غوث وخواجہ بھی ملے ہیں تجھ کو پاجانے کے بعد

اشرف سمناں کی ہے شان ولایت کا اثر
کتنی رفعت مل گئی قدموں میں آجانے کے بعد

اب تو مَیلان کرم کی ہوگئی پیاری ادا
عاشقوں کے عشق کے آنسو کے بہہ جانے کے بعد

رفعت محبوب یزدانی کو سمجھے گا وہی
حاضری جس کی ہوئی ہے سر کے بل جانے کے بعد

جس نے دیکھا خواب میں سرکار اشرف کا جمال
اس کی قسمت ہوگئی بیدار سوجانے کے بعد

زورِ طوفانِ حوادث ہے کرم فرمایئے
زندگی دشوار ہے اس غم میں رہ جانے کے بعد

ہو عطا صدقہ ہمیں بھی اپنے نور العین کا
بن گئی ہے سب کی بگڑی تیرے بن جانے کے بعد

اوج پر قسمت کا چمکا ہے ستارہ بالیقیں
ہے زمانے میں مکرم تیرا ہوجانے کے بعد

ہے یہی بس آرزو در پر ترے اظہارؔ کی
ہو کرم شامل تمہارا اس کے مرجانے کے بعد

﴿۷﴾

آفتاب ولایت ہے اجمیر میں ضوفشاں جس کی کرنیں کچھوچھہ میں ہیں
معرفت کا سمندر اگر ہے وہاں موجزن اس کی لہریں کچھوچھہ میں ہیں

میرے مخدوم اشرف کے فیضان کا جس طرف دیکھئے فیض ہی فیض ہے
بس سلامت رہے آستانہ ترا جس کے دم سے بہاریں کچھوچھہ میں ہیں

سلسلہ میرے مخدوم کا دیکھئے ہے کچھوچھہ سے بغداد تک جلوہ گر
چشتی وقادری کا ہے سنگم یہاں اب تو ساری عطائیں کچھوچھہ میں ہے

کتنا پر کیف منظر ہے چھایا ہوا جس طرف دیکھئے نور ہی نور ہے
ایسا معلوم اب ہو رہا ہے ہمیں جیسے طیبہ کی لہریں کچھوچھہ میں ہیں

جو کرم اور نوازش میں مشہور ہے بالیقیں میرے اشرف کا دربار ہے
فیض ہر لمحہ جاری ہے در سے ترے ایسی پیاری ادائیں کچھوچھہ میں ہیں

گلشن فاطمی کا جو مہکا ہے گل اس پہ نازاں ہے عقل وخرد کل کی کل
جس کو یہ گل ملا اس کو کل مل گیا معرفت کی یہ موجیں کچھوچھہ میں ہیں

تیرا اظہار بھی کتنا مغموم ہے تیری چوکھٹ پہ رہ کر بھی محروم ہے
حسرتوں کے دیے بجھ نہ جائیں کہیں اسکی بھی آرزوئیں کچھوچھہ میں ہے

چند اشعار

زطفیل حضرت مخدوم اشرف دستگیر
لطف بر اظہار کن یا خواجۂ روشن ضمیر

من غلامِ ابن غلامِ خواجۂ ہندالولی
شد باظہار کرم مخدوم سمناں سیدی

ازدرت اے غوث العالم یافت اظہار حزیں
فیضِ فیضان در سلطان ہند خواجہ معیں

خاکپائے حضرت مخدوم سمنانی منم
بہر ایں نسبت در ہندالولی گرویدہ ام

﴿۸﴾

میرے مخدوم اشرف کرم کیجئے نام لیوا تمہارا کدھر جائے گا
آسرے پر تمہارے گذارے ہیں دن تم نہ چاہو تو پھر وہ کہاں پائے گا
ہاتھ پھیلائے در پر کھڑا ہے ترے صدقہ غوث و خواجہ عطا کیجئے
غم کا مارا ہے کردے کرم کی نظر کب تلک داستاں غم کی دہرائے گا
یہ تو چشم عنایت ہے مجھ پر تری خواجہ خواجگاں تک جو پہنچا دیا
اب نہ محروم رکھ اپنے دربار سے ورنہ ارماں یہی دل کو تڑپائے گا
آپ مشکل کشا کے ہیں نور نظر بھیک دے دیجئے صدقہ پنجتن
تیرا ہوکر بھی مدت سے محروم ہے حسرت دل کہاں تک وہ دکھلائے گا
دل میں رکھتا ہوں کچھ کس طرح سے کہوں بولنا عشق کی راہ میں جرم ہے
آرزو کا بھی اظہار کر نہ سکے پھر بھلا کس طرح حال بتلائے گا

منقبت

در شان حضرت سید شاہ عظمت اللہ صاحب حسینی

رحمۃ اللہ علیہ

نیر برج ولایت عظمت اللہ سیدی
پر تو نور ہدایت عظمت اللہ سیدی

ہو گئے روشن تمہارے نور سے تاریک دل
پھر مٹادو ساری ظلمت عظمت اللہ سیدی

جن کی چوکھٹ سے درخشاں ہے سخاوت کا چراغ
کس قدر ہے شان عظمت عظمت اللہ سیدی

مظہر ذات شہید کربلا ہے جن کی ذات
مرکز فیضان رفعت عظمت اللہ سیدی

آپ کے فیض کرم سے مل گئی یہ معرفت
شہ علاء الحق کی سیرت عظمت اللہ سیدی

خانۂ ویراں میں بیشک آ گئی اس کے بہار
جس پہ ہو نظر عنایت عظمت اللہ سیدی

کتنے سوکھے دل ہوئے تازہ تمہارے فیض سے
ہے یہ اظہار کرامت عظمت اللہ سیدی

منقبت

در شان سرکار حضرت شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ بنگلہ دیش

کرم ہے آپ کا در پر بلالیا ہم کو
طفیل خواجہ سنجر نظر ادھر کردو

شہِ جلال تری عظمتِ جمال دراز
بڑھادو دست کرم قلب کو جلا بخشو

نہیں ہے پاس مرے کچھ مگر ہے اک نسبت
غلام اشرف سمناں ہوں ناز ہے مجھ کو

اگر قبول کرو حاضری کرم ہوگا
ہماری عرض تمنا کی لاج اب رکھ لو

سنا ہے آپ کی چوکھٹ سے فیض بٹتا ہے
ہمیں بھی صدقۂ پیران پیر کچھ دے دو

ہے بنگلہ دیش میں سکہ تمہاری عظمت کا
شراب عشق سے پیمانۂ وفا بھردو

جو حال اپنا ہے اظہار ان پہ ہے وہ عیاں
ذرا نوازش پیہم سے حال دل دیکھو

منقبت

در شان حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ

گوشۂ دل میں ترے نور کا جلوہ دیکھا
مخزنِ جود و سخا پر ترا قبضہ دیکھا

مانگنے والوں کی ہوتی ہیں مرادیں پوری
بو علی شاہ قلندر کا یہ رتبہ دیکھا

لے کے امید کرم آیا ہوں در پر آقا
یوں تو فیضانِ عطا تیرا ہمیشہ دیکھا

چشمِ پر شوق کے ہر تار نظر نے جھک کر
نکہت و نور میں ڈوبا ہوا روضہ دیکھا

جس نے جو کچھ بھی جہاں چاہا اسے ملتا رہا
سارے عالم پہ تری بھیک کا صدقہ دیکھا

جانشینِ شہِ اشرف کی معیت کے طفیل
آرزوئے دل پُر شوق کا حصّہ دیکھا

گردش فکر والم نام سے مٹ جاتی ہے
سارے عالم کی زباں پر ترا چرچا دیکھا

ذات والا ہے تری نازشِ فیضانِ کرم
ہراک سربستہ کا کھلتے ہوئے عقدہ دیکھا

خوبیٔ عشق سے معمور ہیں اظہارِ صفات
عزم محکم سے درخشاں تراچہرا دیکھا

منقبت

حضرت سید شاہ رزق اللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

کوڑی نار شریف

﴿۱﴾

خواجہ قادری ہو نگاہ کرم ہو نگاہ کرم بہر غوث الوریٰ
شان والا ہے بیشک تری حیدری رکھ لو آقا بھرم بہر غوث الوریٰ

تم ہو لختِ دلِ بنتِ شمس الضحیٰ مظہرِ ذاتِ مولیٰ علی مرتضیٰ
تیری شان عطا سے اے پیر ہدیٰ دور ہو سارا غم بہر غوث الوریٰ

ہاتھ پھیلا کے در پر کھڑے ہیں سبھی، صدقہ آل نبی کا عطا کیجئے
مانگنے آیا ہوں میں ہوں منگتا ترا دور کر دو الم بہر غوث الوریٰ

اپنے محتاج پر کیجئے گا نظر پھر سنور جائیں گے اُس کے قلب و جگر
کاش ہو جائے چشم کرم کچھ ادھر تاجدار حشم بہر غوث الوریٰ

مظہر ذات خیر البشر آپ ہیں زینت افتخار گہر آپ ہیں
غوث و خواجہ کے نور نظر آپ ہیں ہو عطا دم بدم بہر غوث الوریٰ

تیرا باب کرم سب میں مشہور ہے زندگی مل گئی جو بھی مجبور ہے
جس کو اپنا بنایا وہ مسرور ہے دور ہو پیچ و خم بہر غوث الوریٰ

عمر بھر نعت سرکار لکھتا رہوں آرزو ہے یہی درپہ اظہار کی
از طفیل اشرف و خواجہ خواجگاں پاؤں زور قلم بہر غوث الوریٰ

﴿۲﴾

خواجہ قادری ہو نگاہ کرم غوث اعظم کا صدقہ عطا کیجئے
در پہ آئے ہوئے ہیں اسیرانِ غم ان کو فیض کرم سے رہا کیجئے

آستانہ ترا آستانہ ہے کیا سر جھکاتے جہاں پر ہیں شاہ و گدا
اپنے محتاج پر ہو کرم کی نظر در پہ اس کو بھی اپنے نبھا لیجئے

نور ہی نور ہے جلوہ ہی جلوہ ہے ہر طرف شاہ جیلاں کا فیضان ہے
اپنے پر کیف منظر کو دیکھے گا وہ عشق سے پہلے آنکھوں کو وا کیجئے

کم نظر کو نظر بے خرد کو خرد جو بھی آتا گیا اس کو ملتا گیا
کتنا شاہانہ ہے آستانہ ترا ہم غریبوں کے حق میں دعا کیجئے

تیرے فیضِ کرم کا ہے یہ سلسلہ لب کے کھلنے سے پہلے عطا کر دیا
تیرے اظہار کی ہے یہی التجا اس کے قلب حزیں میں رَہا کیجئے

﴿۳﴾

در پہ آیا ہوں ترے غوث کا صدقہ دیدو
تم سخی ابن سخی ہو مری جھولی بھردو
غوث کے لعل ہو اور گلشن زہرا کے پھول
واسطہ شیر خدا کا ہے مری بھی سن لو
جلوہ گر ہے ترا فیضان کرامت ہر سو
اپنے محتاج کو بس اپنا بناکر رکھ لو
توڑ دو اب غم و آلام کی زنجیروں کو
قادری فیض کا فیضان کرم دکھلادو
میری مایوسیاں خوشیوں میں بدل جائیں گی
تم ہمارے ہو اگر خواب میں آکر کہہ دو
آج لے کر ہی درِ والا سے جاؤں گا میں
درد مندوں کے اگر ہو تو مسیحا تم ہو
رات دن فیض کی بارش ہے تری چوکھٹ پر
نور ہی نور کا منظر ہے جدھر بھی دیکھو
تیرے اندازِ نوازش نے نوازا سب کو
آج صدقہ شہ جیلاں کا عطا ہو ہم کو
بیکس اظہارؔ رہے در پہ تمہارے پیاسا!
خواجہ قادری اب ابر کرم برسادو

﴿۴﴾

قادری عرس میں چھائی ہے بہار آج کی رات
آگئی حسن تمنا میں نکھار آج کی رات

تیرے دربار میں حاضر ہیں مرادیں لیکر
بیقراری کو بھی اب دیدو قرار آج کی رات

بالیقیں فیض ترا فیض ہے فیض جیلاں
ہو عطا غوث کے صدقے میں وقار آج کی رات

ہے جو دیوانہ ترا اس کو غرض ہے تجھ سے
سارے طوفانِ حوادث سے ہو پار آج کی رات

ہوگئے شاد تری نظر عنایت کے طفیل
غم کے ماروں پہ ہو رحمت کا حصار آج کی رات

نکہت و نور کے جلوؤں کی ہے برسات یہاں
چار سو چھایا ہے فیضانِ مزار آج کی رات

آج حاضر تری چوکھٹ پہ ہے اظہار حزیں
کیجئے کیجئے اپنوں میں شمار آج کی رات

منقبت
در شان حضرت سید طبل عالم بادشاہ نطھر ولی علیہ الرحمہ
ترچناپلی (مدراس)

﴿۱﴾

طبل عالم بادشاہ نطھر ولی
شان والا آپ کی ہے حیدری

خانۂ ویراں میں آجائے بہار
ڈال دیں جس پر نگاہ خسروی

تیری چوکھٹ کا بھی ہے کیا مرتبہ
پاتے ہیں اس در سے کتنے سروری

ہے ولایت جن کے بچپن سے عیاں
وہ چراغ دیں ہیں اور نورِ نبی

اپنی قسمت کو جگانے آیا ہوں
کیجئے دور اس میں جو کچھ ہے کمی

یک بیک حافظ پرندہ ہوگیا
ہے ولایت آپ کی کتنی بڑی

پُر خطا اظہار پر تیرا کرم
ہے یہ الطاف کرم کی اک کڑی

منقبت

درشان حضرت سید شاہ اعلیٰحضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ

﴿۱﴾

جانشینِ شاہ سمناں اعلیحضرت اشرفی
اشرفیوں کے نگہباں اعلیحضرت اشرفی

جنکے دم سے فیض اشرف ہر طرف چھاتا گیا
نائب مخدوم ذیشاں اعلیحضرت اشرفی

ذات جنکی تھی سہارا بے سہاروں کے لئے
درد کے ماروں کے درماں اعلیحضرت اشرفی

جن کی ساری زندگی اشرف پہ قرباں ہو گئی
ہو گئے سب سے درخشاں اعلیحضرت اشرفی

نسبت اشرف کو لے کر سارے گل مہکا کیے
اُن گلوں میں تھے نمایاں اعلیحضرت اشرفی

تھے گروہ عارفاں میں وہ امام العارفیں
پر توِ محبوب یزداں اعلیحضرت اشرفی

فیض پائیں جن کے در سے عالم و مفتی، فقیہ
تھے یقیناً جانِ عرفاں اعلیحضرت اشرفی

نسل نورالعین کا تھا وہ درخشاں آفتاب
تھی کرامت جس پہ رقصاں اعلیٰحضرت اشرفی

جن کی صورت دیکھ کر سارا زمانہ کہہ اٹھا
ہم شبیہِ غوث جیلاں اعلیٰحضرت اشرفی

کیا کرے اظہار کوئی اُن کی شوکت کا بیاں
ہے ولایت جن پہ نازاں اعلیٰحضرت اشرفی

منقبت
حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین اشرفی
رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صدر الافاضل نازش فیض و کرم
اہلسنت کا کیا ہے آپ نے اونچا علم

ہوگئی اہل مراد آباد کی پوری مراد
پالیا جب پیکرِ اخلاص کا عالی قدم

سنت نبوی تھی جن کی زندگی کی ہر ادا
اس ادائے خاص سے کتنے ہوئے وہ محترم

جن کے استقلال سے باطل بھی تھرانے لگا
عشق سرکار مدینہ کس قدر ہے محتشم

تھے مفسر اور محدث حافظ و قاری فقیہ
ذات جن کی انجمن تھی علم میں تھے وہ اتم

کہہ رہی ہے آج بھی باغ نعیمی کی بہار
ان کی نسبت سے یقیناً دور ہے سب رنج و غم

تھے شہنشاہ خطابت اور مناظر لاجواب
ان کے انداز سخن پر زور باطل بھی ہے خم

اعلیحضرت اشرفی کے فیض کا اظہار ہے
کس قدر مضبوط ہے باغ نعیمی کا بھرم

ترانہ اشرفی

سیدی مرشدی اشرفی اشرفی

تجھ کو پانے سے پایا ہے مولیٰ علی   شان والا ہے بیشک تری حیدری
جس پہ تیرے کرم کی نظر ہو گئی   پھر وہ جیسا بھی تھا بن گیا ہے ولی

سیدی مرشدی اشرفی اشرفی

درس عرفان حق تجھ سے ملتا رہا   فیض کا سلسلہ در سے بٹتا رہا
ناتواں پر کرم تیر ا کھلتا رہا   تیری چشم عنایت ہے کتنی بڑی

سیدی مرشدی اشرفی اشرفی

تجھ سے روشن ہوئے کتنے قلب و جگر   بالیقیں تیرے اوصاف ہیں خوب تر
ہے ہجوم عاشقاں تیری دہلیز پر   ہو عطا نکہت و نور کی روشنی

سیدی مرشدی اشرفی اشرفی

شکل غوث الوریٰ تیری تصویر ہے   سیرت خواجگاں تیری تنویر ہے
اشرف باخدا کی تو تفسیر ہے   جلوہ حق کی ہے تجھ میں جلوہ گری

سیدی مرشدی اشرفی اشرفی

کتنے طوفانِ غم لیکے پھرتا رہا   کام آیا ہے بیشک ترا آسرا
تو ہے مولیٰ مرا تو ہے آقا مرا   ڈال دے اک نگاہ کرم خسروی

سیدی مرشدی اشرفی اشرفی

تیری ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ مظہر ذات مولیٰ علی مرتضیٰ
لاج رکھ لو خدارا اے پیر ھدیٰ در پہ فریاد ہے تیرے یااشرفی

سیدی مرشدی اشرفی اشرفی

جلوۂ نور کا تجھ سے اظہار ہے جس پہ تیرا کرم ہے وہ مختار ہے
بحر موج سخا تیرا دربار ہے تجھ کو پاکر ہوئی دور ساری کمی

سیدی مرشدی اشرفی اشرفی

ترانہ جامع اشرف ۱۴۰۰ھ

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا
حرمت روح پیمبر یک نظر کن سوئے ما

سیدی مخدوم اشرف غوث العالم دستگیر
مظہر شان علی اور چشت کے بدر منیر

صاحب جودو سخا سرچشمۂ روشن ضمیر
ہو گئی ہے غم کے ہاتھوں چشم پر نم مثل نیر

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا
حرمت روح پیمبر یک نظر کن سوئے ما

نیر برج ولایت صاحب عزو وقار
معدن فیض و کرامت ہے ترے در کی بہار

ہے گدا وشاہ پر تیری عنایت بے شمار
آپ کی ذات مقدس پر ہے کل دارومدار

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا
حرمت روح پیمبر یک نظر کن سوئے ما

نور بطحا کی تجلی ہر طرف جلوہ فگن
نصرتِ غوث الوریٰ فیضانِ خواجہ موجزن

اولیا اقطاب سے آباد ہے تیرا چمن
بہر نور العین کردو دور سب رنج و محن

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا
حرمت روح پیمبر یک نظر کن سوئے ما

جامع اشرف ہے فروغ سنیت کا شاہکار
جامع اشرف فیض مخدومی کی ہے اک یادگار

جامع اشرف احمد اشرف کے تخیل کا منار
ہو سلامت تا ابد پھولے پھلے لیل و نہار

سرورا شاہا کریما دستگیر اشرفا
حرمت روح پیمبر یک نظر کن سوئے ما

لے لئے ہیں فتنہ پردازوں کے فتنوں نے جنم
حرص دنیا کے لئے کچھ چھوڑ رکھے ہیں صنم

تیری چوکھٹ پر یہی ہے التجا باچشم نم
عاصی اظہارؔ کی رکھ لیجئے آقا بھرم

سرورا شاہا کریما دستگیر اشرفا
حرمت روح پیمبر یک نظر کن سوئے ما

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ اٰيٰتٍ

سورۂ فاتحہ ۱ مکی ہے اور اس میں سات آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشائندہ مہربان

اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا مہربان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ

ثنا وستائش خدا بر است پروردگار عالمہا بخشائندہ

ثناوتعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام عالم کا پالنے والا ۲ بہت رحم والا

الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

مہربان خداوند روز جزا ترا می پرستیم

مہربان ۳ جزا کے دن کا مالک ۴ تجھ ہی کو ہم پوجتے ہیں

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

و تو مدد می طلبیم بنما مارا راہ

اور تیری ہی مدد کو طلب کرتے ہیں ۵ تو ظاہر فرما ہمارے واسطے راستہ

الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ

راست راہ آنانکہ انعام کردی بر ایشاں

سیدھا ۶ راستہ ان لوگوں کا انعام کیا تو نے جن سب پر ۷

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۟

بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد بانہا و بجز گمراہان

نہ ان کا جو غضب یافتہ ہیں اور نہ گمراہوں کا ۸

تفسیر اظہار العرفان

۱ سورہ فاتحہ مکی بھی ہے اور مدنی بھی کیونکہ مکہ مکرمہ میں فرض صلوۃ اور مدینہ منورہ میں تحویل قبلہ کے موقع پر نازل ہوئی۔ اس میں سات آیات، ۲۵ کلمات اور ۱۲۳ حروف ہیں۔(غرائب القرآن)

۲ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم الحمد لله رب العالمين پڑھو گے تو بیشک تم نے اللہ کا شکر ادا کیا اس لئے اللہ تمھیں اور زیادہ دیگا۔ (ابن جریر)

۳ رحمن فعلان کے وزن پر ہے اور رحیم فعیل کے وزن پر ہے اور یہ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں یعنی بہت رحم فرمانے والا۔ حضرت عزری فرماتے ہیں کہ اللہ رحمن جمیع خلق کیلئے ہے اور رحیم خاص مؤمنین کیلئے ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رحمٰن سے مراد رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (دنیا اور آخرت میں رحم فرمانے والا) ہے اور رحیم سے مراد رَحِيْمُ الْاٰخِرَةِ (آخرت میں رحم فرمانے والا) ہے جو صرف ایمان والوں کیلئے ہے۔(ابن جریر)

۴ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یوم حساب یعنی قیامت کا دن ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس دن مجازی بادشاہ بھی نہ ہوگا۔(ابن جریر)

۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کا مطلب یہ ہے کہ ہم تجھے ایک مانتے ہیں، تجھ ہی سے ڈرتے ہیں اور تجھ ہی سے امید رکھتے ہیں اے ہمارے رب تیرے سوا کسی سے نہیں اور وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا مطلب یہ ہے کہ ہم تیری اطاعت میں اور اپنے تمام امور میں تیری ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ (ابن جریر) ۶ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم سے مراد قرآن ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اسلام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اے محمد ﷺ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھیے یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ اللہ نے طریق ہادی کے بارے میں الہام کیا ہے اور وہ اللہ کا دین ہے جس میں کوئی کجی نہیں ہے۔ حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رسول ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھی یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا راستہ ہے۔ (ابن جریر) بیشک مؤمن جب اللہ تعالیٰ کو دلیل واحد سے پہچان لیتا ہے تو اسکی نظر میں ممکنات کی اقسام میں کوئی موجود ایسا نہیں ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے وجود، علم، قدرت، جود، رحمت اور حکمت پر دلائل نہ ہوتے ہوں، اور کبھی دین انسان دلیل واحد سے صحیح ہوتا ہے اور وہ باقی دلائل سے غافل رہتا ہے اس لئے مؤمن کا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ "اے ہمارے معبود! ہم نے جان لیا کہ ہر شے میں تیری ذات، صفات، قدرت اور علم پر دلائل کی کیفیت موجود ہے [اس لئے ان دلائل کی راہ ہمارے لئے ظاہر فرما]"۔(تفسیر کبیر) ۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ راستہ جس پر اللہ نے انعام فرمایا ہے وہ ملائکہ، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ہے۔(ابن جریر) ۸ غیر بمعنی سوا۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہود ہیں اور جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں۔ (ابن جریر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے سورہ فاتحہ کی مثل کوئی سورت تورات میں نازل ہوئی نہ انجیل میں زبور میں اور نہ (خود) قرآن میں۔(ترمذی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ فاتحہ ہر مرض کیلئے شفاء ہے۔ حضرت ابو میسرہ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ سورہ فاتحہ کی تلاوت فرمائیں پس جب آپ ولا الضالین کہیں تو آمین کہئے۔ مسئلہ: سورہ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا سنت ہے۔(مظہری)

مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن فارسی سے اردو ترجمہ قرآن اور اس پر تفسیر اظہار العرفان کے موجودہ کام کا عکسی صفحہ یہ کام آپکے اورنگی ٹاؤن میں ہو رہا ہے اور اس کام کا شرف شیخ الحدیث علامہ سید شاہ محمد ممتاز اشرفی صاحب (خلیفہ صاحب سجادہ) کو حاصل ہے۔

منجانب الاشرف لان شاہ فیصل چوک، سیکٹر 14-G، اورنگی ٹاؤن، کراچی۔(فون : 6658705)

آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ ایک تحریک

آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ سنی صوفی مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم ہے جو اس فکر کے تحت وجود میں آئی کہ خانقاہوں، آستانوں، درگاہوں کے سربراہ مسلم مسائل کو اپنے مشاہدات کی بناء پر سمجھ کر ان کے حل کے لئے حکومت وقت پر دباؤ ڈالیں۔ یہ بورڈ اسی مقصد کے تحت سرگرم عمل ہے اور اس نے مرکزی اور ریاستی حکام کو بہت سے مسائل کی سنگینی سے واقف کرایا ہے۔ علماء اور مشائخ شہروں اور گاؤں کا دورہ کر کے عوام وحکام دونوں کو اس سے باخبر کرتے ہیں کہ افسر شاہی میں، انتظامیہ میں اور سیاسی طبقہ میں مسلم نمائندگی کا سوانگ رچا کر جو لوگ آزادی کے بعد سے پہونچے ہوئے ہیں، ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت میں انہیں کبھی اتنی مقبولیت نہیں ملی کہ وہ نمائندہ بن کر کھڑے ہو سکیں۔ ان لوگوں نے مسلم اموریعنی حج واوقاف پر قبضہ کیا، تعلیمی اداروں کو استعمال کیا اور میڈیا کو اپنے ہاتھ میں لیکر صرف مسلم مسائل کا نام دیکر مسلمانوں کی بھلائی سے زیادہ وہ اپنے ذاتی مفادات اور اقتصادی ضرورتوں کی تکمیل میں سرگرم عمل ہیں۔ بورڈ نے قومی وقف ترقیاتی کونسل کی تشکیل اور وقف ترمیمی بل کی منظوری جیسے سرکاری اقدامات پر سخت احتجاج کیا ہے۔ گو کہ بورڈ کی بات سنجیدگی سے سنی جاتی ہے اور جنتر منتر احتجاج سمیت کئی بڑی کانفرنسوں میں لاکھوں کی تعداد میں ہندوستانی مسلمانوں کی شرکت سے حکام کو اندازہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت بورڈ کے ساتھ ہے۔ بورڈ نے کسی تفریق کے بغیر مسلمانوں کی فلاح کے لیے کچھ پروگرام وضع کئے ہیں۔ مثلاً۔

(۱) مسلم اکثریتی علاقوں میں اعلی تعلیم کے معیاری مراکز کا قیام۔ (۲) ہمارے وطن عزیز میں امن ویکجہتی کے لئے تقریباً ہر شہر میں صوفی مرکز کا قیام۔ (۳) وقف بورڈ کے زیر انتظام اور محکمہ آثار قدیمہ کے زیر تحفظ مسجدوں و دیگر اوقاف میں واقف کی منشا کے مطابق صوفی روایتوں کا احیا۔ (۴) مسلم باڈیوں میں عموماً اور مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والی سرکاری باڈیوں میں خصوصاً سنیوں کی بھرپور نمائندگی کو یقینی بنانا۔ (۵) جملہ خانقاہوں اور درگاہوں کو ایسے تسلط سے آزاد کرانا جن کا اس روایت میں یقین نہیں۔

بورڈ نے رائے عامہ بیدار کرنے کے لئے اب تک ہزاروں چھوٹی بڑی میٹنگوں کے علاوہ کئی بڑی کانفرنسوں کا بھی اہتمام کیا ہے۔ جن میں سنی کانفرنس مرادآباد، سنی کانفرنس بھاگلپور، مسلم مہاپنچایت مرادآباد، مسلم مہاپنچایت بیکانیر، سنی کانفرنس امیٹھی اور ایک بڑا احتجاجی جلسہ دہلی جنتر منتر پر بھی منعقد کیا۔ مذکورہ بالا پروگراموں کے بعد بورڈ نے ایک انقلابی قدم اٹھایا اور دہلی میں ''ورلڈ صوفی فورم'' کے نام سے چار روزہ پروگرام جس میں تین روزہ سیمینار اور ایک روزہ انٹرنیشنل صوفی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس کانفرنس میں ملک وبیرون ملک سے ہزاروں علماء کرام ومشائخ عظام نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ لکھنؤ میں صوفی ازم اور انسانیت پر ایک سیمینار بھی منعقد کیا گیا۔ ان تمام پروگراموں میں منظور ہونے والی قراردادیں مرکزی وریاستی حکومتوں کو بھیج دی گئیں۔

بورڈ مسلمانوں کے مسائل کو سمجھ کر ان کے حل نکالنے کی سفارش پوری سنجیدگی سے کر رہا ہے۔ اور اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ اقلیتوں کے لئے جاری سرکاری اسکیموں سے ہندوستانی صوفی مسلمانوں کو فائدہ پہونچنا یقینی ہو۔ اس کے علاوہ مدارس اور مساجد کے نظام کی درستگی کے لئے باقاعدہ مسودہ تیار کیا ہے۔ بالخصوص طلباء مدارس کے لئے ایک خصوصی پروگرام تیار کیا ہے جس میں دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کی اہمیت و افادیت کو باور کرایا جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بورڈ علماء مدارس اور ائمہ مساجد کے بشمول مسلم نوجوانوں کے روزگار کیلئے بھی کوشش کر رہا ہے۔

صوفیوں کی رائج کردہ گنگا جمنی تہذیب کو زندہ رکھنے کے لئے بورڈ ہمہ وقت عملاً کوشاں رہتا ہے۔ ملک میں امن وسلامتی کے قیام اور انسانی رواداری کا تحفظ وغیرہ بورڈ کے اہم مقاصد ہیں۔ قوم وملت کیلئے آواز بلند کرنے کی خاطر آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ کے ممبر بنیں۔ ہم اکیلے کچھ نہیں کر سکتے لیکن آپ سے ملکر اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔ بورڈ کے رکن بنیں اور تشدد کے خلاف اقدام میں حصہ لیں۔

ALL INDIA ULAMA & MASHAIKH BOARD

Head Office : 20-Johri Farm, IInd Floor, Lane No.1, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-25

State Office U.P. : 106/73, Nazar Bagh, Cantt. Road, Lucknow-226001

Contact : +91 9212357769 (H.O.) , 9936459242 Email: aiumbdel@gmail.com, Website: aiumb.org



السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

If you want to read these Books Please Provide Email I'd or Contact me.

Email: aalerasoolahmad@gmail.com Facebook: Aale Rasool Ahamd Twitter: @aalerasoolahmad

Introduction to AIUMB

All India Ulama & Mashaikh Board (AIUMB) has been established with the basic purpose of popularizing the message of peace of Islam and ensuring peace for the country and community and the humanity. AIUMB is striving to propagate Sunni Sufi culture globally .Mosques, Dargahs, Aastanas, and Khanqwahs are such fountain heads of spirituality where worship of God is supplemented with worldly duties of propagating peace, amity, brotherhood and tolerance.

AIUMB is a product of a necessity felt in the spiritual, ethical and social thought process of Khaqwahs.Khanqwahs also have made up their mind to update the process and change with the changing times. As it is a fact that Khanqwahs cannot ignore some of the pressing problems of the community so the necessity to change the work culture of these centers of preaching and learning and healing was felt strongly. AIUMB condemns all those deeds and words that destabilize the country as it is well known that this religion of peace never preaches hatred .Islam is for peace. Security for all is the real call. AIUMB condemns violence in all its form and manifestation and always ready to heal the wounds of all the mauled and oppressed human beings. The integral part of the manifesto of AIUMB is peace and development. And that is why Board gives first priority to establish centers of quality modern education in Sunni Sufi dominated ares of the country. The other significant objectives of the Board are protection of waqf properties, development of Mosques, Aastanas, Dargahs and Khanqwahs.

This Board is also active in securing workable reservation for Muslims in education and employment in proportion to their population. For this we have been organizing meetings in U.P, Rajasthan, Gujrat, Delhi, Bihar, West Bengal, Jharkhand, Chattisgadh, Jammu& Kashmir, and other states besides huge Sunni Sufi conferences and Muslim Maha Panchayets . Sunni conference (Muradabad 3rd Jan 2011)Bhagalpur(10th May 2010) and Muslim Maha Panchayet at Pakbara Muradabad (16th October 2011) and also Mashaikh e tareeqat conference of Bareilly (26th November 2011) are some of the examples.

HISTORICAL FACT AND THE NEED OF THE HOUR

The history of India bears witness to that fact that when Alama Fazle Haq Khairabadi gave the clarion call to fight for the freedom of our country all the Khanqahs and almost all the Ulama and Mashaikh of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat rose in unison and gave proof of their national unity and fought for Independence which resulted in liberation of our country from British rule.

But after gaining freedom, our Khanqahs and The Ulama of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat went back to the work of dawa and spreading Islam, thinking that the efforts that were undertaken to gain freedom are distant from religion and leaving it to others to do the job. Thus the Independence for which our Ulama and Mashaikh paid supreme sacrifice and laid down their lives resulted in us being enslaved and thereby depriving us legimative right to participate in the governance of our country.

After the Independence hundreds of issues were faced by the Umma, whether religious or economic were not dealt with in a proper way and we kept lagging behind. During the lat 50 years or so a handful of people of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat could become MLA's, MP's and minister due to their individual efforts lacking all along solid organized community backing as a result of which Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat remained disassociated with the Government machinery and we find that we have not been able to found foothold in the Waqf Board, Central Waqf Board, Hajj Committee, Board for Development of Arbi, Persian & Urdu or Minorities Commission. Similarly when we look towards political parties big or small we see a specific non-Sunni lobby having strong presence. In all the Institution mentioned above and in all political parties Sunni presence is conspicuous by its absence.

Time and again Ulama and Mashaikh have declared that the Sunni's constitutes a total of approximately 75% of all Muslim population. This assertion have lived with us as a mere slogan and we have not been able to assert ourselves nor have we made any concerted efforts to do so.

It is the need of the hour that The Ulama and Mashaikh should unite and come on single platform under the banner of Ahl-E- Sunnah Wal-Jamaat to put forward their message to the Sunni Qaum. To propagate our message Sunni conferences should be held in the District Head Quarters and State Capitals at least once a year to show our strength and numbers this is an uphill task and would require huge efforts but rest assured that once we do that we shall be able to demonstrate our number leaving the non-Sunni way behind thereby changing the perception of political parties towards us and ensuring proper representation in every field.

AIMS AND OBJECTIVES OF AIUMB

To safeguard the right of Muslim in general and Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in particular.

To fight for proper representation of responsible person of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in national and regional politics by creating a peaceful mass movement.

To ensure representation of Sunni Muslim in Government Organization specially in Central Sunni Waqf Boards and Minorities Commission.

To fight against the stranglehold and authoritarianism of non-Sunni's in State Waqf Board.
To ensure representation of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in the running of the state waqf board.

To end the unauthorized occupation of the Waqf properties belonging to Dargahs, Masajids, Khanqahs and Madarasas, by ending the hold of non-Sunni's and to safeguard Waqf properties and to manage them according to the spirit of Waqf.
To create an envoirment of trust and understanding among Sunni Mashaikh, Khanqahs and Sunni Educational institution by realizing the grave danger being paced by Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat. To rise above pettiness, narrow mindedness and short sightedness to support common Sunni mission.

To work towards helping financially weak educational institutions.

To provide help to people suffering from natural calamities and to work for providing help from Government and other welfare institutions.

To help orphans, widows, disabled and uncared patients.

To help victims of communalism and violence by providing them medical, financial and judicial help.

To organize processions on the occasion of Eid-Miladun-Nabi (SAW) in every city under the leadership of Sunni Mashaikh. To restore the leadership of Sunni Mashaikh in Juloos-E-Mohammadi (SAW) wherever they were organized by Wahabi and Deobandis.

To serve Ilm-O-Fiqah and to solve the problem in matters relating to Shariah by forming Mufti Board to create awareness among the Muslims to understand Shariah

To establish Interaction with electronic and print media at district and state level to express our viewpoint on sensitive issues.

Ashrafe–Millat Hazrat Allama Maulana Syed Mohammad Ashraf Kichhowchhwi

President & Founder All India Ulama & Mashaikh Board

Email : ashrafemillat@yahoo.com

Twitter : www.twitter.com/ashrafemillat

Facebook : www.facebook.com/AIUMBofficialpage

Website: www.aiumb.org

Head Office :

20, Johri Farm,

2nd Floor, Lane No. 1 Jamia Nagar, Okhla

New Delhi -25

Cell : 092123-57769 Fax : 011-26928700

Zonal Office: 106/73-C, Nazar Bagh, Cantt. Road,

Lucknow. Email : aiumbdel@gmail.com

AIUMB

AN APEX BODY OF SUNNI MUSLIMS